ریاض معلیٰ

[illegible]

جامع

[illegible]

بار اول

التماس ضروری

[illegible] قاضی محمد شریف الدین صاحب [illegible] و [illegible] المعارف [illegible] [illegible] کی نسبت اس قدر [illegible] نمایاں کیا جاتا ہے کہ آپ بلحاظ [illegible] حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کے [illegible] میں چچا اور روحانی توسل کے لحاظ سے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کے [illegible] اور پیر بھائی ہوتے ہیں حضرت علی اور ان حضرات میں [illegible] روحانی [illegible] تعلقات تھے کہ ان ہر سہ حضرات کو ایک جان دو قالب کہا جائے تو بجا ہو۔

دیباچہ میں جہاں کہیں حضرت علی کے رفقاء سفر کے نام درج ہیں وہاں حضرت قاضی صاحب نے اپنا اسم گرامی کسر نفسی سے نظر انداز فرمایا ہے اس لئے یہاں اسکی توضیح کر دیگئی۔

بعض قصائد اور غزلیات بے وقت دستیاب ہونے سے بلالحاظ سلسلہ ابجد درج کی گئیں اور حصہ اول دوم کا صحت نامہ حصہ دوم کے آخر۔ دیباچہ اور حصہ سوم کا صحت نامہ حصہ سوم کے آخر درج کیا گیا ہے اس کے علاوہ سہو کتابت سے کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ناظرین سے امید ہے کہ اس ہیچمداں کو معاف فرماکے صحت فرمالیجائے گی۔

حضرت مولانا سید شاہ حسین صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت [illegible] نے قطعۂ تاریخ اور عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد یمین السلطنت بہادر شاد [illegible] سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہٗ نے بہ لحاظ قدر حضرت علی تقریظ اور جناب نواب فصاحت جنگ جلیل استاد شہریار دکن اور جناب حکیم عاشق حسین صاحب [illegible] وغیرہم نے جو قطعات تاریخ روانہ فرمائے اس کا بدل مشکور ہوں۔

میں اپنے بھائی مظہر الدین احمد صاحب کا ممنون احسان ہوں کہ بھائی صاحب نے مصروفیت کار سرکاری و مشغولیت امتحان جو ڈیشل و امتحان بی اے کلاس کے باوجود نقل کلام اور تصحیح طبع میں میری کافی مدد فرمائی اسی طرح بالخصوص اپنے قابل قدر دوست جناب مرزا حسینی بیگ صاحب منشی فاضل اور مولوی سید حبیب اللہ صاحب علمی کا رہین منت ہوں کہ ان احباب نے اپنا قیمتی وقت اس مبارک کام کی تکمیل میں بخلوص دل صرف فرمایا آخر میں دعا ہے کہ اس مبارک کام میں جن جن حضرات نے حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو دارین میں شاد کام رکھے اور سب کے طفیل میں باستقامت باطن جملہ بھائیوں کے ساتھ اس ناچیز کا خاتمہ بخیر فرمائے۔

۱۰ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ

محمد ریاض الدین علی صیفی خلف حضرت علی

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

مجموعۂ کلام نعتیہ اردو و منقبت گاہم حضرت مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب قبلہ صدیقی
معلی حیدرآبادی علیہ الرحمۃ سابق مددگار ناظم ٹیکسالخانہ جات دولت آصفیہ

موسوم بہ

ریاض معلی

۱۳۴۳ھ

حصۂ اول

(۱) دیباچہ

مرتبہ خاکسار محمد رضی الدین علی ریاض حیدرآبادی عفی اللہ عنہ
صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی فرزند حضرت مصنف علیہ الرحمہ

عماد پریس واقع چادرگھاٹ حیدرآباد دکن طبع شد

۵۰۰ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الٰہی آنکہ نامش را بنامِ خویش ضم کردی
مرا سوئے شہ نو دی رہ چہا مِن کرم کردی

انتساب | شیخ الاسلام رکن حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ اُستاذ سلاطین آصفیہ و صدر الصدور و معین المہام اُمورِ مذہبی دولتِ آصفیہ جنکا نامِ مبارک الحافظ الحاج مولانا مولوی محمد انوار اللہ نور اللہ مرقدہٗ اور تخلص انورؔ ہے گو بالطبع شاعر نہ تھے مگر شاعری سے اتنا ذوق و اقتضاء ضرور تھا کہ کبھی کبھی حضرت امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حکیم عمر خیام کے رنگ میں رباعیات و غزلیں موزوں فرما لیا کرتے تھے حضرتِ معلّیٰ مرحوم کو آپ سے بہ لحاظ تبعیت روحانی توسل ہونے علاوہ باہم قرابت قریبہ بھی تھی اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ دیباچہ سے پہلے اِن دو بزرگواروں کے صوری و معنوی تعلق و وجہ انتساب کے اظہار کی غرض سے عنوان کا شعر جو حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے جذباتِ معارف کا نمونہ اور حمد و نعت کا بہترین مجموعہ ہے تبرکاً زیبِ دیباچہ کیا جائے۔

سنہ ۱۲۵۵ھ

ولادت و حالاتِ خاندانی | مولوی حاجی محمد مظفر الدین مرحوم المتخلص معلّیٰ ۱۲ ذیقعدہ میں پیدا ہوئے آپ کا وطن احمد پور ضلع سیدر عرف بھوا باد ہے آپ میانہ قد۔ گندم رنگ کشادہ پیشانی و کشادہ ابرو بلند بینی میش چشم تھے۔ ریش و بروت سفید سیدھی ابرو کے گوشہ پر ایک سیاہ مسّہ بھی تھا۔ چہرے سے تبحرِ علمی متانت اسلامی شوکت و دقتِ نظر کے آثار نمایاں تھے آپ کا سلسلۂ نسب (اکیس ۲۱) واسطوں سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور حضرت خواجہ صاحب (سولھویں) پشت میں حضرت خلیفۂ اوّل صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوتے ہیں آپ کے مورثِ اعلےٰ

مولوی محمد عبدالقادر صاحب مرحوم شہنشاہِ اورنگ زیب عالمگیر کے ہمراہ دکن آئے ۔ عالمگیر جس طرح علم وفضل کا نقاد و جوہر شناس عالم تھا اسی طرح شرفا نواز بادشاہ بھی تھا مولوی محمد عبدالقادر صاحب مرحوم کے علم وفضل زہد و ورع پر عالمگیر کو کامل بھروسہ تھا اس لئے دکن پر قابض ہو کر مولانا کو مختلف خدماتِ شرعیہ قضاءت احتساب ۔ افتاء پر مامور کرکے بعوض خدمات منصب وجاگیر سے بھی ممتاز فرمایا رفتہ رفتہ افرادِ خاندان کی توفیر اولاد کے باعث جاگیر و مناصب منقسم ہوگئے چنانچہ آج تک بھی حضرت معلی کے چاروں فرزند اگرچہ مقدار قلیل سے بعض جاگیر سے مستفید ہو رہے ہیں حضرت معلی کے جد فاسد مولوی غلام محی الدین صاحب مرحوم نواب ناصر الدولہ غفران منزل کی ہمشیرہ شہزادی کمال النساء بیگم و محل حضرت غفران منزل روشن بی صاحبہ فیض النساء بیگم کے اُستاد تھے اسیطرح [illegible] آصف جاہ ثانی نواب میر نظام علیخان بہادر غفران مآب مرہٹوں کی لڑائی میں حضرت معلی کے والد کے پھوپا شہید ہوجانے سے ان کی بیوہ حرم محترمہ بادشاہ بیگم صاحبہ کو جو حضرت معلی کے دادا محمد بہاؤ الدین صاحب کی حقیقی ہمشیرہ تھیں حضرت غفران مآب نے اپنی دختر شہزادی نجم النساء بیگم صاحبہ کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا حضرت معلی کو ننھیال کی طرف سے حضرت ابو الفتح محمد شمس الدین عرف ملتانی بادشاہ قدس سرہ سے بھی (جنکا مزار مبارک اسوقت بیدر شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے) رشتۂ قرابت حاصل ہے ۔

تعلیم و تربیت

حضرت معلی مرحوم چونکہ ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد بزرگوار مولوی محمد معین الدین صاحب صدیقی مرحوم سے پائی جب علم کے شوق نے کشاں کشاں بلدہ حیدرآباد پہنچایا تو اولاً آپ نے مولوی محمد یعقوب مرحوم حیدرآبادی سے چند کتابیں پڑھیں اس کے بعد چونکہ ان دنوں دکن میں علامۂ زمانہ حضرت مولانا مولوی ابو رجا محمد زماں خاں شہید علیہ الرحمہ استاد سلاطین آصفیہ مغفرت مکان نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس و حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان آصف جاہ سادس غفران مکان کا حلقۂ تدریس بہت وسیع تھا جسمیں طلبہ جوق جوق آکے مستفیض ہوتے تھے حضرت معلی مرحوم نے

علامہ کے دارالعلم میں شریک ہوکر عربی کی تکمیل کی اور دیگر علوم مروجہ کا درس بھی اُسی دارالعلم میں ختم فرمایا تاآنکہ آپ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے رشید شاگردوں میں شمار کئے جانے لگے چنانچہ حضرت شہید علیہ الرحمہ اور ان کے بھائی کی سوانح حیات مسیح وغیرہ میں جابجا حضرت مرحوم کے شاگرد رشید ہونے اور علم وفضل کے متعلق ذکر آیا ہے حضرت معلی مرحوم کے ہم سبق اور اُستاد بھائیوں کی مختصر فہرست یہاں درج کی جاتی ہے جو صفحہ ۲۵۴ حیات مسیح سے نقل کی گئی ہے۔

(۱) نواب میر محبوب علیخاں غفران مکاں سلطان دکن (۲) مولوی شیخ احمد صاحب المخاطب نواب رفعت یار جنگ بہادر مرحوم (۳) مولوی محمد صدیق صاحب المخاطب نواب عماد جنگ بہادر مرحوم ہوم سکرٹری (۴) مولوی عبدالسلام خلف صاحب المخاطب نواب مقتدر الملک بہادر مرحوم صوبہ دار اورنگ آباد (۵) بہاؤالدین خاں صاحب المخاطب نواب بشیر نواز جنگ بہادر مرحوم صوبہ دار دولت آصفیہ (۶) مولانا مولوی مسیح الزماں خاں علیہ الرحمہ استاد حضرت غفران مکاں (۷) مولوی محمد شاہ صاحب مترجم خیر المواعظ (۸) مولوی عبدالرحمٰن صاحب یاد مرحوم (۹) مولوی عبدالرحیم صاحب ضیا مرحوم (۱۰) مولوی غوث الدین صاحب مہاجر مرحوم (۱۱) مولوی محمد حنیف حنفی صاحب حیدرآبادی (۱۲) مولوی بدیع الدین صاحب بھوکری (۱۳) مولوی سید ابوتراب صاحب مرحوم (۱۴) مولوی سید یعقوب صاحب حسینی مرحوم (۱۵) مولوی سید عبداللہ صاحب مرحوم (۱۶) مولوی عبدالرحیم صاحب (۱۷) مولوی غلام سید الانام صاحب وغیرہم۔

ملازمت و خدمات اعزازی حضرت معلی مرحوم فارغ التحصیل ہوتے ہی سررشتہ مال میں ملازم ہوگئے۔ دیانت و راستبازی چونکہ آپ کا نصب العین

تھا اِس لئے چند ہی روز میں آپ کے خدمات عام طور پر پسندیدہ اور مستحسن سمجھے جانے لگے آپ کی دیانت اور جفاکشی کی شہرت نے نواب مختار الملک بہادر جیسے مدبر وزیر اعظم کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا چونکہ ضلع بندی سے پہلے سررشتۂ ٹپہ کا انتظام باقاعدہ اصول پر نہ تھا اور عام طور پر بدنظمی پھیلی ہوئی تھی جس سے نہ صرف ٹپہ کی روانگی میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی بلکہ طرح طرح کی مشکلات حائل تھیں اِس لئے ضرورت تھی کہ اِن نقائص کو دور کرنے کیلئے حضرتِ معلی مرحوم جیسی روشن دماغ اور غیر معمولی ذہانت والی ہستی کا انتخاب کیا جائے چنانچہ نواب صاحب ممدوح نے سررشتۂ ٹپہ کا انتظام آپ کے سپرد فرمادیا اور آپ نے ممالک محروسہ کا دورہ کرکے جابجا ناکہ جات قائم کئے اور ٹپہ کے عبور و مرور کا بہترین انتظام کیا اور سررشتۂ ٹپہ کی پیش آیند ضروریات کو مدنظر رکھ کے ایک باضابطہ دستور العمل بھی مرتب فرمایا بالآخر صدر مددگار ناظم ٹپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی یعنی (ڈپٹی انسپکٹر جنرل پوسٹ آفس) کی خدمت سے وظیفہ پر سبکدوشی حاصل فرمائی۔

وظیفہ پر علیحدہ ہونے کے بعد بھی خدمات اعزازی حیثیت سے آپ کے تفویض رہیں آپ نے ناظمِ حجاج کی اعزازی خدمت بھی انجام دی اور دائرۃ المعارف النظامیہ کے معتمد رہنے کے علاوہ تاحیات اِس کے رکن انتظامی بھی رہے مدرسۂ نظامیہ (یعنی اِس مدرسہ) جس کا افتتاحی اجلاس آپ کے دیوان خانہ میں ہوا تاریخ قیام سے اُس کے معتمد اعزازی رہے اور تادمِ زیست اُس کی ترقی صلاح و بہبود میں آپ ہمہ تن کوشاں رہے۔ نیز مدرسۂ محبوبیہ (شاہ علی بندہ) کی معتمدی اور علامہ شہید رح کے عرس وغیرہ کا جملہ انتظام شاگرد رشید ہونے اور دیرینہ تعلق کے لحاظ سے ایک مدت دراز تک آپ کے زیر نگرانی رہا۔

تعمیر حجاز ریلوے کے زمانے میں آپ نے فراہمی چندہ میں نہ صرف نمایاں سعی

فرمائی بلکہ خود بھی ایک معتدبہ رقم چندہ میں دی اس سعی و ایثار کے صلہ میں کمیٹی حجاز ریلوے نے سلطانی تمغا بھی عطا فرمایا تھا اِس کے علاوہ آپ جس محلہ میں مقیم تھے وہاں کے میر محلہ کی خدمت بھی ایک مدت تک آپ ہی سے متعلق رہی پیرانہ سالی اور مرضِ فالج واقع ہوجانے سے آپ نے اِس خدمت کو اپنے بھائی مولوی محمد سعدالدین صاحب وظیفہ یاب سرکار عالی کے سپرد کروادی چنانچہ اس وقت تک بھی سعداللہ الدین صاحب اِس خدمت کو انجام دے رہے ہیں

حالات معاشرت حضرتِ معلی مرحوم نہایت باخدا خلیق مزاج حلیم الطبع ذی مروت علم دوست بزرگ تھے ہمیشہ بلا لحاظ موسم نماز تہجد کے لئے دو بجے بیدار ہوجاتے بعد نماز تہجد و فراغ ذکر و شغل اگر طبیعت راہ دے تو شعر و سخن کی تصنیف فرماتے۔ اِس کے بعد اگر کچھ وقت مِل جائے تو بہ لحاظ حفظ ما تقدم و عدم ہرج کار سرکاری آرام فرمایا کرتے اور پھر نماز فجر کے لئے بیدار ہو جاتے تھے فجر کی نماز پڑھ کر اشراق تک اوراد و وظائف و تلاوت قرآن مجید کا حسب عادت مشغلہ رہتا تھا یہ نظام العمل ابتدائی زمانے میں رہا جب حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے آپ مشرف ہو چکے تو شب بیداری آپ کے روزانہ مشاغل میں داخل ہو چکی تھی رات کا نصف سے زیادہ حصہ اکثر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی فیض بخش صحبت میں گزرتا تھا اِس کے بعد پچھلی کے وقت آپ اپنے گھر واپس ہوتے تھے۔ کیسی ہی بارش ہو مگر آپ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر پابندی تشریف لے جاتے تھے حتیٰ کہ طغیانی رود موسیٰ کے وقت گو ملول کی حالت مخدوش تھی مگر آپ معمول کے موافق گئے اور واپس ہوئے آپ کا دسترخوان افراط تفریط سے بری اور نہایت وسیع تھا آپ کا دیوانخانہ دن رات مختلف علم و کمال کے لوگوں کے لئے ایک اچھا خاصا ضیافت کدہ تھا آپ میں خدا ترسی بدرجہ اتم موجود تھی دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ پہلے پہلے ہفتہ میں دو دفعہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو آپ کی قیام گاہ میں ایک مجلس

مختص شرکاء کے ساتھ منعقد ہوا کرتی جس میں آپ کے پیر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ شریک رہتے - مثنوی مولانا روم اور عوارف المعارف کے جستہ جستہ مقامات کا درس ہوا کرتا جس میں حقائق و معارف کے دقیق نکات و رموز کی توضیح و تشریح ہوا کرتی تھی اس کے بعد اس مبارک صحبت کا قیام روزانہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے دولتکدہ پر رہا جس میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی تصانیف فصوص الحکم فتوحات مکیہ وغیرہ کا مذاکرہ جاری رہا کرتا تھا -

حضرت معلی کی ازواج و اولاد

آپ کی تین بیویاں تھیں جن میں سے دو لاولد فوت ہوئیں صرف ایک بیوی جو اس وقت موجود اور حضرت شیخ سلطان الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی آل سے ہیں (جن کا مزار مبارک کڑپہ کرنول علاقہ مدراس میں اسوقت زیارت گدۂ خاص و عام ہے) صرف اُن کے بطن سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں - آپ کی بڑی لڑکی مظہر النساء قاضی محمد سعید الدین صاحب قاضی آشٹی و نبواسہ تعلقہ احمد نگر سے اور چھوٹی لڑکی وحید النساء جاگیردار مولوی غلام دستگیر صاحب مفتی احمد پور سے جو حضرت معلی کے برادر زادہ ہیں بیاہی گئیں -

آپ کے بڑے فرزند حاجی محمد احتشام الدین صاحب تجلی عمر (۵۰) سالہ مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر کے علاقہ میں سررشتہ دار عدالت تھے جو اسوقت وظیفہ حسن خدمت پا رہے ہیں اوائل سن شعور میں آپ کو بھی شعر و سخن کا اچھا مذاق رہا ہے یہاں چند شعر آپ کے طبعزاد نقل کئے جاتے ہیں -

کیا بھروسہ ہیں رفاقت کا کروں یاروں پر — قیس جنگل میں ہے فرہاد ہے کہساروں پر
زار ہوں بام مکاں پر ترے چڑھ جاؤنگا — سایہ جس طرح سے چڑھ جاتا ہے دیواروں پر
ہے تجلی تری قسمت کا ستارا روشن — ہے جو وہ خال سیہ چاند سے رخساروں پر

حضرت معلی کے منجھلے فرزند محمد مجاہدالدین صاحب مجاہد جنکی عمر اس وقت ۴۸ سالہ ہے
ایک مدت تک مہاراجہ سرپین السلطنت بہادر مہتمم کتبخانہ رہ چکے اور اب سررشتۂ ٹپہ میں
ملازم ہیں لڑکپن سے شعر کہتے ہیں اور اس وقت صاحب دیوان ہیں ابتدائے
شاعری سے اب تک اُن کا کلام فراہم و طبع کرایا جائے تو کم از کم فارسی اور اُردو میں
ایک ایک ضخیم دیوان ہوگا کلام باعتبار زبان رنگ تغزل اچھی کیفیت رکھتا ہے چند
شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ان کو تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل ہے۔

سوئے کعبہ یا کلیسا میروی	دل چو بر جا نیست بے جا میروی
دلِ محزون بکوئش اُفتادہ است	مدد اے خضر رہبر وقت داد است
بحالِ خویش مجاہد خبر نمی دارم	چہ ابتدائے فنست و چہ انتہائے منست
افسوس ہم آنسو کی طرح دیدۂ تر سے	اٹھے نہ کبھی گر کے حسینوں کی نظر سے
زیر زمیں رہی نہ سر آسماں رہے	آفت رسیدہ تیرے نہ جانے کہاں رہے
وعدہ کے ساتھ وعدہ کا ایفا ضرور ہے	دی ہے اگر زبان تو پاسِ زباں رہے
تڑپ بجلی نے سیکھی ہے ہمارے قلبِ مضطر سے	برستا ابرِ باراں نے اُڑایا دیدۂ تر سے

حضرتِ معلی کے سنجھلے فرزند محمد رضوان الدین عرف محمد عبدالجامع صاحب رضوان معمر ۴۲ سال
اس وقت سررشتۂ ٹپہ میں ملازم ہیں انہیں بھی پہلے پہلے شعر و سخن کا ذوق رہا ہے۔
محبوب الکلام کے ابتدائی پرچوں اور دیگر اس زمانہ کے مشاعرہ گلدستوں میں رضوان
کی غزلیں ملیں گی تلاش زبان مضمون آفرینی کے اعتبار سے کلام میں خاص کیفیت
پائی جاتی ہے۔ چند شعر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

نہ کر سے ابھی اُس شوخ کے خنجر نکلا	مجھکو حیرت ہے کہ دم جسم سے کیونکر نکلا
طوبیٰ فردوس میں گلشن میں صنوبر نکلا	پر نہ کوئی ترے قامت کے برابر نکلا
نہیں نہیں کے سوا اور کچھ نہیں آتا	سوالِ وصل پہ کہتے ہو بار بار نہیں

حضرتِ معلیٰ کے چھوٹے فرزند محمد ریاض الدین علی صاحب ریاضؔ معمر ۳۰ سال اسوقت محکمۂ صدارت العالیہ سرکارعالی میں ملازم ہیں (۱۶) سال کی عمر سے انھوں نے شعر کہنا شروع کیا - زمانۂ حال کے اعتبار سے قومی نظمیں بھی متعدد کہی ہیں -

غرض عمر کے لحاظ سے اِس قلیل مدت میں بھی اِن کا کلام اس قدر موجود ہے کہ ایک کافی حجم کا دیوان تکل سکے کلام میں سوز و گداز کے علاوہ ایک قسم کی جدت اور آمد کا پتہ چلتا ہے - چند شعر نمونتاً یہاں نقل کئے جاتے ہیں -

الفتِ احمد بے سہم ہے ایماں میرا
مطلعِ حُسن کی تفسیر ہے دیواں میرا

مرے دل کی کشش نے کیا دکھایا ہے اثر دیکھو
انہیں دیکھو یہ آدھی رات دیکھو میرا گھر دیکھو

دیر پر اپنی نظر ہے نہ حرم دیکھتے ہیں
آنکھ جس نے ہمیں دی ہے اُسے ہم دیکھتے ہیں

میں کس منہ سے کہوں بتیابیٔ دل کا جو عالم ہے
ترا ملکر نہ ملنا ہائے کیا شادی نما غم ہے

ہم دست بدل اس لئے پامالِ جہاں تھے
ہر شکل میں اُس صُورتِ اصلی کے نشاں تھے

اسباب جہاں معدنِ اسرارِ جہاں تھے
وہ اپنی حقیقت ہی کے پردوں میں نہاں تھے

سب کہنے کی باتیں ہیں یہاں تھے نہ وہاں تھے
وہ اپنی ہی نظروں میں نہاں اور عیاں تھے

اب ہم کو محبت میں یہ تحقیق ہوئی ہے
تصدیق یقیں کیلئے سب وہم و گماں تھے

یہی دیدِ عشق میں عید ہے مجھے دیکھ پردۂ راز میں
ہیں وہ عین صورتِ ناز ہوں جو چھپی ہے شکلِ نیاز میں

فاش ہوکر راز میں رہنا عجب انداز ہے
بے حجابانہ ادا بھی پردہ دارِ راز ہے

جائیں آئیں نہ کہیں گوشہ نشیں بنکے رہیں
آمد و رفتِ نفس کا ہے تقاضا ہم سے

کچھ اندازہ کریں گے اہلِ دل اہلِ نظر میرا
میں کہہ سکتا نہیں کیا چیز ہے دردِ جگر میرا

جیتا ہوں یوں کہ موت کا نقشا نظر میں ہے
نقشائے زندگیٔ معلیٰ نظر میں ہے

دِل میں تیرا خیال رکھتا ہوں
دولت لازوال رکھتا ہوں

کیفیت ادراک کو نفرت ہے بیاں سے
اب لطفِ خموشی ہمیں حاصل ہے زباں سے

زیارتِ حرمین شریفین و دیگر مقاماتِ مقدسہ

حضرتِ معلیٰ مرحوم نے اپنے شیخ کی معیت میں تین مرتبہ حج بیت اللہ اور چار دفعہ مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے چنانچہ ایک قصیدہ میں آپ نے اس کا اعادہ فرمایا ہے۔

کوئی مرض نہ کسی دن کبھی بخار آیا ✤ اگرچہ بندہ مدینہ کو چار بار آیا ہے

پہلی دفعہ سنہ ۱۲۹۵ھ میں جب آپ فریضۂ حج اور زیارتِ شریف کے لئے راہی حرمین شریفین ہوئے تو اسوقت کے رفقاء سفر کی فہرست یہ ہے۔

(۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح (۲) حاجی عبدالصمد صاحب (۳) حضرت مولانا مولوی حافظ شجاع الدین صاحب رح (۴) مولوی غوث الدین صاحب (۵) حافظ جمال الدین صاحب قاضی وڑکی (۶) بہاؤالدین صاحب محتسب قندھار مع محل یعنی محبوب بیگم صاحبہ (۷) محل غلام محی الدین صاحب برادر حضرتِ معلیٰ یعنی یٰسین بی صاحبہ (۸) محمد اکبر صاحب (۹) محمد وزیر صاحب (۱۰) مولوی شجاعت علی صاحب رکن پائیگاہ خورشید جاہ مرحوم۔

سنہ ۱۳۰۱ھ میں جب دوسرے حج کی غرض سے آپ نے ارادہ فرمایا تو آپ کے جو رفقاء سفر تھے وہ یہ ہیں۔

(۱) محمد امیر الدین صاحب پونیری (۲) مولوی امیر الدین صاحب بیدری (۳) قاضی محمد شرف صاحب قاضی میدک (۴) فضل محمد خان وغیرہ۔

ان کے علاوہ حج اور عرفات پر جو رفقاء رہے ہیں یہ ہیں۔

(۱) غلام نبی صاحب بالکنڈوی (۲) مولوی عبدالقادر صاحب (۳) حضرت چندہ شاہ صاحب (۴) ملا عبدالقیوم صاحب مرحوم (۵) امیر الدین صاحب مع محل مریم بی صاحبہ (۶) احمد محی الدین صاحب معہ خاندان (۷) نجیبہ بیگم صاحبہ دختر امیر الدین صاحب (۸) سید یوسف صاحب (۹) سید محمد صاحب کوچک معہ فرزند (۱۰) محمد درویش خادم فیروز یار جنگ مرحوم۔ اوپسی حج کے رفقاء کے اسماء یہ ہیں (۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح مع محل (۲) مولوی محمد امر اللہ صاحب

مع والدہ صاحبہ وخالہ صاحبہ (۳) مولوی میر عبداللطیف صاحب مرحوم (۴) مولوی میر عبدالقادر صاحب سلمہ
(۵) حکیم وزیر علی صاحب (۶) سید علی صاحب فرزند وزیر علی صاحب (۷) لطیف علی صاحب (۸)
احمد علی صاحب (۹) والدہ ولایت علی صاحب (۱۰) شہاب الدین صاحب معہ محل نسیم اللہ بی صاحبہ
(۱۱) سالار علی صاحب (۱۲) سید عبداللہ حسینی مرحوم اخسر معہ خالہ و فرزند سید اعظم اللہ حسینی صاحب
اطہر (۱۳) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم قاضی حج ناگوڑہ (۱۴) نواب فیروز یار جنگ مرحوم مع والدہ
و محل امۃ اللہ بی صاحبہ (۱۵) دختر معزز یار جنگ یعنی لاڈلی بی صاحبہ معہ دو فرزند خرد سال
اکرام الدین و فرید الدین (۱۶) حافظ غلام حسین صاحب حاجی لعل محمد وغیرہ -

اسی مبارک سفر میں حضرت زرد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا -
حضرت معلی اور ہم دیگر رفقائے سفر نماز جنازہ اور دفن میں شریک رہے -

۱۳۰۵ھ میں تیسرے حج کی غرض سے جب حضرت معلی عازم بیت اللہ شریف ہوئے تو رخصت نہ مل سکی مگر ملازمت کی پرواہ نہ کرکے توکل علی اللہ پابہ رکاب ہوگئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ جب حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ سے اجازت حاصل کرنے ایوان شاہی میں حاضر ہوئے تو دوران تقریر میں حضرت غفران مکان نے اجازت عطا فرماتے ہوئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آپ کے ساتھ معلی صاحب بھی ضرور جائیں گے اس پر مولانا نے عرض کیا کہ معلی صاحب کو نظامت ٹپہ سے رخصت ملنے میں دریغ ہو رہا ہے لیکن وہ اپنے غایت شوق میں مضطرب اور بلا منظوری رخصت چلنے پر تیار ہیں - حضرت غفران مکان نے تعجب کے لہجہ میں فرمایا کہ کیا ناظم ٹپہ مسلمان نہیں ہیں مولوی صاحب کو ضرور رخصت ملنی چاہئے اس کے ساتھ ہی فرمان شرف صدور لایا کہ معلی صاحب کو دو سال کی رخصت مع تنخواہ دی جائے غرض حضرت معلی حج بیت اللہ و زیارت شریف سے فارغ ہو کر جزیرۃ العرب اور دیگر مقامات مقدسہ کی دید سے سعادت حاصل کی اور جابجا بزرگان دین و صوفیائے کرام کی صحبت سے استفاضہ کیا - اس سفر میں جو رفیق سفر رہے ہیں اُن کے نام یہ ہیں -

(۱) حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ قاضی قندھار (۲) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب مع والدہ صاحبہ و ہمشیرہ سکندر بی صاحبہ و سید علی ہمشیرزادہ (۳) عبدالصمد خادم حضرت غلام علی صاحب قبلہ عرف ل شاہ بوا خوزیر شریف خادم (۴) مولوی میر عبداللطیف صاحب مرحوم مع محل و دختر (۵) میر عبدالمجید صاحب مرحوم (۶) لطیف الدین عرف چاند میاں صاحب سلمہٗ (۷) یٰسین بادشاہ صاحب (۸) مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم (۹) امیر الدین صاحب مع محل احمد بی صاحبہ (۱۰) کریم الدین صاحب عین الحسین نعیم الدین صاحب اکرام الدین صاحب فرزندان امیر الدین صاحب ـــ (۱۱) محمد رفیع الدین صاحب نقیب مرحوم -

چونکہ حضرت معلیٰ کی واپسی اس سفر میں قافلہ سے جداعمل میں آئی اس لئے آپ کے ہمراہ صرف آپ کے متعلقین تھے جن کے نام یہ ہیں

(۱) ہر دو محل حضرت معلیٰ مرحوم مراد بی صاحبہ و لیاقت بی صاحبہ (۲) حاجی محمد احتشام الدین صاحب و محمد مجاہد الدین صاحب و محمد عبدالجامع صاحب فرزندان حضرت معلیٰ (۳) حضرت معلیٰ کی دو لڑکیاں مظہر النساء و حمید النساء (۴) حاجی محمد فصیح الدین صاحب برادر نسبتی حضرت معلیٰ مع والدہ خود جمال بی صاحبہ و برادر محمد رضی الدین صاحب -

اس کے علاوہ ہندوستان وغیرہ کے اکثر و بیشتر مقامات مقدسہ مثلاً اجمیر شریف و کلیر شریف رحمت آباد شریف بیجاپور وغیرہ میں حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے ہمراہ آپ نے مزارات بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی زیارت سے تشرف حاصل کیا - اسی طرح عراق کے سفر میں بصرہ بغداد شریف کاظمین شریفین - کرخ - کربلائے معلیٰ نجف اشرف کے عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس سفر میں جن حضرات کی شرکت رہی ان کے نام یہ ہیں -

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب مغفور استاد سلاطین دکن (۲) حضرت مولوی سید کریم اللہ صاحب مرحوم (۳) جناب مولوی سید احمد صاحب قادری اول تعلقدار ضلع گلبرگہ شریف (۴) جناب سید عبدالعلی صاحب (۵) مولوی میر عبداللطیف صاحب مرحوم (۶) جناب سید احمد صاحب (۷) ولاور علی صاحب وکیل مرحوم (۸) مولوی فاضل صاحب مرحوم (۹) حاجی محمد رضا صاحب مرحوم جمعدار (۱۰) مولوی تراب محی الدین صاحب مرحوم (۱۱) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم (۱۲) سید عبدالرحمن صاحب مرحوم والد حکیم عبدالوہاب صاحب نابینا

(۱۳) سرفراز الدین صاحب (۱۴) سید برہان اللہ حسینی صاحب (۱۵) ابو الحسن صاحب بیدری (۱۶) موتی میاں صاحب مرحوم (۱۷) حاجی لعل محمد وغیرہ

حلقۂ مخلصین و خاطرِ طبعیاں آپ کی ذات جامع جمیع صفات حسنہ تھی اس لئے یہ کہنا کہ بہت لگتا تھا دل صحبت میں اُن کی شعر ؎ وہ اپنی ذات سے یک انجمن تھے ناموزوں نہ ہوگا۔ فقراء ابرار علماء باعمل شعراء نازک خیال غرض ہر حیثیت کے آدمی آپ کے گرویدہ اور آپ کی صحبت و بذلہ سنجیوں کے دلدادہ تھے مرنج و مرنجان آپ کا شعار رہا۔ اسلئے آپ کے احباب کا حلقہ بلا لحاظ مذہب و ملت نہایت وسیع تھا ایثار و ہمدردی آپ کا مایۂ خمیر تھا آپ فطرۃً اس کے مجبول تھے کہ تادمِ زیست حاجتمندوں کی صحیح اور جائز حاجت براری میں کبھی آپ نے دریغ نہ فرمایا حتی الامکان ولمے درمے۔ سخنے۔ قدمے کام آئے سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا مطمح نظر خیر الناس من ینفع الناس رکھا تھا ذوی القربٰی والیتمٰی والمساکین کو پیش نظر رکھکے عزیز و اقارب کے سود و بہبود کے مقابل میں آپ نے ہمیشہ اپنا نقصان گوارا فرمایا اور یتامیٰ پروری میں خاص حصہ لیا مسکینوں وغیرہ کی حاجت برآری تا امکان فرمائی چنانچہ ایک غزل میں آپ نے خود فرمایا ہے۔

از دل و جانِ من زبانِ خویشتن ارم قبول ؎ سود و بہبودِ عزیزاں گرد اضرارِ مست

مشاغل علمی و خصوصیات آپ کی گراں قدر زندگی کا راس المال یا سب سے مبارک اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف کا سلیس با محاورہ اردو ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ شروع کیا تھا جو تقریباً ثلث تک پہنچ گیا طغیانی رود موسیٰ میں غرق ہو کر دستیاب ہوئی لیکن اوراق ایک دوسرے سے چمٹ گئے ہیں اگر بحکمت عملی علحدہ کر کے بعد صحت و جانچ شائع کر دیا جائے تو یہ تحقیقت حضرت معلی کے منازل عمر کی ایک بہترین یادگار باقیات الصالحات ہوگی بشرطیکہ بقیہ حصہ کی تکمیل ہم اُمید کرتے ہیں کہ حضرت معلی کے جانشین اسکی تکمیل کیجانب عاجلانہ توجہ فرمائیں گے حضرت معلی کو اپنے پیر اور پیر کو اپنے مرید سے جو دلی انس و شفقت تھی اگر ہم اس کو عشق و محبت کے

الفاظ سے تعبیر کریں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ ہمیشہ بارگاہِ خسروی میں حضرتِ معلی کے علم و فضل محاسن شاعری کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۳۳۱ھ کے اوائل میں جبکہ موکب سلطانی اورنگ آباد فرحت بخش ہوئی تو مولانا ممدوح بھی ہمراہ تھے ممدوح کے دو خطوط جو حضرتِ معلی کے نام ہیں بجنسہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ اعلیحضرت بندگانعالی کو حضرتِ معلی کی شخصیت کا کس قدر پاس تھا۔

از اورنگ آباد کیمپ شاہی۔

مکرم و معظم من دام عنایتہ۔ السلام علیکم۔ آج ہی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ درگاہوں کو تشریف لے گئے تھے میں بھی موٹر میں ہمراہ تھا شاہ علی صاحب نہری قدس سرہ کی زیارت سے فارغ ہو کر حضرت شاہ نور حموی قدس سرہ کی درگاہِ شریف کو جا رہے تھے اُس وقت مجھ سے پوچھے کہ "معلی صاحب ہیں" مجھے تامل ہوا کہ کن کا حال دریافت فرما رہے ہیں کیونکہ اندنوں آپ کا ذکر نہیں ہوا تھا اُس کے بعد فرمائے مظفر الدین صاحب کہاں ہیں میں نے عرض کیا وہ حیدرآباد میں ہیں۔ فرمائے میں اپنے بھائیوں کی اُستادی[1] کے لئے اُن کو تجویز کیا ہوں حیدرآباد کو جا کر پڑھائی شروع کر دیجائے گی میں نے اُسوقت کہا کہ ماشاء اللہ آپ کا حافظہ نہایت قوی ہے کہ کتنے روز کے بعد آپ نے اُن کا نام اور تخلص یاد رکھ کے یہ تجویز فرمائی۔ شب چہاردہم جو صاحبزادۂ بلند اقبال متولد ہوئے اُن کا نام میر احمد علیخان تجویز فرمائے اور یہ بھی فرمائے کہ اس ماہ کی مناسبت سے یہ نام تجویز کیا گیا۔ اگر کوئی تاریخ ولادتِ باسعادت شاہزادۂ بلند اقبال کی عمدہ نکلی ہو تو جلد روانہ فرمائیے کہ اس موقعہ میں گزراننا نہایت مناسب ہوگا ضرور فکر کیجئے سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب وغیرہ حال پرسان کو سلام شوق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

شرحہ بخط مبارک حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر
المخاطب حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاد سلاطین دکن

---

[1] بوجہ معذرت پیرانہ سالی اس خدمت سے حضرت معلی مرحوم نے معذرت چاہی۔

کمپ شاہی　　شنبہ　　**دوسرا نوازش نامہ**　　۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۰ھ

"مکرمی الطاف وکرمفرمائے بیکران دام عنایتہ۔ السلام علیکم۔ الحمد للہ یہاں ہم خیریت سے ہیں اور عافیت وہاں کے آپ سبھوں کی مدعو ومطلوب ہے آپ کا خط ۱۲ شہر حال کا معہ قطعہ تاریخ وصول ہوا کل تاریخ ۲۵ ماہِ رواں روز جمعہ اعلحضرت خلد اللہ ملکہ جامع مسجد میں گیارہ پلہ کی بریانی پکوا کر اور مجھے اپنے ساتھ لیجا کر اُس پُخت پر فاتحہ دلوائی اور غربا کو کھلائے اور جمعہ کی نماز بھی حضور اور ہیں پھر جامع مسجد جا کر پڑھے اور بعد نمازِ جمعہ وہیں سے بسواری موٹر حضور کی ہمراہی میں اور دوسرے مصاحبین کے ساتھ خلد آباد شریف روانہ ہوئے کیونکہ وہاں موئے مبارک وغیرہ جو آثار شریف ہیں اُن کو صندوقوں میں رکھنا منظور تھا اور وہ صندوقیں یہیں اورنگ آباد میں بقیمت یکہزار روپیہ نہایت عمدہ تیار کرا کے لیگئے اور اثنائے راہ میں آپ کا وہ سرخ کاغذ قطعہ تاریخ کا میں نے اعلحضرت خلد اللہ ملکہ کو دیا بعد ملاحظہ بہت خوش ہوئے اور نہایت پسند فرمائے اور دیر تک تعریف فرماتے رہے اور اُس موٹر میں مولوی احمد حسین صاحب اور نواب صادق جنگ بہادر اور ڈاکٹر شاہ میر خاں صاحب بھی موجود تھے وہ لوگ بھی بہت تعریف کئے اور حضور پُر نور یہ بھی فرمائے کہ معلی صاحب کیا عالم بھی ہیں میں نے جی ہاں کہا اور مولوی محمد زماں خانصاحب شہید کے تلمذ اور صحبت وغیرہ کا حال بیان کیا اور تاریخ کا کاغذ حضور پُر نور نے اپنے پاس رکھ لئے قریب مغرب کے ہم اورنگ آباد واپس آگئے بفضلہ تعالیٰ اور بھی حالات سب شکر کے قابل ہیں اور کوئی تاریخیں جنکا مادہ نہایت عمدہ ہو روانہ فرمائیے پھر اعلحضرت کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں گے۔ مولوی سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب اور آپ کے سب بچوں وغیرہ کو سلام فرمائیے۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی تاریخ ضرور روانہ کیجائے اگر کوئی عمدہ مادہ نکل آئے تو روانہ فرمائیے خلد آباد میں پانی کی نہایت قلت ہے نہر کا کام شروع کر دیا گیا ہے تخمیناً بائیس ہزار کی اُس کے لئے ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ اسے انجام کو پہنچائے فقط شرحد دستخط مولانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ"

بادشاہِ ظل اللہ پر اہل اللہ ہونیکی حیثیت سے جب دونوں کے مکارم و مراحم کسی شخص کے شاملِ حال ہوں تو بلا شبہ اُس

شخص کی ذات حقیقی معنوں میں معلی ہی کہلائے گی۔

ہمعصر علماء و مشائخین عظام حضرت معلی نے جن علماء اور مشائخین عظام سے ملاقات اور شرف صحبت حاصل فرمایا ہے اِن کے اسماء گرامی کی منتخب فہرست یہاں نقل کیجاتی ہے۔ (مشائخین حیدرآباد وغیرہ)

(۱) حضرت عزت اللہ شاہ صاحبؒ (۲) حضرت حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحبؒ (۳) حضرت شاہ سعد اللہ صاحبؒ
(۴) حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادیؒ (۵) حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ قندھاری (۶) حضرت حسن پیر صاحب قادریؒ (۷) حضرت مولوی وجیہ الدین صاحب قادری رح (۸) حضرت شاہ جمال الدین صاحبؒ
(۹) حضرت نبیرۃ القادریؒ (۱۰) حضرت مولوی حسن الزماں محمد صاحبؒ[۵] (۱۱) حضرت مرزا سردار بیگ صاحبؒ
(۱۲) حضرت شاہ قیام الدین صاحب قندھاریؒ (۱۳) حضرت شاہ حلیم الدین صاحب قندھاریؒ (۱۴) حضرت محمد دائم صاحبؒ (۱۵) حضرت محمد قائم صاحبؒ (۱۶) حضرت میر اشرف علی صاحب (۱۷) حضرت مسکین شاہ صاحبؒ (۱۸) حضرت مولوی عثمان صاحب (۱۹) حضرت ملک اعظم صاحب (۲۰) حضرت شاہ نور الدین صاحب قادری رح (۲۱) حضرت سید شیخین صاحب شطاری اورنگ آبادی (۲۲) حضرت بہبود علی شاہ صاحب (۲۳) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموش رح (۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ
(۲۵) حضرت ہلال شاہ صاحبؒ (۲۶) قاضی شاہ برہان الدین صاحبؒ (۲۷) حضرت زرد علی شاہ صاحبؒ
(۲۸) حضرت سید نور المقتدی صاحب خجندی اورنگ آبادی (۲۹) حضرت چندہ شاہ صاحبؒ بیدری
(۳۰) حضرت اسد اللہ حسینی صاحب مرحوم (۳۱) حضرت سید پیر صاحب (۳۲) حضرت محمد حسین صاحبؒ ابو العلائی (۳۳) حضرت محمد آغا داؤد صاحبؒ (۳۴) حضرت افتخار علی شاہ صاحب وطنؒ (۳۵) حضرت بہار علی شاہ صاحبؒ (۳۶) میاں اسلم صاحب خیرآبادی (۳۷) مولوی میاں قادر بخش صاحب (۳۸)
(۳۹) حضرت نصرت اللہ شاہ صاحب مرحوم (۴۰) حضرت دلاور علی شاہ صاحب مرحوم (۴۱) حضرت مولوی سید عبد الرحمن صاحب نقشبندی (۴۲) سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب عرف حما صاحب مرحوم۔

(__مشائخین حرمین شریفین__) (۱) حضرت شاہ حافظ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتیؒ (۲) حضرت ملا نواب صاحب حج (۳) مولوی رحمت اللہ صاحب[۲] (۴) حضرت شیخ احمد دحلان محدثؒ (۵) حضرت محمد حسین صاحب شیخ الہنود

[۵] محدث حیدرآبادی
[۲] مہاجر بانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

(۶) مولوی عبدالحق صاحب (۷) حسن عرب صاحب (۸) شیخ عبداللہ نہاری -

(۱) شیخ محمد بن علی بن مالک باشلی الحریری شیخ الدلائل (۲) حضرت مولوی سید ظاہر وتری المدنی مدرس مسجد نبوی (۳) شیخ محمد رضوان (۴) شیخ محمد سعید -

یہاں شیخ الدلائل حضرت محمد ملک باشلی کا ایک خط بجنسہ نقل کیا جاتا ہے جس کو حضرت موصوف نے مدینہ منورہ سے اِس ناچیز کے نام تحریر فرمایا ہے جس سے حضرتِ معلیٰ کے دوستانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے

نقلِ خط

جناب معلی القاب معظم و مکرم حضرت جناب قاضی محمد شریف الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

بعد سلام مسنون الاسلام کے واضح ہو کہ ہم خیریت سے ہیں آپ کی سلامتی اللہ تعالیٰ سے شب و روز چاہتے ہیں آپ کو خط بھیجا تھا ۲ محرم کو اور اُس میں لکھا کہ ہم نے قبول کیا حافظ غلام حسین صاحب کو جس طرح مولوی مظفر الدین صاحب نے فرمایا تھا مگر اب تک اس کا حال نہیں معلوم ہوا آپ کا خط بھی نہ آیا نہ مولوی صاحب کا خط آیا ہم بہت آزردہ ہیں کہ آپ نے بھی خط نہ بھیجا جب سے تشریف لے گئے ہم نے جانا تھا کہ آپ ہی سے سب کام ہمارا بنے گا مگر آپ نے اب تک خط نہ لکھا تعجب ہے اب آپ مہربانی فرماکر مولوی مظفر الدین صاحب کے پاس جاکر ہم کو روپیہ پہلے سال کے جلد بھیجوا دو کہ ہم بہت پریشان ہیں اور حافظ غلام حسین صاحب کے پاس جاکر سب حال کہکر روپیہ جلدی روانہ کرو اور حافظ غلام صاحب کا خطاب اور محلہ اور پتہ ہم کو لکھو اور سب احباب کو نام بنام سلام فقط خادم دلائل الخیرات (محمد ملک باشلی) علامت مہر

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ

علماء و مشائخین بغداد شریف

(۱) حضرت پیر سید سلیمان افندی نقیب الاشراف صاحب سجادہ مرحوم (۲) حضرت پیر عبدالرحمن صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ مدظلہ -

علماء حیدر آباد دکن وغیرہ - (۱) حضرت مولوی حافظ محمد شجاع الدین صاحب (۲) حضرت مولوی

حافظ محمد انوار اللہ صاحب علیہ الرحمہ (۳) حضرت مولوی قاضی بدیع الدین صاحب (۴) حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب (۵) حضرت مولوی حافظ محمد عبد الحی صاحب فرنگی محلی (۶) مولوی نیاز احمد صاحب بدخشانی (۷) مولوی غوث الدین صاحب (۸) مولوی شمس الدین صاحب استاد نواب لائق علیخاں بہادر (۹) مولوی محمد اکبر صاحب (۱۰) حکیم مولوی محمد ابراہیم صاحب (۱۱) مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی (۱۲) مولوی منور شاہ صاحب (۱۳) مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام فیض آبادی (۱۴) مولوی محمد اسحق صاحب (۱۵) مولوی محمد یعقوب صاحب (۱۶) مولوی عبد الرحیم صاحب (۱۷) مولوی احمد خیر الدین صاحب (۱۸) مولوی خیر المبین صاحب مدظلہ (۱۹) مولوی سید یعقوب صاحب

انتقال پر ملال یہ امر مسلم ہے کہ نیک انجام آغاز سے زیادہ قابل تعریف ہے ہر شخص اسکی کوشش کرتا ہے کہ عاقبت محمود ہو۔ جو لوگ خاصان خدا ہیں در اصل ان کا مرنا مرنا نہیں ہے بلکہ حیات بعد الممات ہوکر فضائے روحانی کی سیر کرتے ہیں کسی کے خضر راہ ہیں تو کسی کے مشعل ہدایت اور کسی کے صراط مستقیم ان کی علمی تائید اور ان کے باطنی فیوض و برکات قیامت تک دنیا میں آفتاب بنکر چمکتے ہیں۔ یہی کیفیت ہم حضرت معلی کے انتقال کی بھی پاتے ہیں چنانچہ حضرت معلیؔ نے سات سال قبل اپنے موت کی پیشین گوئی ایک قطعہ تاریخ کے ذریعہ کی ہے جسکو حضرت موصوف نے اپنے قلم سے اپنے وظیفہ کی کتاب میں درج فرمادیا ہے حضرت معلیؔ (۸۰) سال کی عمر طبعی پاکر ۲۶ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ پنجشنبہ کی رات میں گیارہ بجے راہی عالم بقا ہوئے قطعہ تاریخ میں پانچ شعر کہے ہیں ہر مصرعہ حضرت معلی کی کسر نفسی توبہ۔ مغفرت دعا، استجابت گریہ، کا رحمت شفاعت کا ضامن و کفیل ہے آخر پر مادۂ تاریخ کا مصرعہ جس بے ساختگی سے نکلا ہے اس کی قدر کچھ ارباب بصیرت ہی کر سکتے ہیں۔

قطعۂ تاریخ

اے معلیؔ گرچہ ہوں عصیاں میں غرق
رحمتِ خالق پہ تکیہ ہے میرا

رحمتی سبقت علیٰ غضبی عیاں
بہر بخشایش وثیقہ ہے میرا

کہ اسی رحمت کی سبقت کے سبب — شافعِ محشر وسیلہ ہے میرا
رب کریم اور ہیں حبیب اُس کے کریم — دو کریموں پر بھروسہ ہے میرا
جاں نکل کر جسم سے کہتی ہے سن — بخشنے والا اب اللہ ہے میرا

ایک اور قطعۂ تاریخ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد حمید الدین صاحب نے ۱۳۳۵ھ بھی کہا ہے ایک بھائی کا مرنا دوسرے بھائی کے لئے فی الحقیقت سوہانِ روح کا باعث ہے۔ اِس لحاظ سے محمد حمید الدین صاحب نے اپنے بھائی حضرتِ معلیؒ کا جن الفاظ میں شیون کیا ہے اُس کا سوز و گداز دوسروں کا بھی دِل ہلا دیتا ہے اور واقعاتِ موت کی ایسی مؤثر تصویر کھینچی ہے کہ ایک ایک لفظ تیرِ غم ہے۔

قطعۂ تاریخ

تھا مہِ شوال و رتاریخ تھی چھبیسویں ۲۶ — میرے بھائی ہائے جب سوئے ارم رخصت ہوئے
پنجشنبہ کی تھی شب گیارہ بجے تھے رات کے — وصل سے وہ خوش تو ہم غم دیدۂ فرقت ہوئے
لیٹنے کی طرز تھی شکلِ محمد تھی عیاں — روبہ قبلہ واصلِ حق وہ بایں صورت ہوئے
بھینا بھینا تھا پسینہ روئے پُرانوار پر — وہ روانہ ہر طرح رو با ایں ہمہ شوکت ہوئے
کہہ رہی تھی مسکراہٹ چہرۂ پُر نور کی — آج ہم شکرِ خدا مستِ مئے وحدت ہوئے
مصرعۂ تاریخ رحلت دل نے رو رو کر کہا — طالب جنت معلی راہی جنت ہوئے ۱۳۳۵ مطابق ۲۶ ف ۱۳
چھوڑ کر پائے معلی لیں الف کا گر عدد — اس طرح سے فصلِ اعدادِ سنِ ہجرت ہوئے

ایک تیسرا قطعہ فارسی میں آپ کے منجھلے فرزند محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد کا بھی ہے مادۂ تاریخ نہایت بہتر اور صبر و سکون کا مجموعہ ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حکم خدا مظفر الدینؒ — بے مثلِ زمانہ فردِ یکتا
بود آنکہ بصورت محمدؐ — زاں وقت کہ جسمِ ذاتِ والا
پابند شریعت و طریقت — جاں دادہ شدہ چو رو بقبلا

گفتم سن رحلت اے مجاہد	رفتند بجنت معلّا ۱۳۳۵ھ

مزار حضرت معلّےٰ محلۂ عثمان شاہی میں مصداق (ھذہٖ قبورھم وھذہٖ قصورھم) ان کے
مکان ہی کے روبرو مرجع خاص و عام ہے قبر بے تکلف مٹی کی ہے جب ہم اس طرف
گزرتے ہیں تو اس چھوٹے سے قبرستان میں حضرت معلّی کی قبر سے حضرت سعدیؒ کی قبر کا
دھوکہ ہوتا ہے نوّر اللہ مرقدہٗ۔

حضرت معلّی کی شاعری

اب ہم اس مجموعہ کے اصل عنوان پر بحث کرنا مناسب خیال
کرتے ہیں حیدرآباد دکن شعرا کا قدیم مرکز رہا ہے اور ہر زمانے میں یہاں سے اچھے اچھے
شعرا نکلا کئے۔ ولی سراج جو دکن کے مشہور و معروف شعرا ہیں ان سے قدامت کی تصدیق
ہوتی ہے جنکے دواوین اسوقت کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی میں موجود ہیں ایک لحاظ سے
اردو شاعری کا موجد ان کو کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا غرض سرزمین دکن کو علاوہ دیگر فنون کے
فن شعر و سخن میں بھی عالی مذاق حاصل رہا ہے اردو اور فارسی میں بہت سارے افراد صاحب دیوان
نکل چکے اور نکل رہے ہیں جناب امیرؔ اور جناب داغؔ جنکو موجودہ زمانے کی اردو دنیا کے
شاعری میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے ان کا یہاں دفن ہونا دکن کی قدرشناسی کی زندہ دلیل
ہے بلکہ اس کلیہ کے لحاظ سے کہ جس کی جہاں کی خاک ہوگی وہیں دفن ہوگا۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔ جناب امیر اور جناب داغ کو بھی خاک دکن سے شمار کیا جائے تو بیجا نہیں خصوصاً
اس مبارک دور عثمانی میں تو بقائے زبان اردو کا سہرا حیدرآباد دکن کے سر ہو گیا ہے۔ ترقی
زبان اردو کیلئے جو ذرائع ہم پہنچائے جا رہے ہیں ظاہر ہیں جامعۂ عثمانیہ دارالترجمہ کا قیام کوئی معمولی بات نہیں ہے
اس کے علاوہ زبان اردو میں جن امور کی کمی ہے اس کی تکمیل کے لئے حضرت آصف سابع
سلطان دکن خلد اللہ ملکہ نے اپنی اعلیٰ فراست سے بصرف زر کثیر خاص خاص عملے اور تقررات
جو فرمائے اور فرما رہے ہیں دکن کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانیکے قابل واقعات ہیں

(۲) عموماً شاعر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک بالطبع موزوں دوسرے عروض دانی کے لحاظ سے

شعر کہہ لیا کرتے ہیں مگر اس مجموعہ کے ناظم (حضرت معلّی علیہ الرحمہ) کو ہم دونوں کا جامع پاتے ہیں یعنی حضرت طبعاً شاعر ہونے کے علاوہ عروض دانی میں بھی اعلیٰ معلومات اور تبحّر رکھتے تھے اِس کے سوا سونے پر سہاگا آپ نے درد بھرا دل پایا تھا جو جانِ شاعری ہے کلام کے دیکھنے سے ناظرین سوز و گداز و اثرات کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اوائل زمانۂ شاعری میں آپ کو نواب حیدر حسین خانصاحب مرحوم حیدر حیدرآبادی سے تلمذ تھا جو حضرت حفیظ کے فرزند اور حضرت فیض علیہ الرحمہ کے ہمعصر ہیں اور اپنے زمانے کے مشہور شعرا سے ہیں۔ حضرتِ حفیظ دکن کے وہ شاعر ہیں جن کے متعلق آبحیات میں جنابِ ذوق کے بیان میں شہیدی مرحوم کی زبان سے مصنف آبحیات نے لکھا ہے اسوقت ہندوستان میں تین شاعر ہیں دہلی میں ذوق لکھنؤ میں ناسخ دکن میں حفیظ۔ حضرتِ فیض وہ بزرگ ہیں جنکا طبع شدہ دیوان اسوقت موجود ہے دکن کی زبان انکی سند ہے حضرتِ معلّی اُردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر و سخن کا مذاق رکھتے تھے جو نسبتہً آپ کے اردو مذاق سے اعلیٰ ہے۔ یہاں حضرتِ معلّی مرحوم کے ہمعصر دکن کے چند مشہور و معروف صاحبِ دل صاحبِ دیوان شعرا کی فہرست نقل کیجاتی ہے۔

(۱) حضرت فیض علیہ الرحمہ (۲) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموشؔ (۳) حضرت افتخار علیشاہ صاحب وطنؔ (۴) نواب سنا دالملک آغا شوستری صاحب طوبیٰ (۵) نواب وزیر علی بادشاہ صاحب وزیر مغفور (۶) مولوی عبدالحفیظ پاس مرحوم (۷) حکیم مظفرالدین مرحوم مزاج (۸) مولوی عبداللہ حسینی مرحوم افسر (۹) مولوی احمد علی مرحوم اثر (۱۰) مولوی امیراللہ صاحب مرحوم امیر (۱۱) حضرت مولوی محمد محسن قادری مرحوم الملقب شیرین سخن خاں راقم (۱۲) مولوی سراج الدین صاحب سراج (۱۳) مولوی عبدالعلی مرحوم والہ (۱۴) غلام دستگیر صاحب نظم (۱۵) حکیم وحیدالدین صاحب عالیؔ (۱۶) مولوی محمد حسین بخاری مرحوم موزوں (۱۷) مولوی حبیب اللہ ذکا مرحوم (۱۸) جناب مردان علی صاحب مرحوم ضیا (۱۹) مولوی بسم اللہ خاں مرحوم رحم (۲۰) عبدالکریم صاحب والا (۲۱) ملا عبدالباسط صاحب مرحوم (۲۲) قاضی عبدالحمید صاحب فوق قاضی کوتگیر (۲۳) علی احمد صاحب شوق (۲۴) غلام حسین صاحب جذبی

ساکن بریلی (۲۵) فیاض الدین خاں صاحب (۲۶) بنسی راجہ بہادر باقی (۲۷) راجہ بجو لعل تمکین (۲۸) راجہ سیتل پرشاد خرم (۲۹) صدر الاسلام خانصاحب صدر المہام متفرقات۔

حضرت معلیٰ نے بہت کم سنی سے شعر کہنا شروع کیا ابتداءً تو اردو شاعری میں جناب حیدر مرحوم سے اصلاح لی مگر تھوڑے ہی زمانے میں آپ نے اپنی خدا داد طبیعت سے اس قدر ترقی فرمائی کہ حیدرآباد دکن کے اعلیٰ نامور شعرا سے شمار کئے جانے لگے اور دن بدن آپ کے شاگردوں کا حلقہ بڑھتا رہا اسوقت بھی حیدرآباد دکن اور اس کے اطراف واکناف کے ممالک میں آپ کے شاگرد موجود ہیں راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنہ کے سی ایس آئی پیشکار وسابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہٗ نے بھی حضرت آصف سادس غفرانمکاںؒ کی شاگردی سے تشرف حاصل کرنیسے پہلے حضرت معلیٰ ہی سے اصلاح سخن حاصل فرمائی چنانچہ خود مہاراجہ بہادر فرماتے ہیں۔ تم معلیٰ کو نہیں پہچانتے ؎ شاعری میں شاد کا اُستاد ہے اس کے علاوہ مہاراجہ سریمین السلطنت بہادر دام اقبالہٗ کے دو خط یہاں بجنسہ نقل کئے جاتے ہیں جس سے حضرت معلیٰ اور مہاراجہ بہادر کے شاعرانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے

نقل خط

شاد

جناب معلیٰ صاحب۔ تسلیم۔

عنایت نامہ پہنچا مشکور ہوا جو کچھ آپ تحریر فرماتے ہیں یہ آپ کی محبت اور الطاف ہے میں اس قابل نہیں ہوں آپ نے سنا ہو گا کہ فیض صاحب کے شاگردوں میں سے ایک فقیر جنکا تخلص رمز تھا اور وہ سناسی تھے بروز مشاعرہ حضرت فیض انھوں نے اپنی غزل سب کو پڑھکے سنائی اور دفعۃً فالج نے ان کو گھیرا دوسرے روز صبح یعنی کل سویرے راہی ملک عدم ہوئے وہ فقیر میرے دوست تھے اس لئے میں ان کی میت میں گیا تھا لب گور پہنچکے واپس ہوا سنا گیا کہ آٹھ بجے دفن ہوئے ان کا دفن بھی میرے علاقہ کا ایک مندر ہے جو پھول باغ کے عقب ہے وہیں پر ہوا۔

راستہ میں آپ کے جمال سے مشرف ہوا۔ میں نے بھی دیکھا کہ آپ کتاب پڑھ رہے تھے کیا مضائقہ

بہر حال آپ میرے اُستاد ہیں آنمز کی وفات کی دو تین تاریخیں ہوئی ہیں جو علٰحدہ پرچہ پر بھیجتا ہوں
بنظر اصلاح دیکھکر لطف فرمائیے کل ہی ہوئی ہیں۔ فقط (دستخط مہاراجہ سر کشن السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

دوسرا رقعہ

جناب معلّیٰ صاحب تسلیم۔ خمسہ پہنچا مشکور ہوا اس کے پہلے بھی میں نے ایک خمسہ لکھا تھا داغ صاحب نے
مجھ پاس کہوایا کہ اگر اس پر خمسہ ہو تو مجھے دکھلا دیں حسبِ مَیں نے روانہ کیا تھا اُسپر جو کچھ انھوں نے
کم و بیشی کی ہے بجنسہ وہ خمسہ روانہ کرتا ہوں۔ تاریخ درو زجشن سے میں آپ کو ضرور اطلاع دونگا اور
سرکار سے آپکے قصیدہ پڑھنے کی نسبت خدا نے چاہا تو اجازت بھی حاصل کروں گا باقی اور کیا لکھوں
خدا کے فضل کا امیدوار ہوں فقط (دستخط مہاراجہ سر کشن السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

حضرت معلّیٰ کے کل شاگردوں کی فہرست اگر قلمبند کیجائے تو طول ہل ہے اس لئے یہاں صرف
چند مشہور صاحبِ دیوان شاگردوں کی فہرست درج کیجاتی ہے:-

(۱) نواب لقمان الدولہ بہادر دل (۲) نواب اقبال یار جنگ مرحوم (۳) راجہ ٹھاکر پرشاد صاحب
بہنوی مہاراجہ سر کشن السلطنت دام اقبالہ (۴) آصف نواز ونت بہادر جاگیردار (۵) رفیع الدین صاحب
نفیس (۶) محمد مجاہد الدین صاحب فرزند حضرتِ معلّیٰ رح (۷) حشمت علی صاحب مرحوم حشمت (۸) صوفی
مشرف علیشاہ صاحب حیدرآبادی (۹) رفیع الدین صاحب فریدی (۱۰) سید عظیم اللہ حسینی صاحب اظہر
(۱۱) صادق حسین صاحب صادق (۱۲) مولوی یعقوب علی صاحب مرحوم آشہر (۱۳) مولوی سید حبیب اللہ صاحب جلی

غرض حضرتِ معلّیٰ قدیم کہنے والوں میں سے ہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت موصوف کے اُردو اور
فارسی ملاکے پانچ چھ دیوان ردیف وار تھے جو آپ کے کتبخانہ میں مجلد رکھے ہوئے تھے۔
آپ کی قیامگاہ محلۂ عثمان شاہی متصل رود موسیٰ واقع ہونیسے ۱۳۲۶ھ کی طغیانی رود موسیٰ میں جملہ
مکانات مع اثاث البیت وکتب خانہ جس میں بعض اسنادِ جاگیر و جملہ دواوین بھی تھے
افسوس کہ آب برد ہوگئے۔ اب جو اس مجموعہ کے ذریعہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے
وہ کلام ہے جو طغیانی زدہ غزلیات کے مسوّدوں سے حاصل کیا گیا یا بعد طغیانی حضرت معلّیٰ نے

تصنیف فرمایا ہے فراہمی کلام کی تفصیلی حالت اگر ظاہر کیجائے تو ایک مستقل رسالہ ہو جائیگا۔ غرض مختصر یہ کہ اتنا کلام بھی جو دستیاب ہوا ہے صرف تصرف حضرت معلی تبائید ایزدی جمع ہوا ہے وہ طغیانی زدہ پرچہ جات جن پر سے کلام نقل کیا گیا ہے اگر دیکھے جائیں تو ہر دیکھنے والا اسکی تصدیق کر دیگا کہ ترتیب کنندہ بجز تائید غیبی کسی صورت مرتب نہیں کر سکتا بعض پرچوں کو خرد بین لگا لگا کے کلام لیا گیا ہے۔ غرض اس مجموعہ میں جس قدر کلام ہے وہ حضرت معلی کے مختلف دواوین کا مجموعہ ہے اشعار وغیرہ چونکہ شاعر کی اولاد معنوی کہلاتی ہے اس لحاظ سے حضرت معلی کے فرزندان صوری یعنی (محمد احتشام الدین صاحب تجلی اور محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد اور محمد عبد الجامع صاحب خلوآن اور محمد ریاض الدین علی صاحب ریاض) نے حضرت موصوف کی اولاد معنوی کو پراگندگی سے بچانیکی غرض سے برادرانہ نسبت کو پیش نظر رکھ کے بصورت دیوان بنام نہاد ریاض معلیٰ اپنے برادران معنوی کے شیرازۂ اخوت کو اپنے والد مرحوم کی یادگار میں جو محفوظ کیا ہے خداوند کریم ان کو اس کے صلہ میں استقامت باطن اور ترقی معنوی عطا فرمائے اس کے علاوہ حضرت معلی کے برادر زادہ مظہر الدین احمد صاحب نے بھی نقل کلام اور تصحیح طبع میں عقیدت مندی کے ساتھ جو حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو بھی دارین میں اسکا صلہ کافی ووافی عطا فرمائے۔

کلام پر سرسری نظر حسب تشکیل ذیل تین حصوں پر کلام کی تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) حصۂ اول متعلق بہ کلام اردو نعتیہ (۲) حصۂ دوم متعلق بہ کلام اردو عشقیہ قصائد مدحیہ قطعات مناجات وغیرہ (۳) حصۂ سوم متعلق بہ کلام حملہ فارسی۔

حصۂ اول ریاض معلی اس حصہ میں حضرت معلی کا اردو نعتیہ کلام درج ہے نعت گوئی ایک اہم مقام کلام ہے یہاں وہی انسان زبان کھول سکتا ہے جو قال کے ساتھ حال بھی رکھتا ہو۔ حال کے انتہا کے بعد جب انسان کو درجۂ قال حاصل ہوتا ہے وہ ایک خاص اثر اور لطف رکھتا ہے اس کلام میں ایسی دلکشی ہوتی ہے جو بیان سے خارج ہے۔

انتہائے قال کیا ہے ابتدائے حال ہے   شعر   انتہائے حال یک اعلیٰ مقامِ قال ہے

حضرتِ معلی کی نعت گوئی میں قال کے ساتھ حال کی کیفیت پائی جاتی ہے اِس کے علاوہ حفظ مراتب مؤدبانہ مخاطبت آپ کے حوصلۂ عشق کو ظاہر کر رہی ہے کلام میں سلاست اور سادہ ادائی کوئی معمولی بات نہیں محبت بھرے دل کا کام ہے جو مدتوں جگر کاوی کے بعد فضلِ ایزدی حاصل ہوتی ہے حضرتِ معلی کا کلام بے ساختگی سے مملو اور اِس کے ہر ہر لفظ سے صداقت مترشح ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

تو ان کے ملنے سے ملتا ہے لوگ کہتے ہیں   ہمیں بھی تو ہی ای اللہ مصطفےٰ سے ملا

اِس قبیل کے اور بھی کئی شعر ملیں گے بالفعل اِس ایک شعر سے ناظرینِ خاص اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس سادگی کے ساتھ اظہارِ مدعا کیا گیا ہے اگر سچ پوچھو تو مذکورہ شعر سے تجاہلِ عارفانہ کی شان نمایاں ہے اِس کے علاوہ اور ایک جگہ اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں فرماتے ہیں۔

یہ نہ سمجھو کہ نبی ملنے سے کیا ملتا ہے   بخدا اُن کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے

اِس شعر میں لفظ (بخدا) حضرتِ معلی کے درجۂ یقین کو ظاہر کر رہا ہے اِس کے سوا جن حضرات کی نظر سے حضرتِ فضیلت جنگ کی تصانیف کا سلسلہ گزرا ہے اُن کو حضرتِ معلی کے کلام میں ایک خاص ذوق ملے گا مقاصد الاسلام وغیرہ میں تفصیل سے جن مسائل پر بحث کی گئی ہے اکثر اُن تفصیلی مباحث کو حضرتِ معلی نے اجمالی صورت میں لا کر ایک ایک شعر میں عام فہم الفاظ کے ذریعہ خلاصہ فرمایا ہے ان کی قادر الکلامی کا آئینہ ہے چند شعر اِس قبیل کے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(حاشیہ: مقاصد الاسلام ۱۱ حصے، انوار احمدی، حقیقۃ الفقہ، شمس الضحیٰ وغیرہ)

منکرِ قولِ شفاعت سے ہی میں پوچھوں   معنیٔ آیت یُعْطِیكَ فَتَرْضٰی کیا ہے

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِلَّا دلیل ہے   ناطق تھی وحیِ حق سے ہی گفتارِ مصطفےٰ

ہمسری خیر البشر کی کیا کرے کوئی بشر   سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں

نہ چھوڑ جلسۂ میلادِ شاہِ دیں کو دلا   کہ اِس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی

کرو قیامِ معلی کہ ہے دمِ تعظیم   ہمارے مالکِ دیں پیشوا ہوئے پیدا

حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے قیام مولود جشن میلاد شریف وغیرہ پر ایک بسیط بحث فرمائی ہے غرض اکثر اشعار میں اس قسم کے فیصلہ کن خلاصے ملیں گے۔

(۲) حضرت معلّی نے قصیدہ بردہ شریف کا ترجمہ اردو نظم میں فرمایا تھا اس ترجمہ میں بہت ساری خوبیاں قابل داد تھیں جسمیں زیادہ تر قابل داد اور ذکر کے قابل یہ خوبی ہے کہ عموماً ترجمہ میں اصل کی کیفیت اثرات وجذبات نہیں دیکھے جاتے مگر اس ترجمہ کو یہ بات حاصل تھی یہاں اثرات وجذبات وغیرہ علیٰ حالہ بحال تھے افسوس کہ وہ بھی طغیانی رود موسیٰ میں آب بردہو گیا طغیانی زدہ کاغذات میں تلاش کرنے سے اس کا صرف پہلا صفحہ دستیاب ہوا جس کے چند شعر تصدیقاً اصل کیساتھ نقل کئے جاتے ہیں

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمِ	مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ
آئی ہے کیا یاد یاران جوار ذی سلم	اشک سے ملکر ہے خون آنکھوں سے جاری بہ دم
أَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ	وَأَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ إِضَمِ
یا مدینہ کی طرف سے آئی ہے باد صبا	چمکی ہے ظلمت میں بجلی جانب کوہ اضم
فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا	وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ
کیا ہی آنکھوں کو نہ روکئے تو وہ روتی ہیں زار	کیا ہی دل کو غم نہ کیجئے تو وہ کرتا ہے غم
أَيَحْسَبُ الصَّبُّ أَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ	مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْهُ وَمُضْطَرِمِ
کیا گماں ہے یہ کہ عشق عاشق اخفا رہ سکے	درمیان دیدۂ گریان و سوز دل بہم
لَوْلَا الْهَوَى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلَى طَلَلٍ	وَلَا أَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ
گر نہ ہوتا عشق آنسو کیوں کو ٹیلے پہ بہتے	یاد شاخ و کوہ میں ہوتا نہ خواب آنکھوں کے کم
فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَمَا شَهِدَتْ	بِهِ عَلَيْكَ عُدُولُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ
کیسے انکار محبت ہو کہ ہیں عادل گواہ	اشک ہائے دیدۂ تر اور آثار سقم

سنا جاتا ہے کہ ترجمہ موصوف کی نقول حضرت کے کئی ملاقاتیوں نے حاصل کی تھیں دریافت جاری ہے دستیاب ہونیکی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ علحدہ اسکے طبع کا انتظام کیا جائیگا

(۳) اسکے علاوہ حضرتِ معلّیٰ نے حضرت جامی علیہ الرحمہ کے فارسی عقائد نامۂ منظوم کا ترجمہ بھی اُردو نظم میں فرمایا ہے اسمیں بھی اصل کے مطابق اثرات وجذبات بحال ہیں یہ ترجمہ حضرت معلّیٰ نے شہزادہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر دام اقبالہٗ ولیعہد سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ کے آغاز تعلیم کی یادگار میں ختم فرمایا اور شہزادہ صاحب موصوف کے اسم گرامی سے موسوم کر کے اسکا نام **حمایت نامۂ اسلام** رکھا چنانچہ اس ترجمہ کے ختم کی تاریخ حضرت موصوف نے (تمامی ترجمہ مقبول ہے) ۱۳۴۲ھ فرمائی ہے۔

اِس رسالے کو حضرتِ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پر نور بندگانِ عالی آصف سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ کے قدسی ملاحظہ میں بغرض شرکت نصاب بالمشافہ پیش فرمایا تھا اعلیحضرت بندگانعالی نے پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا تھا کہ معروضہ کے ساتھ پیش کیا جائے تو منظوری دیجائے گی افسوس کہ حضرت معلّیٰ کا انتقال اور اس کے (۷) ماہ بعد ہی حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کا وصال ہو جانے سے یہ کارروائی تکمیل کو نہ پہنچ سکی اب یہ رسالہ زیر طبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اُسکی اشاعت کیجائیگی

(۴) مدینۂ منورہ کی دو سالہ فیض بخش سکونت کے زمانے میں حضرتِ معلّیٰ نے دو دیوان نعتیہ لکھے تھے جس میں ایک اردو اور دوسرا فارسی تھا افسوس کہ طغیانی رود موسی میں یہ بھی نذر آب ہو گئے ان دواوین کے چند قصائد اور متفرق اشعار دستیاب ہوئے چنانچہ متفرق اشعار حصہ دوم کے آخر میں درج ہیں کہا جاتا ہے اس کی ہر ہر طرح میں مستقل قصائد اور غزلیات تھیں اُن کے دیکھنے سے آج پتہ چلتا ہے کہ حضرت معلّیٰ نے جس التزام سے سخن گوئی کا سلسلہ قائم فرمایا تھا وہ ایک خاص جدت رکھتا ہے حیدرآباد دکن سے مدینۂ منورہ تک شوق و ذوق سوز و گداز جذبات وغیرہ کی حالت محل و مقام کے لحاظ سے قصائد میں ظاہر کی گئی ہے وہاں کے چند شعر یہاں بھی نمونۃً درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

حجِ مبرور یہ دیتا ہے بشارت تم کو
حاجیو آؤ مبارک ہو زیارت تم کو

جب مفرحِ سے مدینہ جلوہ گر ہونے لگا
فرحتیں بڑھنے لگیں غم مختصر ہونے لگا

دل سے دور ہونے لگی یادِ رفیقانِ وطن
جانبِ شہرِ مدینہ جب سفر ہونے لگا

اِس کے علاوہ اور ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ چھوٹے کبھی نہ ہم سے مدینہ رسولؐ کا ؎ سر ہو ہمارا اور یہ زینہ رسولؐ کا
ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم ؎ سرکائیں گے نہ سر کبھی اِس آستاں سے ہم ؎ اِن اشعار میں اشارہ یہ
اور اِس بطورِ خاص بلحاظِ طلب ہی ظاہر ہے کہ زینۂ مبارک پر فی البدیہہ شعر کہے گئے ہیں ورنہ اشارہ
قریب کے استعمال کی ضرورت نہ تھی محاورے کے موافق سر ہو ہمارا اور ہو زینہ رسولؐ کا۔ کہا جا سکتا تھا
مگر چونکہ مصنف صاحبؒ کو اظہار مقام تصنیف شعر مقصود ہے اِس لئے (یہ) اور (اِس) اشارۂ قریب
کا استعمال ایک خاص معنی پیدا کر رہا ہے غرض حضرتِ معلّیٰ کے کلام میں اس قسم کے کئی شعر ملیں گے
جن سے مقاماتِ خاص کا بھی پتہ چلتا ہے درحقیقت آپ کو نعت گوئی کہ علاوہ بمنزلۂ وظائف و اوراد رہی ہے
چنانچہ ایک قصیدہ میں خود اس خیال کو ظاہر فرماتے ہیں ؎ اے معلّیٰ نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ ؎ کافی ہے
ورد یہی بارہ مہینے تجھکو ؎ مدینۂ منورہ کی حاصل زندگی مبارک سکونت کے زمانہ میں حضرتِ معلّیٰ نے ایک خواب
دیکھا تھا اُسکا مختصر اذکر یہاں بیجا نہ ہوگا آپنے رؤیا میں دیکھا کہ دربار رسالت ماموری اور آپ بھی
وہاں حاضر ہیں مسندِ رسالت پر سرکارِ دو جہاں کی رونق افروزی مشتاقانِ جمالِ مبارک کی چشم دل و
جاں کو اپنے انوار سے فیض بخش رہی ہے اور شہیدی علیہ الرحمہ اپنا قصیدہ سنا رہے ہیں اسپر سرورِ کائناتؐ
نے ارشاد فرمایا کہ محسنؔ کا سراپا سناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے خواب سے بیدار ہونیکے بعد حضرت
معلّیٰ نے اس خواب کا ذکر اپنے ایک رفیق مولوی عبدالحق صاحب کانپوری سے کیا تو مولوی صاحب موصوف نے
بذریعۂ خط جناب محسنؔ کاکوروی کو اطلاع دی سنا جاتا ہے کہ جسوقت یہ خط جناب محسنؔ کو پہنچا ہے وہ فرطِ مسرت کے باعث
بیخودی کے عالم میں گھر سے باہر نکل گئے اور اپنا بھرا گھر لٹا دیا چنانچہ کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن جو سنہ ۱۳۲۴ھ میں
انا ناظر پریس واقع چوک لکھنؤ میں چھپا ہے اس کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ پر حضرتِ معلّیٰ کے اس خواب کا ذکر درج ہے
اس کے علاوہ اس حصہ کے شروع میں صفحہ (۷) پر جو قصیدہ درج ہے جسمیں حضرت معلّیٰ نے بعالمِ خواب دربار
رسالت میں اپنی رسائی کا ذکر فرمایا ہے اس کی تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ آپکو پہلے تو تفصیلی واقعات کا اظہار
مدِ نظر تھا مگر پھر آپ کی غیور طبیعت نے اس کا اظہار نا مناسب خیال کیا تو آپ نے صرف اس شعر پر اس کو
ختم فرما دیا کہ ؎ مجھے بھی طالعِ بیدار نے واں تک جو پہنچایا ؎ معلّیٰ کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

کیا عجب ہے کہ یہ خواب حضرت محسن کاکوروی ہی سے متعلق ہو غرض اس واقعہ سے حضرت معلّی کے مدارج مقبولیت ظاہر ہیں

حصہ دوم ریاض معلّی

اس حصہ میں حضرت معلّی کا اُردو عشقیہ اور مدحیہ کلام تواریخ مناجات وغیرہ درج ہے

حضرت موصوف کا عشقیہ کلام بھی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے اکثر اشعار سے مقامات تصوف کا پتہ چلتا ہے جس کو سوائے صاحب مقام کے دوسرا بیان نہیں کر سکتا چنانچہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں **شعر** ہیں جو علم معرفت سے بے نصیب ؛ سن کے میرے شعر گھبراتے ہیں وہ ؛ آپ کے کلام میں مضامین توحید کے اشعار اکثر و بیشتر ملیں گے جس سے آپ کی عارفانہ کیفیت کا پتہ چلتا ہے یہاں چند شعر درج حاشیہ کئے جاتے ہیں۔

اُسی کا سب ظہور جا بجا ہے
وہی اک قابل حمد و ثنا ہے

دیکھنے میں جو چیز آتی ہے
سب ظہور صفات ذاتی ہے

عیاں جو کثرت کے جلوے ہوئے ہیں
حجاب اک وحدت پہ ڈالے ہوئے ہیں

یہ تیل شعلہ جو اللہ ہو میں ہستی ہے
وجود ذرہ میں کچھ بلندی نہ پستی ہے

خیال غیریت پر خود حقیقت اپنی ہستی ہے
یہ کثرت نما اب اسی تجلی کی ہستی ہے

حضرت موصوف کے عشقیہ کلام میں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ اکثر غزلوں میں ایک ایک دو دو نعتیہ شعر بھی بکثرت ملیں گے اس سے حضرت معلّی کی محبت کے رجحان کا پتہ چلتا ہے جب عالم کیف میں آپ اپنی کیفیت کا اظہار اشعار میں فرماتے ہیں اور جمال محمدی کا تصور ہو جاتا ہے تو آپ مستانہ کلام سے گریز کر کے مصداق اس شعر کے ؛ مستی میں بھی سر اپنا ساقی کے قدم پر ہو ؛ اتنا ہی کرم کرنا اے لغزش مستانہ ؛ فوراً نعت گوئی کی طرف رجوع کر جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی اکثر عشقیہ غزلوں میں نعتیہ شعر بھی ملیں گے سچ تو یہ ہے کہ جو جس کو محبوب رکھتا ہے اس کو اس کا ذکر بھی محبوب ہوا کرتا ہے ع ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے ؛ اس کے سوا بعض بعض اشعار سے تعلیم طریقہ اذکار و اشغال بھی ظاہر ہے چند اس قبیل کے شعر درج کئے جاتے ہیں۔

دیدار رخ پاک کی امید میں ہر دم
رہتا ہے لگا دیدہ سر بام ہمارا

جما کر تصور میں قد موزوں
ان آنکھوں کے ڈھیلے بھی [illegible]

خموشی پر یہ کہتا ہے دم آہستہ آہستہ
خدا کا گھر میں گر رہے دم آہستہ آہستہ

اکثر اشعار سے حکیمانہ اور نصیحت آمیز مضامین کا بھی پتہ چلتا ہے دو ایک شعر اس قسم کے بھی درج کئے جاتے ہیں

خاک رو نکو ہے راحت سر بلند کو رنج
ہے زمین آرام اور آسمان گردش میں

ہے کون اپنا گنبد دنیا میں اور
آتی ہے پھر پلٹ کے صدا کر پکار کے

آخر حصہ عمر میں آپ نے غزل کہنا قطعاً ترک فرما دیا تھا چنانچہ ایک غزل میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ ؛ جب تم نے اے جناب معلّی نہ قدر کی ؛ ہم نے بھی بند دفتر اشعار کر دیا

اس غزل کے بعد سے آپ نے کوئی غزل نہیں کہی صرف نعتیہ قصائد قطعات تاریخ وغیرہ کہہ لیا کرتے تھے یہ مشغلہ بھی انتقال سے دو تین سال قبل تک رہا اس کے بعد جب آپ مرض فالج میں مبتلا ہوگئے اور لکھنے پڑھنے کی حالت آپ میں باقی نہیں رہی تو آپ اس سے بھی معذور رہے مگر اس حالت میں بھی آپ شعر وغیرہ دلچسپی سے سنا کرتے بعض اوقات اصلاح بھی فرمادیا کرتے تھے۔

(۲) سلاطین وقت کی مدح گستری بھی آپ نے اعلیٰ تمہید و گریز سے قادر الکلامی کے ساتھ فرمائی ہے چند قصائد مدحیہ اس حصہ کے آخر میں درج ہیں منجملہ ان کے اگر صرف میٹھے اور کھارے کی تمہید کا قصیدہ دیکھ لیا جائے تو ناظرین کو تصدیق ہوجائے گی اس قصیدہ کو حضرت معلیٰ نے جشن جوبلی چہل سالہ کی تہنیت میں طبع کرواکے حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ کے حضور میں دست بدست پیش کرنیکا شرف حاصل فرمایا ہے بوقت پیشکشی قصیدہ سلطان دکن حضرت غفرانمکاں کے یہ لفظ تھے کہ اس میٹھے کھارے کے مناظرہ کی ایک کاپی قبل ازیں پہنچ چکی ہے مگر میں اس کاپی کو قدر مکرر سمجھتا ہوں آپ نے اس قصیدہ میں میری جانب سے جو فیصلہ کیا ہے وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس کے علاوہ بہت کچھ تحسین و آفرین بھی فرمائی۔

حصہ سوم ریاض معلیٰ اس حصہ میں حضرت معلیٰ کا جملہ فارسی کلام درج ہے آپ کے فارسی کلام سے متقدمین کے کلام کی بو آتی ہے۔ رنگ تغزل حضرت حافظ علیہ الرحمہ حضرت جامی علیہ الرحمہ حضرت خسرو علیہ الرحمہ سے ملتا ہے چند شعر تصدیقاً بطور نمونہ (۱) درج کیے جاتے ہیں۔

فارسی نعت گوئی میں حضرت معلیٰ نے ع

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

کے مصداق پاس ادب حفظ مراتب کو مدنظر رکھ کے زبان کھولی ہے جو اُن کی مقبولیت کی دلیل ہے جسکا نمونہ یہ ہے (۲)

اُردو کی طرح فارسی عشقیہ کلام سے بھی مقامات تصوف کا انکشاف ہوتا ہے بعض جگہ ابہام میں اور کہیں صاف لفظوں میں

(۱)
صنم کہ چرخ مشک زنتیرہ من است — خم فلک زگران باری نگاہ من است
از فن شعر جا مباہست معلیٰ ما بلند — بہر خدا باو نما طرز کلام خویش را
بیک جامے کہ خسرو مست گردد از ولایی — لب تو اے معلیٰ زان خمخانہ زبان

(۲) اے کہ بہیم رسالت بر سر زیبائی تو — وای قبلۂ وحدت حق ابروئے بالای تو
رمز عجیب سر نہان محمد است — گویا زبان حق بلبان محمد است
ضعیف ہست و ناتوان کہ کمترین تو — از در خاص خود مران پیر غلام خویش را
اگر چہ غنچہ باشد ہلال است — بر رونق برتر از بدر کمال است

ظاہر فرمایا ہے اس قبیل کے بھی چند شعر یہاں نقل کیے جاتے ہیں
اس کے علاوہ اکثر اشعار سے تعلیم ذکر و اشغال کا پتہ بھی
چلتا ہے جس کے متعلق چند شعر تحت نمبر ۲ حاشیہ میں درج ہیں
اسیطرح بعض اشعار سے حکیمانہ مضامین نصائح وغیرہ
کا پتہ چلتا ہے چنانچہ چند شعر اس قسم کے نمبر ۳ کے تحت درج ہیں
غرض حضرتِ معلّی کی عشقیہ شاعری بھی ایک فیض بخش
ذخیرہ ہے آپ کا کلام زلف و کمر و بوس و کنار کے مضامین
سے مبری ہے سچے طالب کے حق میں ہر شعر کا ایک ایک لفظ
متقل وعظ کی کیفیت رکھتا ہے شعر سننے کے بعد سننے
والے کے دل میں خود بخود وعظ کی سی کیفیت پیدا ہونا
شعر کی مقبولیت کا ثبوت ہے ۱۳۱۷ھ میں بیادگار جشن جوبلی
چہل سالہ مہاراجہ سرپرین السلطنت بہادر مدار المہام وقت کے آئینہ خانہ میں ایک خاص مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس میں
غفران مکانؒ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اسوقت دکن کے مشہور و معروف شعراے (۳۵) یا اس سے
کچھ کم زیادہ شعرا قصائد مدحیہ پڑھنے کیلئے منتخب کئے گئے تھے فہرست شعرا منجانب مدار المہام وقت مرتب
ہوئی تھی سب سے پہلے جناب آغا شوستری صاحب کا نام تھا دوسرے نمبر پر غالباً نواب وزیر علی بادشاہ صاحب تھے
اس فہرست میں حضرت معلّی کا نمبر کسی قدر دور تھا جب آغا شوستری صاحب نے قصیدہ پڑھا اور نواب
وزیر علی بادشاہ صاحب نے ختم فرمایا تو بطور خاص بلا لحاظ سلسلۂ فہرست حضرت غفران مکانؒ نے حضرت معلّی سے
فرمایا کہ مولوی صاحب آپ قصیدہ سنائیں - اسوقت بامتثال ارشاد خسروی آپ نے وہ قصیدہ پڑھا
جو عرفی شیرازی کے قصیدہ پر کہا گیا ہے جسکا قافیہ آسمان اور ردیف آفتاب ہے جو اس حصہ کے آخر میں
درج ہے جسکا پہلا مطلع یہ ہے ؎ اکیہ در کوئی جلالت ذرہ شانِ آفتاب ؎ زینۂ بام مکانت سائبانِ آفتاب
غرض جس طرح عرفی شیرازی نے دربار اکبری میں قصیدہ پیش کرکے شاہی داد حاصل کی تھی اسی طرح

(۱) سیر گاہِ نفست در جبروت ؎ گشتہ ناسوت بہر من قفسے

زقید جسم برون گشتہ عزم جان دارم ؎ گشتہ ام ز مکان شوق لا مکاں دارم
ترک اسباب جہان رہ جاناں کردم ؎ خوب ساماں پئے سفر ساماں کردم
بیاید آنکہ خریداری گنج اسرار است ؎ کہ ضبط ہائے گرانمایہ در دکاں دارم
جز بتسلیم معلّی مرو ؎ باز بجز نقص و کمالے کسے

(۲)
نفس را در ہوائش پاسباں کن ؎ روانہ کشتی عمر رواں کن
نمی گویم چنیں کن یا چناں کن ؎ نظر ہر دم بحکم کن فکاں کن

(۳)
مشو بعید ز انوار مرشد کامل ؎ کہ ذرہ از دم او آفتاب میگردد
مشو ز جہل گرفتار مکر نفس شقی ؎ کسیکہ گشت مطیعش خراب میگردد
نزول رحمتِ حق شود بر اہل نیاز ؎ بسوی پستاں موج آب میگردد
چو در حرم او طلبی اختیار کن زاری ؎ زگریہ حال رحمت سحاب میگردد

حضرت معلّی حیدرآبادی نے بھی دربار آصفی میں قصیدہ سناکے شاہانہ تحسین و آفرین کا شرف مکرر بسکر حاصل فرمایا عرفی شیرازی جیسے قصیدہ گو کے منتخب قصیدہ پر انہیں قوافی اور ردیف میں عابنا لفظی اور مضمون آفرینی کے ساتھ قصیدہ کہنا معمولی شاعر کا کام نہیں ہے دونوں قصیدوں کو ملاکے دیکھنے کے بعد ناظرین حضرت معلّی کے مذاق سخن کی داد کافی دیسکینگے۔

حضرت معلّی کی تاریخ گوئی آپکو تاریخ گوئی میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا یعنی تاریخی مصرعہ آمد کیساتھ نکلتے تھے جو محاسنِ تاریخ کے مخزن ہوا کرتے تھے اِس مجموعہ کے حصۂ دوم و سوم میں صدہا قطعات ہیں سے چند قطعات تاریخ اردو اور فارسی درج کئے گئے ہیں اس سے ناظرین اندازہ فرمالینگے کہ حضرت معلّی کس شان کے تاریخ گو تھے تدخلہ وتخرجہ جو منجملہ محاسنِ تاریخ ہے اسکا برتاؤ حضرت نے محل و مقام کے لحاظ سے جہاں کہیں کیا ہے وہ ایک خاص حسن رکھتا ہے نمونتہً ایک قطعہ تاریخ اس صنعت میں یہاں درج کیا جاتا ہے جسکو حضرت معلّی نے حضرت آصف سادس غفران مکان کی وفات اور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ کی تخت نشینی کی یادگار میں نظم فرمایا ہے:—

قطعہ

رخت از شاہیٔ اقلیم دکن	میر محبوب علی چوں بر بود
او برفت و بمقامش آمد	شاہ عثمان علی نیک وجود

شاہیٔ اقلیم دکن کے (۵۷۱) اعداد و سواسمیں سے میر محبوب علی کے اعداد ۴۱۸ خارج کردیں اور باقی ۱۵۳ شاہِ عثمان علی نیک وجود کے (۱۱۷۶ اعداد) میں جمع کریں تو (۱۳۲۹) ہوتے ہیں۔ قطعۂ مذکور میں تدخلہ وتخرجہ کا برتاؤ کس محل و مقام اور مناسبت کے ساتھ کیا گیا ہے ظاہر ہے اب ناظرین فیصلہ فرماسکتے ہیں کہ حضرت معلّی کس قابلیت کے ساتھ تاریخ فرماتے تھے اکثر آپنے فی البدیہہ بھی تاریخ فرمائی ہے چنانچہ اپنی والدہ صاحبہ کے انتقال کیوقت آپنے (غم مادر ۱۲۸۵) فی البدیہہ تاریخ فرمائی اسیطرح اپنے اُستاد علامۂ زماں حضرت ابو رجا محمد زماں خان صاحب شہید کی شہادت کی تاریخ (یارِ علی و عثمانِ شہید ۱۲۹۲) اس کے علاوہ اپنے سب سے پہلے فرزند محمد احتشام الدین صاحب کے تولد کی تاریخ (دیہ یک عزیزادہ ۱۲۸۹) فرمائی اس مجموعہ میں یاں۔ واں۔ تلک۔ ولا۔ وغیرہ اور بھی اِس قسم کے الفاظ ملینگے جو اسوقت متروک ہیں انکی نسبت ناظرین حضرت معلّی کے ابتدائی زمانہ شاعری کو پیش نظر رکھیں تو خود بخود تصفیہ ہو جائیگا بعض جگہ دو کرکے محاورے بھی نظر آئینگے جنکو حضرت معلّی نے عمداً جائز رکھا ہے اور بعض اشعار میں شاعرانہ استحقاق کو پیش نظر رکھکے ضرورۃً لفظی تصرف بھی فرمایا ہے۔ غرض جن حضرات کو جدت کا اظہار مدنظر ہوتا ہے وہ ایسی پابندیوں کو جائز نہیں رکھتے چنانچہ خود فرماتے ہیں: طرق نعت گزینم بشعر گوئی و بس؛ چرا نظر بخیالاتِ نکتہ چیں دارم

جیدرآباد دکن
مرقومہ شوال المکرم ۱۳۳۰ھ
محمد شرف الدین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمیت ما رمیت ہے معمہ ہو و لاہو کا
کرے کیونکر ادا کعبہ نہ سجدہ طاقِ ابرو کا

کلامِ حق میں ہے واللیل آیا وصف گیسو کا
نہیں کچھ فرق باقی اس میں یک تار سر مو کا

شب میلاد میں سب خاکِ کعبہ مشک آگیں تھی
گماں نافِ زمیں پر کیوں نہ ہو پھر نافِ آہو کا

ہے مظہر ذاتِ والا ذاتِ حق کی کچھ نہیں بیجا
کروں گر یا محمد کہتے کہتے ذکر یاہو کا

ادا کیا مدح خلقِ شاہِ دیں میری زباں سے ہو
کلام پاک حق ہے وصف اُس سلطانِ خوشخو کا

دلِ مضطر میرا کیا رہ گیا جا کر مدینے میں
نظر آتا مکاں سنسان ہے کیوں آج پہلو کا

ہوا ہیبت سے دو ٹکڑے گرا قدموں پہ غش کھا کے
ہوا جب ماہ کی جانب اشارا ان کی ابرو کا

عدم میں گر گیا شیطاں شبِ میلاد رو رو کر
فرشتے نے لگا کر ایک ٹھوکر منہ پہ جب تھوکا

ملے مٹی میں لاکھوں ضربِ مشتِ خاک والا سے
بوقتِ جنگ دکھلایا جو شہ نے زور بازو کا

تھیں آنکھیں سرمہ مازاغ سے روشن دم وصلت
اثر کیا ہو سکے اُن پر کسی چشمانِ جادو کا

بوقتِ نزع خوف مکرِ شیطاں ہو معلی کیا
بنے عشق قدوم پاک گر تعویذ بازو کا

جذب دل پھر تا در شاہِ زمن لیجائیگا
باد کا جھونکا مجھے سوئے چمن لیجائیگا

یا درخ دکھلائیگی صبحِ بنارس کی بہار
عشقِ گیسو مجھکو تا ملکِ ختن لیجائیگا

بعد مردن بھی جو آئیگا مدینے کا خیال
پھیر کر جنت سے میری روحِ تن لیجائیگا

اندنوں ہے نعت گوئی میں مرا بڑھتا قدم
مجھ سے کیا سبقت کوئی اہلِ سخن لیجائیگا

وحشتِ دل پھر مدینے کی فزا دکھلائیگی
پھر مجھے اُس جا مرا دیوانہ پن لیجائیگا

ہو جو تن وحشتِ مدینہ میں خوراکِ مور و ما
دل نہ ہرگز حسرتِ گور و کفن لیجائیگا

اے معلی رہتے ہو کیوں روز فرقت سے ملول
پھر مدینے کو خدائے ذوالمنن لیجائیگا

عشق ہو دل میں ہمارے احمد مختار کا
داغ دل ہو گل خلیل اللہ کے گلزار کا

نور ذاتِ پاک سے عالم منور ہوگیا
جب زمانہ آگیا اُس شاہ کے اظہار کا

چشم حضرت میں تھا روشن نور مازاغ البصر
حضرتِ موسیٰ نے دیکھا جلوہ شکلِ نار کا

عرش اعظم پر مقام قرب تھا جنکو نصیب
کس کو عالم میں ہوا حاصل یہ حظ دیدار کا

مٹ گئی ہستی ہی ساری ظلمتِ کفر و نفاق
جب پڑا عالم پہ پرتو روئے پر انوار کا

دشمنوں پر کیوں نہو حاصل انہیں فتح و ظفر
ہے لقب انا فتحنا طرہ دستار کا

ذاتِ اقدس انکی ہر خوبی میں ہو کامل نہ کیوں
مظہر کل ہو وہی حسن و جمال یار کا

ہوتے ہیں صف بستہ حاضر انبیاء بہر سلام
ہو نہ کیوں جبریل کو حاصل شرف دربار کا

کیوں نہ ہو ہر دو جہاں میں رحمت حق کا ظہور
جشنِ میلادِ مبارک ہے شہ ابرار کا

اے مسیحا شربت دیدار حضرت کے سوا
ہو معالج کوئی کیا دردِ دلِ بیمار کا

دولت ہر دو جہاں اُسکو **معلی** مل گئی
ہو گیا دل سے جو خادم سید ابرار کا

الٰہی ہم کو تو اُس شاہِ انبیا سے مِلا
کہ عرش کو بھی شرف جس کے نقشِ پا سے ملا

جو خوش نصیب کوئی شاہِ دوسرا سے ملا
عجب نہیں جو کہے وہ کہ میں خدا سے ملا

محیط غم میں جو نا آشنا بنے ہیں پڑے
تو اے خدا ہمیں اُس یار آشنا سے ملا

مقربین بھی حسرت سے منہ ہی تکتے رہے
خدا سے وہ شہِ لولاک کس ادا سے ملا

ہزار شکر کریں کیوں نہ اہل دیں اس پر
لقب جو اُمتِ حضرت کا کبریا سے ملا

تو اُن کے ملنے سے ملتا ہے لوگ کہتے ہیں
ہمیں بھی تو ہی اے اللہ مصطفیٰ سے ملا

مِلی جو خاک درِ یار سے ہمیں صحت
اثر شفا کا نہ ایسا کسی دوا سے ملا

درود پڑھنے کو حضرت پہ کیوں نہ سمجھیں فرض
یہ کارِ خیر ہمیں حکمِ کبریا سے ملا

مِلا جو حق سے وہ شہ لیکے اپنا جسمِ نحیف
نہ کوئی کاہِ ضعیف ایسا کہربا سے ملا

جہاں میں پھرتے ہیں عشاق دم انا الحق کا
حبیبِ حق نہ ہو کیونکر بھلا خدا سے ملا

یہ آرزو ہے **معلی** کہوں میں حضرت سے
مجھے بھی قصرِ جناں آپ کی دعا سے ملا

کوئی کیا جانے علو و عز و شانِ مصطفیٰ
ملحق اوجِ لامکاں سے ہے مکانِ مصطفیٰ

لامکاں سے ہے ولا ملحق مکانِ مصطفیٰ
زینۂ عرش بریں ہے آستانِ مصطفیٰ

رمز احمد اور احد جانے تو کیا جانے کوئی
ہے حجابِ میم حائل درمیانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ حق نے جب فرمادیا
زور دکھلائے نہ کیوں تیر کمانِ مصطفیٰ

جو کلامِ حق میں آیا ہے عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
خود خدا کے دو جہاں ہیں قدردانِ مصطفیٰ

جب سے حضرت کی شفاعت بنگئی ہے خضرِ راہ
جا رہا ہے سوئے جنت کاروانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ میں جو معنی ہیں عیاں
کیا کوئی سمجھے جو ہے سرِ نہانِ مصطفیٰ

وصف ان کا خارج از حدِ بشر پھر کیوں نہو
حضرتِ خالق ہے خود جب مدح خوانِ مصطفیٰ

جان کر محوِ رضائے حق کیا اللہ نے
اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ کہکر امتحانِ مصطفیٰ

باطنًا حضرت میں تھی شانِ خدائی جلوہ گر
تھا بظاہر صرف لوگوں کو گمانِ مصطفیٰ

اے معلیٰ کیا کسی سے وصفِ حضرت ہو سکے
بس خدا ہی جانتا ہے عزوشانِ مصطفیٰ

بندہ ہوں دل و جاں سے رسولِ عربی کا
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

کچھ گرمیٔ خورشیدِ قیامت کا نہیں خوف
ہے سر پہ علم سایہ فگن ظلِ نبی کا

کیوں فخر نہ ہو ہم کو کہ آقا ہے ہمارا
عالم میں شرف جس کو ہے عالی نسبی کا

فرمان جو نازل ہے خدائی کا اُسی ہیں
بڑھجائے نہ کیوں رُتبہ لسانِ عربی کا

کیونکر نہ غلامِ درِ سلطانِ رسل ہو
جس دل میں ذرا بھی ہو اثر حق طلبی کا

حضرت کی شفاعت کا جو قائل نہو مردود
بدلہ اُسے ملجائے گا اس بے ادبی کا

کیوں عفوِ گنہ کی مجھے حق سے نہ ہو اُمید
ہے جوش مرے دل میں شفاعت طلبی کا

مِنْ اَنْفُسِکُمْ بعدِ لَقَدْ جَاءَکُمْ آیا | قرآن میں بیاں ہے تری عالی نسبی کا
مشہور لقب سیدِ کونین ہے جس کا | سردار ہے ہر شیخ و جواں طفل و صبی کا
حضرت کا بیاں کس سے ہو وہ وصفِ رحیمی | حق نے جو مخاطب کیا اس خوش لقبی کا

ہو گا مرضِ جرم و خطا دور معلّٰی
ہوں دل سے غلام اپنے طبیبِ قلبی کا

جدا جس دن سے ہے دلبر ہمارا | تڑپتا ہے دلِ مضطر ہمارا
ہو بس دہلیزِ شاہِ دیں کا تکیہ | رہے فرشِ الحجر بستر ہمارا
اگر مدفن مدینے کی زمیں ہو | نصیبہ ہے بلندی پر ہمارا
تمنا ہے یہی خلدِ بریں کی | مدینے کی زمیں ہو گھر ہمارا
کہا شق ہو کے مہ نے شاہِ دیں سے | بلندی پر ہے نیک اختر ہمارا
شفاعت کی سند گر ہاتھ آجائے | ہو نامہ داخلِ دفتر ہمارا

معلّٰی کو زمانہ جانتا ہے
ہے چرچا عشق میں گھر گھر ہمارا

حیف پھر جانا مدینے کو ہمارا نہ ہوا | لطفِ دیدار میسر وہ دوبارا نہ ہوا
صدقے ہونا نہ ہوا روضۂ اقدس پہ نصیب | بخت کا اوج بلند اپنے ستارا نہ ہوا
کس طرح سے ہو مرا نخلِ تمنا سرسبز | حاصل اُس گنبدِ خضرا کا نظارا نہ ہوا
کچھ کمی عاشقِ مضطر نے تڑپنے میں نہ کی | مائلِ زخمِ جگر دل ہی تمہارا نہ ہوا

لاکھوں اچھے کئے بیمار مسیحا تم نے
لیکن اچھا دلِ بیمار ہمارا نہ ہوا

دلِ دیوانہ مرا کیوں نہ خیالی بن جائے
خواب میں بھی کبھی دیدار دوبارا نہ ہوا

ہوتا دیدار ہی اُس گنبد خضرا کا نصیب
کاش دل اپنا مدینے کا منارا نہ ہوا

نکہتِ زلفِ رسولِ عربی کے ہمسر
مشکِ از فر نہ ہوا عنبر سارا نہ ہوا

دور پھینکا جو مدینے سے اُٹھا کر مری خاک
اے فلک تجھکو تو اتنا بھی گوارا نہ ہوا

چل سکا بس نہ کبھی اپنا دلِ مضطر پر
ملکِ تسکین جگر پر بھی اجارا نہ ہوا

ہم ہی افسوس معلی نہ پیارے کے بنے
کہیں کس منہ سے کہ اپنا وہ پیارا نہ ہوا

تھک کے جب یار کے میں زیر محل بیٹھ گیا
ہو کے ہر عضو مرا ضعف سے شل بیٹھ گیا

جب سے ہی جوش پہ طوفان مرے اشکوں کا
ڈوب کر پانی میں اِس دل کا کنول بیٹھ گیا

دلِ اعدا سے کسی طرح نکل سکتا نہیں
رعب حضرت کا جو از روزِ ازل بیٹھ گیا

دیکھکر شانِ فقیری کا ہماری رتبہ
جوش سرمستئ اربابِ دول بیٹھ گیا

شور و غل مرحبا کہنے کا ہر اک سو سے اُٹھا
میں جو پڑھنے کو یہ محفل میں غزل بیٹھ گیا

رات دن دل جو مرا رہتا ہے مشتاق سماع
سُنی جس جائے میں آواز دھل بیٹھ گیا

نہر ساوا ہوئی خشک آتشِ فارس تھی بجھی
رُعبِ میلاد سے کسریٰ کا محل بیٹھ گیا

دینِ روشن کا جو حضرت کے ہوا شہرہ بلند
بت پرستی کا جو اُٹھا تھا خلل بیٹھ گیا

اے معلی رہوں کیونکر نہ میں اشعار میں محو

اس زمیں پر مرا دل مثلِ جبل بیٹھ گیا

ہے شوریدہ سرِ زلفِ شہِ عالم میں سر میرا
گُلِ باغِ خلیل اللہ ہے داغِ جگر میرا

تڑپتا ہوں جو سوزِ آتشِ فرقت میں روز و شب
صبا کہدے مدینہ جاکے حالِ مختصر میرا

مدینے کو چلے جاتے ہیں اُڑ کر بال و پر والے
پہنچنا کس طرح سے ہوسکے بے بال و پر میرا

کسی صورت پہنچ جاؤنگا اقصائے مدینہ تک
کشش اپنی ذرا دکھلائے جذبِ دل اگر میرا

سفر ہے آخرت کا پیش پہنچوں میں مدینے کو
الٰہی حیدرآباد دکن سے ہو سفر میرا

لگے جا کر ٹھکانے مشتِ خاک اپنی کسی صورت
بنے یا رب مدینے کے کسی کوچہ میں گھر میرا

جنابِ نوح سے کہدو کہ پھر کشتی بنا لائیں
نہیں ہوتا ہے کم دریائے جوشِ چشمِ تر میرا

کسی کی راہِ صحرائے مدینہ میں نہیں حاجت
جنابِ خضر سے کہدو کہ دل ہی راہبر میرا

الٰہی تو ہی فرمادے مدد غیبی خزانے سے
کہ زادِ راہ کو کافی نہیں ہی مال و زر میرا

جو میں دیوانہ زلف و عارضِ شہ کا معلیٰ ہوں
تماشا دیکھتے ہیں رات دن شمس و قمر میرا

عجب شاہانہ مجلس تھی عجب دربارِ ذیشان تھا
یہ میرا دیدۂ پر خواب محوِ دیدِ جاناں تھا

سریرِ ناز پر جلوہ فزا سلطانِ خوباں تھا
ضیائے نور سے روشن ہر اک سروِ چراغاں تھا

وہاں کا ذرہ ذرہ تھا منور نورِ خالق سے
کہ جس کے رشک سے خورشید بھی مغرب میں پنہاں تھا

ادب سے عاشقِ مضطر کھڑے صف بستہ ہر سو تھے
کوئی گردن کئے تھا خم کوئی استادہ حیراں تھا

کھڑے آداب گاہوں پر تھے سب صف بستہ پیہم
ادب سے اور تفاوت سے جہاں قولِ نقیباں تھا

پئے عرض سلامِ شاہِ دیں مصروف تھا ہر اک
کوئی راکع کوئی قائم کوئی سجدہ میں غلطاں تھا

مجھے بھی طالعِ بیدار نے واں تک جو پہنچایا
معلی کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

اگرچہ دل نہ مائل جانبِ تکمیلِ ایماں تھا
مگر سر میں سر سودائے زلفِ شاہِ خوباں تھا

ٹھکانا غیرت کا ہم کو اے دل مل سکے کیونکر
جدھر دیکھو ادھر ہر شئی میں اُن کا نور پنہاں تھا

خبر خوش اُن کے آنکی کدھر سے دل پا سکتی
ہجومِ لشکرِ غم دل کے اندر گرم جولاں تھا

سعادت وحشتِ دل پر تصدیق کیوں نہ ہو میری
سہانا وہ میرے پیش نظر یثرب کا میداں تھا

بھرا تھا روئے اقدس جلوۂ نورِ تجلی سے
جسے غش دیکھکر مانند موسیٰ ماہِ کنعاں تھا

اک ابرو کے اشارہ سے ہوا شق مہ جو گردوں پہ
اس اعجازِ شرف سے دیدۂ خورشید حیراں تھا

بہارِ بے خزاں کی سیر حاصل تھی مجھے ہر دم
معلی میری نظروں میں مدینہ کا گلستاں تھا

جناب خواجۂ ہر دو سرا ہوئے پیدا
ہمارے راہ نما پیشوا ہوئے پیدا

ہے ذاتِ پاک کے باعث یہ سب جہاں کا ظہور
وہ آج بندۂ خاص خدا ہوئے پیدا

خطاب اِنّا فتحنا کے جو مخاطب ہیں
وہ راز دانِ مقامِ دنیٰ ہوئے پیدا

وجود پاک سے جنکے ظہور عالم ہے
وہ فخر جملہ جہاں رہنما ہوئے پیدا

خدا نے خُلق کو جنکے عظیم فرمایا
وہ فخر زمرۂ کل انبیا ہوئے پیدا

شب ولادتِ والا کی جنکی ہے یہ خوشی
وہ پیشوائے تمام اولیا ہوئے پیدا

کرو قیام معلّی کہ ہے دم تعظیم
ہمارے مالک دیں پیشوا ہوئے پیدا

شب میلاد کے اوصاف اور حالات کیا کہنا
عجب ہے اے معلّی یہ سہانی رات کیا کہنا

عبادت اور طاعت میں ادائے شکر خالق میں
بسر ہوتے تھے حضرت کے جو کچھ اوقات کیا کہنا

ہوئے انگلی کے اشارے سے قمر دو ٹکڑے ہو جانا
وہ حالِ معجزات و خرقِ عادات کیا کہنا

ورم پائے مبارک پر قیام لیل سے آنا
عبادت میں بسر ہوتے تھے جو دن رات کیا کہنا

تن تنہا چلانا سکۂ دیں سارے عالم میں
شجاعت کی صفت اور حالت غزوات کیا کہنا

کلام ما رمیت اذ رمیت پڑھ کے قرآں میں
وہ تھا دستِ مبارک یا خدا کا ہات کیا کہنا

چھڑانا نارِ دوزخ سے بچانا رنج و آفت سے
جو ہونگے حشر میں حضرت کے احسانات کیا کہنا

بجھانا نارِ فارس کو سکھانا نہر ساوا کو
شب مولد میں جو ظاہر ہوئے آیات کیا کہنا

جو امت کو طفیل شاہِ دیں فضل و کرامت کے
جنابِ حق تعالیٰ سے ملے سوغات کیا کہنا

تن بے سایہ کا ہونا نکلنا جسم سے ٹپکہ
تھی وہ بے مثل حضرت کی مقدس ذات کیا کہنا

دکھا کر حجتِ بے مثلیِ قرآں زمانے میں
وہ سچا دین کا ہونا کیا اثبات کیا کہنا

شبِ معراج میں عرش بریں پر جا کے خلوت میں
جو تھے راز و نیاز اُن کے خدا کے ساتھ کیا کہنا

جزائے خیر دے تمکو معلّی حضرتِ باری
قصیدہ خوب یہ لکھا تمھاری بات کیا کہنا

ہوں جب سے محوِ جلوۂ رخسارِ مصطفےٰ
ہے داغِ دل مرا گلِ گلزارِ مصطفےٰ

ظاہر ہو کیسے معنی اسرارِ مصطفےٰ
یارِ خدا ہیں وہ ہے خدا یارِ مصطفےٰ

آنکھیں ہی ہیں نہ طالبِ دیدارِ مصطفےٰ
دل بھی ہے جان و دل سے طلبگارِ مصطفےٰ

عرشِ بریں پہ اُن کو بلایا بہ اشتیاق
ہو کر خدا بھی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ

مضمونِ مَنْ رَاٰنِیْ رَاَ الْحَقَّ دلیل ہے
دیدارِ حق تعالیٰ ہے دیدارِ مصطفےٰ

ہرگز کبھی نہ خواہش ظلِّ ہُما کروں
مجھ کو ملے جو سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

مائل ہوں سوئے دیر و حرم شیخ و برہمن
ہوں جان و دل سے میں تو پرستارِ مصطفےٰ

ناطق ہے اُن کے وصف میں جملہ کلامِ حق
کیا وصف لکھ سکوں میں سزاوارِ مصطفےٰ

حور و ملائکہ جو ہیں مصروفِ اہتمام
اللہ ری شان و شوکتِ دربارِ مصطفےٰ

ہرگز پھرا نہ سُرمۂ مازاغ پہن کر
دیدارِ حق سے دیدۂ بیدارِ مصطفےٰ

ہے سجدہ گاہ جن و ملک قدسی و بشر
محراب طاقِ ابروئے خمدارِ مصطفےٰ

واللہ اُس کو حق کی تجلّی ہوئی نصیب
دیکھا ہے جس نے روئے پُرانوارِ مصطفےٰ

حضرت کا کیا سمجھتے کوئی رتبۂ بلند
عرشِ بریں ہے پایۂ دیوارِ مصطفےٰ

لوٹ آئے جاکے عرشِ بریں پر اک آن میں
اللہ ری شانِ سرعتِ رفتارِ مصطفےٰ

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِلَّا دلیل ہے
ناطق تھی وحیِ حق سے ہی گفتارِ مصطفےٰ

کیونکر نہ ان کو سجدہ کریں سب شجر حجر
شانِ خدا ہے روئے طرحدارِ مصطفےٰ

فضلِ خدائے پاک سے کیا خوش نصیب تھے
اصحاب سب مہاجر و انصارِ مصطفےٰ

محشر کے دن کا خوف معلّیٰ نہیں مجھے

ہوں دل سے میں غلامِ وفادارِ مصطفےٰ

آنکھوں میں جو ہے روضۂ پرنور کا نقشا
موسیٰ کی نظر میں ہی جما طور کا نقشا

پھر جاؤں مدینے سے اگر خلد کیجانب
بگڑے نہ کہیں اِس دلِ رنجور کا نقشا

اِس رہ سے کہیں سُوئے مدینہ نہ چلے جائے
جو دل میں جما ہے مرے ناسور کا نقشا

ہے دیدۂ مخمورِ نبی کا جو تصور
بگڑا ہے مرے زخم کے انگور کا نقشا

سکۂ ابد الدہر شہِ دیں کا ہے جاری
ہے اب وہ کہاں شاہیِ فغفور کا نقشا

ہر کوہ مدینہ کی تجلّی سے عیاں ہے
آنکھوں میں ہماری جبلِ طور کا نقشا

حق کہتے جو حضرت کی شریعت کے مطابق
ہرگز نہ بگڑتا کبھی منصور کا نقشا

فرقت میں سرِ زلف شۂ دیں کے معلّیٰ
ہر صبح ہے گویا شبِ دیجور کا نقشا

جوانی جو غفلت میں کھویا کیا
اسی غم میں دن رات رویا کیا

جو میں خواب غفلت میں سویا کیا
غمِ نامرادی میں رویا کیا

دکن میں جو عمر اپنی کھویا کیا
فراق مدینہ میں رویا کیا

ملے کیا اُسے ثمرۂ آخرت
نہالِ بدی جس نے بویا کیا

کلامِ خدا کا ملا اُس کو ذوق
زبان وحی سے جس نے گویا کیا

شفاعت کے پھل سے وہ محروم ہے
جو نخلِ محبت نہ بُویا کیا

جو جاگا یہاں ذکرِ حق میں مدام
لحد میں وہ بے فکر سُویا کیا

نہ پایا معلیٰ نے جز نعت ذوق
بہت سلکِ مضموں پرُو یا کیا

ہے قہر میں بھی لطف تمھارے بھرا ہوا
ویرانے میں ہی گنج یہ مخفی دھرا ہوا

زندہ دلوں سے کیسے ہو دعوائے ہمسری
اعمالِ بد سے اپنا تو دل ہے مرا ہوا

حسرت ہے آبیاریٔ چشمِ پُر آب سے
نخلِ اُمید بھی نہ ہمارا ہرا ہوا

رحمت کی وہ کسوٹی ہے کیا وصف ہو بیاں
کھوٹا بھی اُس پہ آیا تو فوراً کھرا ہوا

بدر الدُجیٰ کی چاند سی صورت جو دیکھ لی
دِل جان سے فدائے شہِ دوسرا ہوا

مرنے کے بعد ساتھ نہ آئے گا منعمو
رہ جائیگا یہ مال دھرے کا دھرا ہوا

عرش بریں پہ طبع معلیٰ کا ہے دماغ
جب سے وہ مدح خوانِ شہِ دوسرا ہوا

لیتا ہوں میں جو نام رسالت پناہ کا
مِلتا ہے کچھ عجیب مزا مجھ کو چاہ کا

کہتے ہیں جسکو روحِ امیں سب ملائکہ
وہ ایک ایلچی ہے تری بارگاہ کا

دِل نے جو کوہ نعتِ شہِ دیں اُٹھالیا
کیا حوصلہ بلند ہے اِس برگِ کاہ کا

تجھکو جلا ہی دیں گے نہ کر دِل جلوں پہ ظلم
ہے کام اے فلک یہ فقط ایک آہ کا

مرنے کے بعد خاک بھی اِس خاکسار کی
کہلائے گی غبار مدینے کی راہ کا

رحمت معلیٰ جس کی زمانے پہ عام ہے
ہوں میں غلام خاص اُسی بادشاہ کا

گردن پہ اولیا کی قدم غوث پاک کا
دکھلا رہا ہے فضل و کرم غوث پاک کا

مامون آفتوں سے رہیں گے وہ حشر میں
دنیا میں بھر رہی ہیں جو دم غوث پاک کا

فرمادیا جو حکم وہ ٹلتا نہیں کبھی
ہے حکم حکم لوح و قلم غوث پاک کا

منہ چومتے ہیں شوق سے آکر ملائکہ
لیتے ہیں نام پاک جو ہم غوث پاک کا

معراج میں سواری حضرت کے ساتھ ساتھ
عرش بریں پہ پہنچا علم غوث پاک کا

حور جناں ملائکہ و اہل چرخ بھی
کرتے ہیں مل کے وصف بہم غوث پاک کا

حسرت کی جا نہیں ہے کہ حق نے ازل سے خاص
رتبہ کیا بلند قسم غوث پاک کا

فضل خدا سے سارے زمانے میں چلگیا
سکہ عرب سے تا بہ عجم غوث پاک کا

اللہ ری شان خاص کہ محشر کے روز بھی
نام انبیا کے ساتھ ہے ضم غوث پاک کا

شان جم اور شوکت کسریٰ کو بھول جائے
دیکھے جو کوئی جاہ و حشم غوث پاک کا

کحل البصر ہے چشم بصیرت کیواسطے
مل جائے گر غبار قدم غوث پاک کا

مرقد سے زندہ ہوکے اٹھیں مثل روز حشر
سن لیں جو نام اہل عدم غوث پاک کا

تنویر دل صفائی باطن کے واسطے
کافی ہے ذکر حق کی قسم غوث پاک کا

کیوں فیض ذات پاک کی پھیلے نہ روشنی
مملو تھا نور حق سے شکم غوث پاک کا

دل سے غلام ادنیٰ معلّٰی ہوں کمترین
پہونچے مجھے بھی فیض اتم غوث پاک کا

یا الٰہی ہم کو دیدار پیمبر ہو نصیب
جلوۂ انوار فیض روئے انور ہو نصیب

تا قیامت ہم پیاسے حب حضرت کے رہیں
فضلِ رب سے شربِ جام حوض کوثر ہو نصیب

صدقِ دل سے ہم غلامانِ شہ لولاک ہیں
کیا عجب ہے جنت الماوٰی ہمیں گر ہو نصیب

چوب سے کمتر نہیں ہیں عشق شاہِ دیں میں ہم
اُستُنِ حنّانہ کی حالت ہمیں گر ہو نصیب

خواہشِ ظلِّ ہما کیونکر ہمارے دل میں آئے
سایۂ دیوار حضرت گر ہمیں ہو نصیب

کیوں نہ سمجھیں اپنی آنکھوں کا اُسے کحل البصر
گر ہمیں خاکسترِ دہلیز دلبر ہو نصیب

کیوں نہ ہم اسکو سمجھ لیں نقش تحصیلِ مراد
گر کہیں سے ہم کو نقشِ پائے سرور ہو نصیب

وہ نظر آجائیں بس آئینۂ دل میں ہمیں
کچھ نہ ہم کو شوکت و شانِ سکندر ہو نصیب

گوہر مقصد سے ہو دامن ہمارا کیوں نہ پُر
ہجرِ حضرت میں جو اشکِ دیدۂ تر ہو نصیب

ہے مسِ جرم و گناہ کے واسطے اکسیر وہ
خاکپائے حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

پھر نہ ہوگی ہم کو سرخ و سبز کی کچھ احتیاج
خادمی حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

مغفرت کے واسطے کافی وسیلہ ہے ہمیں
حبِّ صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو نصیب

دو جہاں میں ہم درِ حضرت کے کہلائیں گدا
چاہنے والوں کو گنج دولت و زر ہو نصیب

اِس تمنا میں **معلّی** ہوں گریباں چاک میں
روز محشر دامنِ آلِ پیمبر ہو نصیب

یہی ہے بندۂ احقر کی التجا یارب
مجھے مدینے کا دیدار پھر دکھا یارب

جو پہنچوں شہر مدینہ میں پھر عجب کیا ہے
ہو تیرا لطف اگر میرا رہنما یارب

دلِ حزیں کی مرے بس یہی تمنا ہے
درِ رسول کا بنکر رہوں گدا یارب

پہنچ کے شہر مدینہ میں دم نکل جائے ۔ ترے حبیب کے روضے پہ ہوں فدا یارب
زیارتِ شہِ لولاک سے مشرف ہوں ۔ قبول ہو مرے دل کی یہی دعا یارب
وہ دیکھ کر رُخِ پر نور دم نکل جائے ۔ نہیں کچھ اور طلب میری اس سوا یارب
نہ دفن ہونے کے قابل ہوں اُس زمیں میں اگر ۔ سگِ مدینہ کی بن جاؤں میں غذا یارب
مریض جرم ہوں لیکن غلامِ حضرت ہوں ۔ یہ بس ہی میرے لئے درد کی دوا یارب
ترے حبیب مکرم کا نام لیوا ہوں ۔ اگرچہ جرم و گنہ میں ہوں مبتلا یارب

گناہگار معلی ہے بخش تو اُس کو
طفیل پنجتن و شاہِ کربلا یارب

خدا کرے کہ مدینے کا پھر سفر ہو نصیب ۔ نظارۂ درِ سلطانِ بحر و بر ہو نصیب
بگرد روضۂ پُر نور صدقے ہو ہو کر ۔ وہ چومنا درِ اقدس کا ہر سحر ہو نصیب
گدائے درگہ سلطانِ دیں میں کہلاؤں ۔ مجھے سوا نہ کوئی اس کے مال و زر ہو نصیب
نہ دیکھوں روضۂ رضوان کی طرف مڑ کر ۔ قیام شہر مدینہ مجھے اگر ہو نصیب
پھروں مدینے کی گلیوں میں مثلِ دیوانہ ۔ قیام ہر گھڑی باب السّلام پر ہو نصیب
ہو میرا دیدۂ دل نور فیض سے روشن ۔ رسول پاک کا دیدار اک نظر ہو نصیب
رسولِ پاک کا بندہ بنا رہوں ہر دم ۔ نہ کوئی عالمِ دنیا کا کرّ و فر ہو نصیب
بقیع پاک کے ہو جاؤں دفن گوشے میں ۔ زمیں مدینے کی بس مجھ کو اسقدر ہو نصیب
نہ دیکھوں میوۂ جنت کو حشر تک مڑ کر ۔ وہاں کا اک جو مجھے نخل پُر ثمر ہو نصیب

زباں پہ میری معلیٰ ہو یا رسول اللہ
جو نکلے دم تو یہی لفظ مختصر ہو نصیب

دیکھے گر ذرہ بھی انوار لقائے محبوب — مہر و مہ اٹھ کے ہوں سو بار فدائے محبوب
کیوں نہ ہر دم میں رہوں محو ثنائے محبوب — نخل ایمان کی ہے بیخ ولائے محبوب
بخدا اس کو میں سمجھوں گا ہے آواز خدا — گر مرے کان میں پہنچیگی صدائے محبوب
کہدو یہ حضرت عیسیٰ سے نہ تکلیف کریں — درد دل کو مرے کافی ہے دوائے محبوب
قربت حق میں ہے اللہ ری شان والا — اولیاؤں کی بھی گردن پہ ہے پائے محبوب
خاص محبوب خدا ذات مبارک جو نبی — کیا زباں میری کرے وصف و ثنائے محبوب
کیا ولی پہنچ سکے رتبہ والا کو کوئی — عرش اعظم پہ پھڑکتا ہے لوائے محبوب
در والا کی گدائی پہ نہ کیوں فخر کروں — بڑھ کے شاہان جہاں سے ہے گدائے محبوب
سوزش گرمی خورشید کا کیا خوف انہیں — روز محشر جو رہیں زیر لوائے محبوب
لطف کیا کیا نہ دکھائے گا بروز محشر — سر میں سودائے نبی دل میں ولائے محبوب

ہو گیا ہے مرا اب عرش معلیٰ پہ دماغ
اے معلیٰ جو مرے دل میں ہے جائے محبوب

عجب برتر ہے عز و شان محبوب — مری جاں کیوں نہ ہو قربان محبوب
عمل تقوی ریاضت بندگی میں — ہے قائم ہر جگہ برہان محبوب
جدا حق سے نہیں ان کو سمجھتے — ولی جو ہیں مراتب دان محبوب

رسائی واں غریبوں کی کہاں ہو — ملائک خاص ہیں دربانِ محبوب
جو کی حضرت کے دیں کی رہنمائی — مسلمانوں پہ ہے احسانِ محبوب
خدائی میں خداوند جہاں کی — ہے جاری سکہ و فرمانِ محبوب
کریں ہرگز نہ پھر پرزے گریباں — ہمیں ہاتھ آئے گر دامانِ محبوب
ہے حکم اُن کا خدا کا حکم لاریب — کہ محوِ ذاتِ حق ہے جانِ محبوب

گناہانِ **معلّی** بخش الٰہی
کہ ادنیٰ ہے وہ مدحت خوانِ محبوب

ہرچند ظاہرا تو رسولِ خدا ہیں آپ — لیکن خبر نہیں ہے کہ باطن میں کیا ہیں آپ
فرما دیا ہے حق نے محمد جو آپ کو — ہم بھی کہیں گے لائقِ حمد و ثنا ہیں آپ
ہے ذاتِ پاک آپ کی بےمثل و بےنظیر — واللہ اسمِ اعظم ذاتِ خدا ہیں آپ
ہم کو نہیں ہے حضرتِ عیسیٰ سے کچھ غرض — ہم عاصیوں کے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

کیا ہو سکے زبانِ **معلّی** سے وصفِ پاک
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا ہیں آپ

جب حشر کے دن گرم ہو بازارِ شفاعت — بھولو نہ مجھے اے شہ مختارِ شفاعت
رتبہ شہِ ابرار کا کھل جائیگا سب پر — جب ہوں گے گنہگار طلبگارِ شفاعت
یارب ہے دعا میری پئے عفو یہ دن رات — مجھ پر بھی کریں رحم وہ سردارِ شفاعت
ناکارہ گنہگار ہوں آلودۂ عصیاں — ہو یاد مری بھی سرِ دربارِ شفاعت

یہ آپ کو ہی حق نے دیا رتبۂ عالی — ہے آپ سوا کون جو لے بارِ شفاعت
کیوں بخشے نہ جائیں گے گنہگار ہزاروں — خود آپ کا خالق ہے خریدارِ شفاعت
ہو جائیگا رتبہ شہِ ابرار کا روشن — دیکھیں گے جو وہ جلوۂ انوارِ شفاعت

محشر میں پئے گرمئ خورشید معلّیٰ
کافی ہے مجھے سایۂ دیوارِ شفاعت

ہے آج جشن مولدِ خیر الوریٰ کی رات — جلوہ فزا ہے جلوۂ نورِ خدا کی رات
ہم صبحِ عید سے اسے افضل کہیں نہ کیوں — روزِ ازل سے آئی ہے بنکر ضیا کی رات
تشبیہ کیسے ہم دیں شبِ طور سے اسے — موسیٰ کی رات تھی وہ یہ ہے مصطفےٰ کی رات
سمجھے شبِ برات و شبِ قدر اس کے ہیں — ہے یہ ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی رات
اس میں جنابِ رحمتِ عالم کا ہے ظہور — سچ پوچھئے تو ہے یہی اک مدعا کی رات
ہے رات کونسی جو کرے اس کی ہمسری — بیشک ہے یہ فضیلتِ بے انتہا کی رات
وردِ درود اس کے سوا اب نہ دل میں ہو — تسبیح خواں ازل ہے صلِّ علیٰ کی رات
مانگیں دعائے خیر اسی میں سب اہلِ خیر — واللہ یہ ہے قبولیتِ ہر دعا کی رات
ہم اُن کے سب غلاموں کا ہو خاتمہ بخیر — یا رب ترے حبیب کی ہوا ابتدا کی رات

بخشے گئے گناہِ معلّیٰ کہ آج ہے
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا کی رات

ہے عالی تر مقامِ حضرتِ غوث — فدا ہے دل بنامِ حضرتِ غوث

قدم گردن پہ لیئے ہر ولی کو — ہے حکم حق کلام حضرت غوث
رہے وہ مست عشق حق ابد تک — جو پی لے ایک جام حضرت غوث
تمامی اُمت شاہِ رُسل پر — ہے جاری فیض عام حضرت غوث
پئے بخشایش اُمت بمحشر — رہے گا اہتمام حضرت غوث
نہ خواہش ہو ہمیں ظل ہما کی — ملے گر ظل بام حضرت غوث
کھڑے رہتے ہیں صف بستہ ملائک — پئے عرض سلام حضرت غوث
کرے کیا کوئی دعویٰ ہمسری کا — مقدر ہے بکام حضرت غوث
ہر اک مرغ چمن زار ولایت — ہے قیدی زیر دام حضرت غوث
ہمارے پیشوا وہ کیوں نہ ٹھہریں — ہیں شاہ دیں امام حضرت غوث

طفیل غوث سے بخش اسکو یارب
معلی ہے غلام حضرت غوث

حلقے میں اولیا کے ہی عالی مقام غوث — سکہ ہے بادشاہی کا جاری بنام غوث
لاکھوں ہی کامیاب ہیں اس دست اولیا — جاری رہے الٰہی یہ فیض دوام غوث
ارشاد جو ہوا قدمی ھذہ کا قول — اللہ کا تھا کلام نہ تھا وہ کلام غوث
معشوق حق ہیں آپ ولی عاشقان حق — ظاہر ہے اس سے فرق علو مقام غوث
تسخیر ملکِ قرب الٰہی کے واسطے — چمکی ہوئی ہے دونوں جہاں میں حسام غوث
حور و ملک بشر سبھی میدان حشر میں — صف بستہ ہیں کھڑے ہوئے بہر سلام غوث

انوارِ حق سے نورِ مجسم ہے ذاتِ پاک
صبحِ تجلیاتِ الٰہی ہے شامِ غوث

جن و بشر ہی تابعِ فرماں نہیں فقط
جاری ملائکہ پہ بھی ہے حکمِ عامِ غوث

بخشش کو میری بس ہے کہیں حشر میں جو لوگ
دیکھو وہ آرہا ہے معلیٰ غلامِ غوث

کیا لکھوں رتبۂ یگانۂ غوث
بابِ جنت ہے آستانۂ غوث

حالِ اجلالِ غوث دکھلاتا
ہوتا گر آج کل زمانۂ غوث

قعرِ دوزخ سے اٹھ سکے نہ کبھی
جس پہ پڑ جائے تازیانۂ غوث

بھول جائیں گے سب خودی اپنی
گر کروں عرض میں فسانۂ غوث

کام کیا ہے سماعِ دنیا سے
گوش زد ہو اگر ترانۂ غوث

کچھ عجب شانِ دستگیری ہے
فیض سے ہے بھرا خزانۂ غوث

وصف کیا ہو بیاں معلیٰ سے
قدرتِ حق ہے کارخانۂ غوث

جہاں میں آمدِ خیر الوریٰ کی دھوم ہے آج
ظہورِ جلوۂ نورِ خدا کی دھوم ہے آج

ضیائے نورِ تجلی سے چرخ ہے روشن
طلوعِ مہرِ سپہرِ ہدیٰ کی دھوم ہے آج

زبانِ حور و ملک پر ہے مرحبا جاری
صدائے نعرۂ صلِّ علیٰ کی دھوم ہے آج

ہے تہنیت کی ادائی کا شور و غل ہر سو
بہم مبارکیٔ انبیا کی دھوم ہے آج

بشارت اور خوشی کے ہیں ہر طرف جلسے
ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی دھوم ہے آج

ہر ایک سو ہی عیاں رحمتِ خدا کا ظہور — تجلیٔ کرمِ کبریا کی دھوم ہے آج
بیانِ وصف زباں سی ہو اس خوشی کا کیا — رسومِ شادیٔ بے انتہا کی دھوم ہے آج
مٹیگا کیوں نہ کدورت کا نام دنیا سے — مسرتِ دلِ اہلِ صفا کی دھوم ہے آج
غمِ تولدِ حضرت سے فوجِ شیطاں میں — الم و زاریٔ رنج و بکا کی دھوم ہے آج
ہو اہلِ کفر و ضلالت کو خلل یاں کیونکر — قدومِ رہبرِ دیں پیشوا کی دھوم ہے آج

ہو کیوں نہ آمدِ مضموں دلِ معلی پر
زبانِ کلک پہ مدح و ثنا کی دھوم ہی آج

دیکھی ہے جو شانِ رخِ زیبائے محمد — جبریلِ امیں کیوں نہوں شیدائے محمد
ہے عرشِ بریں فرشِ تہِ پائے محمد — کیوں فخر سے چومے نہ قدمہائے محمد
ہے آنکھوں میں اور دل میں مرے جائے محمد — سینہ ہی مرا مسکن و ماوائے محمد
پروانہ شمعِ رخِ زیبائے نبی ہوں — کیوں مجکو نہو خواہشِ پروائے محمد
قرآں میں جو آیا ہے بیاں قاب و قوسین — ادنیٰ ہے مقامِ شرف افزائے محمد
حاصل ہو انہیں سرمۂ مازاغ کہاں سے — آنکھیں ہوں مری کیسے شناسائے محمد
ہے گول دہن حلقۂ ہا لام دو زلفیں — اللہ کا الف ہے قدِ بالائے محمد
بن جائے وہ یارب شررِ نارِ جہنم — جس سر میں نہو گرمیٔ سودائے محمد
کیونکر نہ گرفتار رہے قیدِ جہاں میں — جو دل سے نہ ہو والہ و شیدائے محمد

ہے کعبۂ مقصودِ معلی کا مدینہ

اُس کے دل پر شوق میں ہی جائے محمدؐ

منبعِ فضلِ کبریا ہے درود
معدنِ رحمتِ خدا ہے درود

نہیں کوئی درود سے بڑھ کر
مظہرِ فیضِ مصطفےٰؐ ہے درود

کُنتُ کَنزًا کا راز مخفی ہے
مخزنِ لطف و اتقا ہے درود

کیوں نہ ہو یاد رات دن اُس کی
دلِ عاشق کا مدّعا ہے درود

کیوں نہ بڑھ جائے عاقبت میں حیات
طائرِ روح کی غذا ہے درود

اے مریضانِ عشقِ مصطفوی
ہر مرض کے لئے شفا ہے درود

خوف خورشیدِ حشر کا کیا ہو
اپنا محشر میں آسرا ہے درود

فرض جانو درود پڑھنے کو
نورِ ایمان کی بنا ہے درود

فضل میں فخر میں فضیلت میں
سب عبادات سے سوا ہے درود

کیوں کشش ہو نہ دل کی اُس جانب
کاہ میں ہوں تو کہربا ہے درود

ورد اُس کا ہو کیوں نہ دل کو قبول
بہرِ مقبولیٔ دعا ہے درود

نور پھیلا ہے اس کا عالم میں
رونقِ شمع کی ضیا ہے درود

اے معلّیٰ پڑھو دل و جاں سے
باعثِ بخششِ خطا ہے درود

بھیجے خدا نے جتنے پیمبر زمین پر
حضرت ہیں سب کے سیّد و سرور زمین پر

دو دن فلک نے آہ ہزاروں مٹا دئے
تھے بادشہ جو مثلِ سکندر زمین پر

چرخ بریں بھی گنبد خضرا کے سامنے / کرتا سلام روز ہے جھک کر زمین پر
ارشادِ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ سے ہے ثبوت / آئے حضور روپ بدل کر زمین پر
عیسیٰ کے ساتھ رتبۂ حضرت کا تُول ہیں / پلہ گراں تھا رہ گیا ٹِک کر زمین پر
کیونکر ملک نہ آئیں اُتر کر پئے طواف / عرشِ بریں ہے روضۂ انور زمین پر
ظلماتِ کفر دہر میں اندھیر ڈالتی / ہوتی اگر نہ ذاتِ پیمبر زمین پر
خورشید جا کے پردۂ گردوں میں چھپ گیا / دیکھا جو نورِ روضۂ انور زمین پر
کیا وصف شہ کے دانتوں کا اہلِ سخن کریں / کیسے اُتار لائیں وہ اختر زمین پر
بتخانے پائمال تھے بت سارے سرنگوں / جب تک رہا قیامِ پیمبر زمین پر
خوبی میں مثل قامتِ بالائے شاہِ دیں / طوبیٰ فلک پہ ہے نہ صنوبر زمین پر
جب سے ہے سیرِ باغِ مدینہ سے بے نصیب / دیوانہ وار پھرتی ہے صرصر زمین پر
ہے شوق اُنہیں کہ پہلوئے حضرت میں ہوں دفن / عیسیٰ پھر آئیں کیوں نہ اُتر کر زمین پر
شوقِ حصولِ سایۂ دیوارِ شاہ میں / عاشق لگائے بیٹھے ہیں بستر زمین پر
کیا شان کبریائی کی تیری ہے اے خدا / دعویٰ کریں خدائی کا پتھر زمین پر

یارب قبول ہو یہ معلّی کی التجا
مدفن مرا مدینے کی ہو سرزمین پر

رنج فرقت سے دلِ زار کو مغموم نہ کر / اپنے دیدار سے جاناں مجھے محروم نہ کر
بارِ عصیاں سے گراں خاطرِ مغموم نہ کر / پیشِ حق مجھ کو سبک اے مرے مخدوم نہ کر

میرے آقا مرے حضرت ابھی آرام میں ہیں
جل کے ہنگامۂ محشر سے کہو دھوم نہ کر

ہیچ ہے زندگیٔ عمر در روزہ پہ غرور
اعتبار اثرِ ہستیٔ مو ہوم نہ کر

چھوڑ کر ظلم و ستم کر مرے احوال پہ رحم
مجھ کو بھی داخلِ جمعِ صفِ مظلوم نہ کر

درِ حضرت کی گدائی مجھے کافی ہے دلا
آرزوئے شہیٔ سلطنتِ روم نہ کر

بے نشانی کے سوا اُس کا نشاں ملتا نہیں
یہ ملا ہے جو پتہ دل سے تو معدوم نہ کر

عشق میں رنج و الم کو نہ سمجھ رنج و الم
مائل اِس پر تو کبھی خاطرِ مغموم نہ کر

تا دمِ زیست معلیٰ نہ کبھی بھول اسے
نعت گوئی کے سوا نثر کو منظوم نہ کر

عرشِ اعظم سے ہے ملحق تر مکانِ دستگیر
کوئی کیا جانے معلیٰ عز و شانِ دستگیر

رات دن رہتی ہے میرے دل میں بس خواہش یہی
سر ہو میرا اور سنگِ آستانِ دستگیر

گردنوں پر اولیا کی کیوں نہو اُن کا قدم
سب ہیں عاشق اور معشوقی ہے شانِ دستگیر

رتبۂ محبوب سبحانی جو عالی ہے مقام
کیا کسی پر کھل سکے رازِ نہانِ دستگیر

دستگیری جس کی کی حضرت نے وہ کامل بنا
کر لیا ہے ہم نے دائم امتحانِ دستگیر

ہو پہنچتا ہے بر نشانِ عرش پر تیرِ دعا
کس قدر پر زور ہے تابِ کمانِ دستگیر

کچھ نہ اُن کو گرمیٔ خورشیدِ محشر کا ہے خوف
جو رہیں گے زیرِ ظلِ سائبانِ دستگیر

رد نمائی کے طریقے گوشِ دل سے وعظ میں
خضر بھی سنتے ہیں آکر خوش بیانِ دستگیر

روزِ محشر غیر حسرت میں رہیں گے دیکھ کر
جب کشادہ ہو گا ہر خادم پہ خوانِ دستگیر

گرچہ ظاہر وہ خدا کے خاص بندے ہیں مگر	کوئی کیا جانے جو باطن میں ہے شانِ دستگیر

حشر میں کر عفو یا رب اُس کے سب جرم و گناہ
ہے معلی کمتریں اک مدح خوانِ دستگیر

کچھ پتہ چلتا نہیں دل کا جگر کے آس پاس	دیکھو ہوگا روضۂ خیر البشر کے آس پاس
دولتِ دیدارِ جاناں جلد ہو یا رب نصیب	کب تلک پھرتا رہوں دیوار و در کے آس پاس
اُڑ سکے اوجِ رسالت تک کہاں مرغِ خیال	گر پرِ جبریل بھی ہو بال و پر کے آس پاس
اُس لبِ شیریں پہ ایسی ہیں فدا جانیں ہزار	چیونٹیاں جیسے لپٹی ہیں شکر کے آس پاس
جب اسی دلبر سے جن و بشر ہیں فیضیاب	کیوں نہ میں بیٹھا رہوں اُس سنگِ در کے آس پاس
غیرتِ خلدِ بریں رشکِ گلستانِ ارم	ہے وہ جالی روضۂ خیر البشر کے آس پاس
کیوں نہ سمجھوں روضۂ رضواں سے بھی بڑھ کر اُسے	جا بنے میں ملے گر اُن کے در کے آس پاس
خواہشِ دیدار میں روتا ہوں جب سے رات دن	پڑ گئے ہیں حلقے میری چشمِ تر کے آس پاس
گرد حضرت کے صحابہ کا یہ رہتا تھا ہجوم	رہتے ہیں جس طرح سے تارے قمر کے آس پاس
دل ہمارا غیرتِ گلزارِ ابراہیم ہے	پڑ گئے ہیں اس قدر چھالے جگر کے آس پاس

اے معلی دل سے نکلی ہے دعا ہوگی قبول
پھر رہی ہے دیکھنا بابِ اثر کے آس پاس

رکھے دل میں جو حبِّ مصطفےٰ دل	وہی ہے اے معلی کام کا دل
کروں ہر دم نبیؐ پر میں فدا دل	عطا کر ہر گھڑی یا رب نیا دل

نہ اک لحظہ بھی پہلو میں رہا دل
مدینے کی گلی ہے اور مرا دل

محیطِ عشق میں ہے آشنا دل
غریقِ بحرِ رحمت ہے مرا دل

کروں کیونکر نہ اپنے دل کی تعظیم
کہ شاہِ دیں کی ہے دولت سرا دل

بنے کیونکر نہ رشکِ عرشِ اعظم
کہ ہے منزل گہِ عرشِ خدا دل

صبا کہدے حبیبِ کبریا سے
تمھارا ڈھونڈتا ہے آسرا دل

ترحم یا نبیؐ اللہ ترحم
ہے مضطر آپ کے غم سے مرا دل

نبیؐ کے ہے جو ظلِ عاطفت میں
معلّیٰ عرشِ اعظم ہے مرا دل

جہاں میں ہے شبِ میلادِ مصطفےٰ کی دھوم
ہے آمد آمدِ سلطانِ انبیا کی دھوم

مچی جہان میں ہے کس عز و شان سے آنکی
خدائی جس نے کی اُس بندۂ خدا کی دھوم

عجب نہیں ہے جو ہو سردہ آتشِ فارس
فروغِ باغِ خلیلی کے ہے ضیا کی دھوم

خوشی سے پھولوں سماتی نہیں شبِ میلاد
ہے آمد آمدِ واللیل والضحےٰ کی دھوم

محلِ کسروی کیونکر نہ خوف سے گر جائے
خدا کے گھر میں ہے اسلام کی ضیا کی دھوم

جہاں سے ظلمتِ کفر و نفاق کیوں نہ مٹے
ہے پھیلی جلوۂ انوارِ کبریا کی دھوم

جو کرتے ہیں ادا آج شادیِ میلاد
بیاں میں آتی نہیں ارض و سما کی دھوم

سمائے کیسے بھلا مومنوں کے دل میں خوشی
ہے مولدِ شہِ مقبولِ کبریا کی دھوم

لوں میں ہے جو روزِ الست کی ہے خوشی
مچا رہی ہے وہ اس شب میں بھی بلا کی دھوم

درود خوانی کا عالم میں ہر طرف جو ہے غل
ہے خوشنما یہ عجب خلقتِ خدا کی دھوم

جو نغمہ خوانیٔ صلِّ علیٰ میں ہیں مشغول
لبھاتی دل کو ہے حوروں کی بھی صدا کی دھوم

ظہورِ مظہرِ نورِ الٰہ کے باعث سے
سرورِ شادی سے ہر سو ہے اصفیا کی دھوم

ادائے تہنیتِ جشن کے لئے ہر جا
نزولِ فوجِ ملک سے ہے انتہا کی دھوم

جو شور و غل ہے مبارک کا دہر میں ہر سو
شمارِ عقل سے خارج ہے جا بجا کی دھوم

خوشی دلوں پہ جو حضرت کی ہے ولادت کی
کہیں ہے ذکر کا غل اور کہیں ثنا کی دھوم

ہیں لکھ رہا ہوں معلّیٰ جو نعتیہ اشعار
ہے دل پہ میرے مضامین باصفا کی دھوم

وصفِ رسولِ پاک کریں کس زباں سے ہم
لائیں زبانِ حضرت باری کہاں سے ہم

ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم
سرکائیں گے نہ سر بھی اس آستاں سے ہم

تشبیہ کیا بیانِ دُرِ دنداں کی ہو سکے
تارے اُتار لائیں بھی گر آسماں سے ہم

بے مثل ذات اُن کی ہے کیونکر ملے پتا
کس طرح ڈھونڈ لائیں مکاں لامکاں سے ہم

میدانِ نعتِ شہ میں اُڑاتے ہیں مرغِ فکر
بڑھ جائیں کیوں نہ طائرِ عرش آشیاں سے ہم

حامی ہمارے ہیں جو وہ آقائے نامدار
کیونکر فدا نہ اُن پہ رہیں لاکھ جاں سے ہم

عشقِ نبی ہمارے لئے زادِ راہ ہے
جب دارِ آخرت کو چلیں گے یہاں سے ہم

پہنچا دے یا الٰہی مدینے کو جلد تر
اُکتا گئے سکونتِ ہندوستاں سے ہم

تازہ ہے داغِ دل کا چمن عشقِ شاہ میں
رکھتے غرض نہیں ہیں بہار و خزاں سے ہم

اپنے [illegible] عود کا پتلا ہیں کیا پتا
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ آئے کہاں سے ہم

اے جذبۂ عشقِ یار ہمیں تو ہی کھینچ لے
کیا زور کر سکیں گے دلِ ناتواں سے ہم

دامن بارگاہِ سرِ انبیاء نہ چھوڑ
کہتے ہیں بار بار دلِ ناتواں سے ہم

ہر خواستگار گوشۂ دامانِ مصطفیٰ
رکھتے نہیں ہیں کام کچھ اہلِ جہاں سے ہم

بعدِ فنا بھی خلد میں کہتی ہے میری روح
سیدھے مدینے جائیں گے اُڑ کر یہاں سے ہم

فرشِ زمیں پہ ہم ہیں وہ مسند نشینِ عرش
پہنچیں قریب اُن کے معلیٰ کہاں سے ہم

سوزِ الم سے دل کو کہاں تک جلائیں ہم
کب تک غمِ فراق کے صدمے اٹھائیں ہم

بہرِ حصولِ روشنیٔ چشمِ باطنی
آنکھوں میں خاکِ راہ وہاں کی لگائیں ہم

صدقے ہوں گردِ روضۂ اقدس کے بار بار
اپنا مطاف گنبدِ خضرا بنائیں ہم

رفعِ کدورتِ دلِ ناشاد کے لئے
خاشاکِ راہ آنکھوں سے اپنی اٹھائیں ہم

بابُ السلام پر کبھی استادہ با ادب
عرضِ سلام کے لئے سر کو جھکائیں ہم

پھر ادائے سجدۂ شکرانہ حضور
فرش الحجر کو اپنا مصلّا بنائیں ہم

مستانہ وار زیست معلیٰ بسر کریں
جائے قیام دشتِ مدینہ بنائیں ہم

نورِ پیمبر یا غوث اعظم
ہے ذاتِ انور یا غوث اعظم

[illegible] زلف و رُو سے نادم
ہے مشکِ اذفر یا غوث اعظم

زمرے میں اقطاب اور اولیا کے
ہو سب سے بہتر یا غوثِ اعظم

خورشیدِ برجِ چرخِ ولایت
ہے روئے انور یا غوثِ اعظم

ظاہر ہیں انساں لیکن بباطن
ہو حق کے مظہر یا غوثِ اعظم

ذرہ تمہارے کوچے کا شاہا
ہے مہرِ خاور یا غوثِ اعظم

پائے مبارک سب اولیا کی
ہے گردنوں پر یا غوثِ اعظم

جز ذاتِ والا ہم کو سہارا
ہے کون سرور یا غوثِ اعظم

روئے منور بے شبہ بیشک
ہے سعدِ اکبر یا غوثِ اعظم

سایہ تمہارا ہم عاصیوں کے
ہو سر کے اوپر یا غوثِ اعظم

تعریفِ دنداں میں شعرِ معلّٰی
ہے سلکِ گوہر یا غوثِ اعظم

شمس حضرت کے مقابل جلوہ گر کچھ بھی نہیں
رخ کے آگے جلوۂ نورِ قمر کچھ بھی نہیں

لب پہ جز ذکرِ شہِ خیر البشر کچھ بھی نہیں
وردِ میرا اس سوا شام و سحر کچھ بھی نہیں

عالم اس آئینہ ہستی میں ہے عکسِ جمال
دیکھنے کو ہے ادھر سب کچھ۔ اُدھر کچھ بھی نہیں

درجۂ جن و ملک اور رتبۂ کل انبیاء
پیش شانِ حضرتِ خیر البشر کچھ بھی نہیں

ذاتِ باری میں عجب ذاتِ مبارک ہے فنا
عکس آئینے میں ظاہر ہے مگر کچھ بھی نہیں

عرش پر جا کر پلٹ آنے سے بڑھ کر آنِ میں
وادیٔ ایمن کا اے موسیٰؑ سفر کچھ بھی نہیں

دیکھتا ہوں میں جدھر نورِ الٰہی کے سوا
میری آنکھوں کو تو آتا ہی نظر کچھ بھی نہیں

وہ دمِ عیسیٰ ید بیضا عصائے موسیٰ — پیشِ شانِ رتبۂ شق القمر کچھ بھی نہیں
کچھ چلا مجکو نہ حضرت کی حقیقت کا پتا — طاقتِ ادراک تجھ میں اے بصر کچھ بھی نہیں
سب ادھر ہے دہر میں اظہارِ اسما و صفات — ذاتِ مطلق کے سوا پیدا اُدھر کچھ بھی نہیں
کیا لب و دندانِ حضرت سے کریں گے ہمسری — اُن کے آگے لعل و یاقوت و گُہر کچھ بھی نہیں
بے ادب کہتے ہیں جو ہم بھی بشر وہ بھی بشر — اُن کو حضرت کی حقیقت کی خبر کچھ بھی نہیں
ہمسری خیر البشر سے کیا کرے کوئی بشر — سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں
بے مدد حضرت کے پہنچوں میں منزل کس طرح — پاس میرے خرچ رہ زادِ سفر کچھ بھی نہیں

شافعِ روزِ جزا ہیں میرے آقائے کریم
روزِ محشر کا **معلیٰ** مجھ کو ڈر کچھ بھی نہیں

عجب رتبے میں عالی شان محی الدین جیلی ہیں — نبی کے نورِ چشم و جان محی الدین جیلی ہیں
رکھے زیرِ قدم اُن کے نہ کیونکر ہر ولی گردن — کہ فخرِ عالمِ امکاں محی الدین جیلی ہیں
نہ کیونکر خاکِ در کو اُن کی ہم خاکِ شفا سمجھیں — ہمارے درد کے درماں محی الدین جیلی ہیں
محبت اور اطاعت اُن کی لازم اہلِ دیں پر ہے — مدارِ دین و ہم ایماں محی الدین جیلی ہیں
ہے فرمانِ حکومت اُن کا جاری سارے عالم پر — اگرچہ ساکنِ جیلاں محی الدین جیلی ہیں
گدا آپکے در کی گدائی ہم کو کافی ہے — نہ کچھ اور اس سوا ارماں محی الدین جیلی ہیں
بچا لیں گے نہ کیوں دوزخ سے وہ اُمت کو نانا کی — دوائے علتِ عصیاں محی الدین جیلی ہیں
ضیائے نور سے اُن کی منور سارا عالم ہے — شرف کے نیرِ تاباں محی الدین جیلی ہیں

دکھائے مُردے زندہ کرکے بھی زورِ مسیحائی — عجب سردارِ عالی شاں محی الدین جیلی ہیں
گروہِ اولیا سب عاشقِ درگاہِ باری ہے — حبیبِ حضرتِ سبحاں محی الدین جیلی ہیں

ہو کیا خوف اے معلّی مجھ کو شورِ روزِ محشر کا
حمایت پر مری ہر آں محی الدین جیلی ہیں

نہ کہا آکے یہ اے جان کسی نے تجھ کو — کہ بلایا ہے مدینے میں نبی نے تجھ کو
ہجر میں رو کہ ہیں دو آنکھیں سفینے تجھ کو — یہی پہنچائیں گے اک روز مدینے تجھ کو
ذکرِ حضرت میں تو مصروف رہے اے جانِ حزیں — رحمتِ حق کے ملے ہیں یہ دفینے تجھ کو
نعتیہ شعر مرے سن کے یہ کہتے ہیں اویس — دیا بخشش کا وثیقہ یہ نبیؐ نے تجھ کو
صدقے ہوتا ہوں جو روضے کے تو کہتے ہیں ملک — یاد ہیں خوب خوشامد کے قرینے تجھ کو
نامِ حضرت پہ ہو صدقے تو اذاں میں دلِ زار — کی عنایت یہ بلالِ حبشیؓ نے تجھ کو
سر نہ سرکا کبھی دہلیزِ شہِ دیں سے ولا — چومنے کیلئے بس ہیں یہی زینے تجھ کو
آرزو ہے کہ کہیں قبر میں بھی مجھ سے ملک — بخشوایا ہے گناہوں سے نبیؐ نے تجھ کو

اے معلّی نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ
کافی ہے وردِ یہی بارہ مہینے تجھ کو

ان آنکھوں کو اللہ نظر آئے مدینہ — ہر لحظہ ہو دل محوِ تماشائے مدینہ
کیا دل میں جما نقشۂ زیبائے مدینہ — ہے خانۂ کعبہ میں تجلّائے مدینہ
سو بار تصدق ہوں میں اس پیاری خلش پر — اُف رے خلشِ خارِ تمنائے مدینہ

بدلے میں سر و جاں کے بھی گر اسکو خریدیں
ارزاں ہی ہمارے لئے سودائے مدینہ

سر اُس کا سر جیب مقدّس سے لگا ہے
ہے غم سے بری دامنِ صحرائے مدینہ

خالص عسل و نخل سے خرمائے چکیدہ
ہے نعمتِ حق یہ منّ و سلوائے مدینہ

کہتے ہیں بصد شوق مرے مردمِ دیدہ
کیا خوب ہو گر آنکھ میں چھپ جائے مدینہ

تا حشر تری بارشِ رحمت سے الٰہی
سرسبز رہے گنبدِ خضرائے مدینہ

حضرت کا بنا جب سے ہے آرام گہِ خاص
کیوں فخر سے اپنے میں نہ اترائے مدینہ

ہیں حور و ملک جس پہ دل و جاں سے تصدق
رشکِ چمنِ خلد ہے صحرائے مدینہ

کونین میں پھیلی ہے ضیا جس کی معلی
کیا غیرتِ خورشید ہے سیمائے مدینہ

خرمے کے درخت اور وہ صحرائے مدینہ
یاد آتا ہے ہر روز مجھے ہائے مدینہ

اللہ رے تاثیرِ تولّائے مدینہ
ہر داغِ جگر ہے گلِ صحرائے مدینہ

دل جب سے بنا والہ و شیدائے مدینہ
کہتا ہے مرا ہر بنِ مو ہائے مدینہ

غلماں ہیں غلامان تو پرستار ہیں حوریں
جنت کا سراپا ہے سراپائے مدینہ

چشمانِ بصیرت سے نگہ کر کے ملائک
رکھ لیتے ہیں آنکھوں پہ قدم ہائے مدینہ

آنکھیں تو ذرا کھول کے دیکھ لے دلِ ناداں
ہے آنکھ کی پتلی میں تماشائے مدینہ

صحرائے مدینہ میں پھرو قیس کے مانند
مل جائے اگر ناقۂ لیلائے مدینہ

بیہوش گریں ہوش میں تا حشر نہ آئیں
دیکھیں کبھی موسیٰ جو تجلائے مدینہ

یہ حاملِ اقدام ہے وہ حاملِ نعلین
کیوں عرش سے رتبے میں نہ بڑھ جائے مدینہ

ہرگز دلِ مخلوق کی کھیتی نہ ہری ہو
گر ابرِ کرم اپنا نہ برسائے مدینہ

کیونکر نہ حسد سے جگرِ ماہ ہو پارہ
خورشید ہی ہر ذرۂ صحرائے مدینہ

تا حشر خمارِ مئے الفت میں رہوں مست
کم ہو نہ یہ کیفیتِ صہبائے مدینہ

ہرگز نہ کرے میوۂ جنت کی وہ خواہش
حاصل ہے جسے لذّتِ خُرمائے مدینہ

ہے سرمۂ چشم بشر و جن و ملائک
خاکِ قدمِ اقدسِ مولائے مدینہ

ہو رشک دلِ عرش بریں کو بھی معلّی
رنگ اپنی حقیقت کا جو دکھلائے مدینہ

آسمان والوں کو شان اپنی دکھانیوالے
اے میاں عرش پہ نعلین سے جانیوالے

بندۂ عاصی کی بھی حشر کے دن یاد رہے
اے گنہگاروں کو اُمت کے بچانیوالے

رحمتِ حضرتِ حق تم پہ ہو نازل ہر آن
مژدۂ عفو غریبوں کو سُنانیوالے

دیکھکر آپ کی وہ شانِ مقامِ محمود
دم بخود رشک سے ہیں سارے زمانیوالے

مجھے تبلاؤ تو ہاں کون جہان میں ایسے
دین کے سکّہ کو دنیا میں چلانیوالے

حشر میں آکے تو دیکھیں مرے آقا کا مقام
ہیں کدھر آج وہ فخر اپنا جتانیوالے

انبیا میں بھی کوئی ایسے تو تبلاؤ ہیں مجھے
شیفتہ اپنا خدائی کو بنانیوالے

کس کو حاصل تھی کرامات میں یہ شانِ رفیع
پارۂ نان میں صدہا کو کھلانیوالے

کون ہے آپ سوا کہدے یہ حضرت سے کوئی

سندِ عفو معلّٰی کو دلانیوالے

جائیں جنت کی طرف زہد جتانیوالے
ہم گنہگار مدینے کو ہیں جانیوالے

عشق حضرت میں ہمارے شررِ سوزِ جگر
ہیں دلِ طور کی ہستی کو جلانیوالے

کر مدد اے شہِ اورنگِ مقامِ محمود
بے ٹھکانا ہوئے جاتے ہیں ٹھکانیوالے

قافلے ملکِ عدم کو جو چلے ہیں صد ہا
ہیں مدینے کی طرف بھی کوئی جانیوالے

بس ہمارے لئے ہے سایۂ دیوارِ نبیؐ
ہم نہیں بالِ ہما میں کبھی آنیوالے

سرمۂ خاکِ قدم کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق
او سرِ عرش پہ نعلین سے جانیوالے

طرۂ گیسوئے محمد ارشہِ ختمِ رسل
دل کو ہیں دامِ محبت میں پھنسانیوالے

گلِ گلزارِ رسولِ عربی ہیں جلیل
نارِ نمرود کو ہیں باغ بنانیوالے

بات بگڑی ہی معلّٰی کی بنالے تو ہی
وقتِ آخر میں او بگڑی کے بنانیوالے

یہ نہ سمجھو کہ نبیؐ ملنے سے کیا ملتا ہے
سجدا ان کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے

لیتے ہی نامِ مبارک جو بہم ملتے ہیں لب
نعمتِ خلد سے بھی بڑھکے مزا ملتا ہے

خواہشِ ظلِ ہما دل سے نکل جاتی ہے
درِ حضرت کا جسے سایہ ذرا ملتا ہے

شبِ معراج میں یہ کہتی ہیں حوریں باہم
اپنے محبوب سے اب دیکھو خدا ملتا ہے

جستجو کر کوئے نبیؐ جاتے ہیں کیوں خلق کو لوگ
نہیں معلوم انہیں اس جائے میں کیا ملتا ہے

یاالٰہی بڑھے ہر دم مرضِ عشقِ نبیؐ
مجھے اس دردِ دو میں بھی لطفِ شفا ملتا ہے

ہوتی ہے موئے مبارک کی زیارت جو نصیب
خواب میں حضرتِ موسیٰ کو عصا ملتا ہے

ہر دم آتی ہے جو دل میں رخِ پرنور کی یاد
لطف اسمیں مجھے ہر روز نیا ملتا ہے

خاک اُس پائے مقدّس کی کہاں ہم کو نصیب
جتنا تقدیر کا اپنی ہے لکھا ملتا ہے

اُس مہِ برجِ شرف سے ہمیں ملنا ہو نصیب
جیسے خورشیدِ منوّر سے سُہا ملتا ہے

نامِ حضرت کے وسیلے سے ہی ہوتی ہے قبول
جب ہمیں موقعِ اظہارِ دعا ملتا ہے

دل سے آنکھوں کو لگائیں ملک و جن و بشر
کب کسی کو ترا نقشِ کفِ پا ملتا ہے

حشر کی گرمی میں اے ظلِّ عطوفت والے
آسرا کس کو ترے در کے سوا ملتا ہے

غزلِ نعتیہ کی ہے جو یہ دربار میں پیش
آج دیکھیں ہمیں انعام میں کیا ملتا ہے

نعتیہ سُن کے یہ اشعار کہیں حشر میں لوگ
اب معلّیٰ کو بھی بخشش کا صلا ملتا ہے

سر کے بل جلدی سے چل سوچ میں بیٹھا کیا ہے
دیر چلنے میں مدینے کے معلّیٰ کیا ہے

سونپ دے کام سب اپنے تو خدا کے اوپر
کارِ دنیا تری تدبیر سے ہوتا کیا ہے

آ نہیں سکتا ہوں میں آپ کی جب تک نہ کشش
دیر بندے کی طلب میں مرے مولا کیا ہے

اجل آنے کو ہے اور پاس نہیں زادِ سفر
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

چلکے دہلیز پہ آقا کی پہنچ جا جلدی
عمرِ دو روزہ کا دنیا میں بھروسا کیا ہے

بہرِ مدفن ملے تھوڑی سی مدینے کی زمیں
اس سوا اور مرے دل کی تمنا کیا ہے

قبر سے اٹھوں تو ہنگامۂ محشر سے کہوں
حضرت آرام میں ہیں شور یہ غوغا کیا ہے

منکرِ قولِ شفاعت سے ہے جی میں پوچھوں
معنیٔ آیت یُعْطِیكَ فَتَرْضیٰ کیا ہے

سب کے اخلاق سے افضل ہو نہ کیوں خُلقِ نبی
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ سے اشارا کیا ہے

فتحِ مقصد کے لئے ذاتِ مبارک ہے کلید
آیتِ اِنَّا فَتَحْنَا کا معمّا کیا ہے

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کا ارشاد ہے خاص
آپ کو حق کہیں گر لوگ تو بیجا کیا ہے

عرض کردونگا ہوا میں جو غلاموں میں شریک
اب کسی چیز کی شاہا مجھے پروا کیا ہے

دے کے نعلین مجھے حشر میں فرمائیں حضور
تیرا مقصودِ دل اب باقی معلّی کیا ہے

رخِ حضرت سے فزوں حسن میں زیبا کیا ہے
سامنے اُس کے مہ و مہر کا جلوا کیا ہے

پیشِ حضرت کسی مخلوق کا رتبہ کیا ہے
سامنے جلوۂ خورشید کے ذرّا کیا ہے

محوِ دیدارِ رسولِ عربی کیوں نہ رہوں
اس سے بڑھکر کوئی عالم میں تماشا کیا ہے

آستاں بوسیٔ حضرت سے جو حاصل ہے شرف
کیا کہوں میرا بلندی پہ نصیبا کیا ہے

میرا مدفن ہو مدینے میں تمنائے دلی
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

سجدۂ نقشِ قدم سے جو مجھے روکتا ہے
تو نے واعظ شہِ لولاک کو سمجھا کیا ہے

میں بھی یوسف کی خریداری میں ہوتا ہوں شریک
نعت گوئی کا مجھے ورنہ سلیقا کیا ہے

دم نکل جائے مدینے کی تمنا میں میرا
مجھے اس شہر سے بڑھکر کوئی پیارا کیا ہے

اے زنانِ مصر تم سے پوچھو
تم نے یوسف کا مرے حسن ابھی دیکھا کیا ہے

ہوگئے آپ جو اے حضرتِ موسیٰ مدہوش
درجۂ طور کہو عرش سے اونچا کیا ہے

رات دن وردِ زباں ہے جو مرے ذکرِ درود　　اس سے بڑھکر کوئی بتلائے وظیفہ کیا ہے
ہوں گنہگار نہیں پاس مرے زادِ عمل　　ذاتِ حضرت کے سوا مجھکو سہارا کیا ہے
داغِ عشقِ شہِ دیں قبر میں دکھلا دونگا　　گر ملک پوچھیں کہ تجھ پاس وثیقا کیا ہے

اے معلی اُٹھو جلدی سے مدینے کو چلو
چھوڑ دو چھوڑ دو دنیا کا بکھیڑا کیا ہے

دل بستۂ گیسوئے رسولِ عربی ہے　　جاں شیفتۂ موئے رسولِ عربی ہے
ارشادِ خدا ہے لعلیٰ خُلقٍ عظیم　　قرآں صفتِ خوئے رسولِ عربی ہے
کہدے یہ کوئی حضرتِ زاہد سے ہمارا　　سر سجدہ میں دل سوئے رسولِ عربی ہے
پوچھے جو کوئی کعبۂ مقصود ہمارا　　طاقِ خمِ ابروئے رسولِ عربی ہے
منظور جنھیں ہے وہ ابھی دیکھ لیں جاکر　　فردوسِ بریں کوئے رسولِ عربی ہے
رشکِ سہی و غیرتِ سروِ چمنِ خلد　　زیبا قدِ دلجوئے رسولِ عربی ہے
ہو جائیں نہ کیوں نافۂ آہو کے جگر شق　　عنبر سے سوا بوئے رسولِ عربی ہے
انوارِ تجلائے خداوند جہاں سے　　روشن رُخِ نیکوئے رسولِ عربی ہے
جس نور کے پرتو سے ہے سب دہر منوّر　　پر نور عجب روئے رسولِ عربی ہے
دیدارِ الٰہی سے نہ اک ذرّہ بھی چھپکی　　کیا نرگسِ جادوئے رسولِ عربی ہے
نظارۂ دیدارِ خدائی کیلئے صاف　　آئینہ بناروئے رسولِ عربی ہے
مخلوق میں یہ کس کو ہوا رتبہ میسر　　اللہ رضا جوئے رسولِ عربی ہے

رحمت سے تو بخش اپنی معلّیٰ کو الٰہی
اک ادنیٰ ثنا گوئے رسولِ عربی ہے

جب زباں پر مری حضرت کی ثنا آتی ہے / آفریں کی مجھے ہر سُو سے صدا آتی ہے
دوڑ کر شوق سے آنکھوں میں لگا لیتا ہوں / گرد لیکر جو مدینے کی صبا آتی ہے
مشتعل جب ہے سینے میں مرے آتشِ شوق / نفسِ تُند سے بھی گرم ہوا آتی ہے
نام پر اُس شہ والا کے جو پڑھتا ہوں دُرود / حور لب پر مرے ہونیکو فدا آتی ہے
مضطرب ہوتا ہوں جب ہجرِ مدینہ میں کبھی / پنکھا جھلتی ہوئی جنت کی ہوا آتی ہے
اے مسیحا ترے بیمارِ محبت کے لئے / ہاتھ میں لیکے اجل جامِ شفا آتی ہے
یادِ انہارِ مدینہ میں مرے اشکوں سے / ابرِ رحمت کے برسنے کی صدا آتی ہے
دیکھکر کہتے تھے حضرت کو ملک کون ہے یہ / جنکے چہرہ سے نظر شانِ خدا آتی ہے
جوش زن سینے میں ہے بحرِ غمِ عشقِ بتول / بات کرتا ہوں تو رونیکی صدا آتی ہے
آرزو ہے کہ غزل سُن کے یہ فرمائیں حضور / تیرے اشعار میں بھی بوئے وفا آتی ہے

نعتیہ شعر میں پڑھتا ہوں معلّیٰ جس دم
کان میں عرش سے تحسین کی صدا آتی ہے

بندگی جسدم پسند اللہ کو آئی آپ کی / ہو گئی تحتِ حکومت سب خدائی آپ کی
دیکھکر خالق نے شانِ مصطفائی آپ کی / اپنی سب مخلوق پر عزت بڑھائی آپ کی
کیوں نہ ہو شاہا مسلّم رہنمائی آپ کی / راہِ وصلِ حق ہے سب کبھی دکھائی آپ کی

ہے مطیعِ حکمِ عالی خلقتِ عالم تمام
دیکھکر یہ شوکتِ فرماں روائی آپ کی

کی جو راہِ منزلِ مقصود کی دل نے تلاش
دیوڑھی مجکو فرشتوں نے دکھائی آپ کی

ہوکے خوش ارشاد فرمایا علیٔ خُلقِ عظیم
نیک خصلت حق تعالیٰ کو جو بھائی آپ کی

خانۂ دل کو مرے آباد آکر کیجئے
ہوگئی ویران یہ بستی بسائی آپ کی

ہے نگینِ دل پہ کندہ نامِ والائے حضور
الفتِ مُہرِ نبوت کام آئی آپ کی

آفتابِ نورِ والا کیوں نہ ہر ذرہ میں ہو
جلوہ گر ہر شئے میں ہے جلوہ نمائی آپ کی

آپ کا بندہ سمجھکر ہٹ گئے منکر نکیر
کیا حمایت قبر میں ہے کام آئی آپ کی

ہے خداوندِ جہاں قرآں میں اُنکا مدح خواں
کیا پسند آئے مُعلّٰی ژاژخائی آپ کی

حشر سے ہم کو ڈراتے ہیں یہ تقویٰ والے
المدد اے شہِ یُعْطِیْكَ فترضیٰ والے

کر مدد اے شہِ یٰس اِنّا فتحنا والے
ہیچ ہم کو ڈراتے ہیں مسیحا والے

بندے ہم بھی تری درگاہ کے ہیں ادنیٰ سے
بھول جانا نہ کہیں ہم کو اے مولا والے

مغفرت خواہ کھڑے ہیں ترے در پر لاکھوں
اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحیٰ والے

اوج پر عرش کے پہنچا قدمِ پاکِ نبی
رہ گئے نیچے سبھی عالمِ بالا والے

ہے یداللہ سے حاصل یدِ طولا جو تمہیں
کفِ حسرت نہ ملیں کیوں یدِ بیضا والے

آپ نے اُسْتُنِ حَنّانہ کو رتبہ جو دیا
رشک سے سوکھ گئے سدرہ و طوبےٰ والے

قدِ پرنور کا پرتو نہ بنا سایہ بھی
ہیں کدھر آئیں مقابل قدِ رعنا والے

حسن کا تیرے خریدار جو اللہ بنا
دنگ حیرت میں ہیں یوسفؑ زلیخا والے

رخِ روشن کی ضیا سے تو مٹا دی جلدی
ظلمتِ کفر کو اے زلفِ چلیپا والے

اے معلّی دکن ہند سے اب جلد چلو
منتظر بیٹھے ہیں سب یثرب و بطحیٰ والے

اے شہِ ملکِ عرب یثرب و بطحیٰ والے
تیرے محتاج شفاعت ہیں یہ دنیا والے

بخشوا لو ہمیں اے اِنّا فتحنا والے
تہمتیں ہم پہ لگاتے ہیں یہ تقویٰ والے

ہم تو ہیں کعبہ ابرو کے ترے سجدہ گزار
بازی لیجائیں گے کیا ہم سے کلیسا والے

دینِ احمدؐ ہی کا سکہ چلے عالم میں تمام
دیں فروشی نہ کریں تا کہیں دنیا والے

آپ ہی کیجئے سرسبز مری کشتِ امید
اے شہِ ختمِ رسل گنبدِ خضرا والے

الب ناقۂ قصویٰ کے ہیں ہم دل سے غلام
نجد کو جائیں جو ہیں ناقۂ لیلےٰ والے

دیکھ لیں صاحبِ وَاللَّیل کی زلفوں کا جمال
سامنے آئیں ذرا زلفِ چلیپا والے

بادۂ عشقِ نبی سے جو چکھیں یک قطرہ
مست تا حشر رہیں ساغر و مینا والے

دیکھیں آکے جو حسنِ لبِ اعجازِ نبیؐ
زندہ ہو جائیں گے سارے دمِ عیسیٰ والے

مہدیٔ دین کریں جلد آکے ہدایت سب کو
سوئے کعبہ بھی جھکیں مسجدِ اقصیٰ والے

ہے تمنا کہ یہ فرمائیں قیامت میں حضور
بخش دو سب جو ہیں لوگ معلّی والے

تن مدینے میں نہ رہنے کے جو قابل ہووے
روضۂ پاک کے زینے پہ پڑا دل ہووے

دست و پا گر نہیں قابل تو سر آنکھوں سے تو چل
طے مدینے کی کسی طرح سے منزل ہووے

ہو گئی دولتِ دیدار اُسے گویا کہ نصیب
جسکو دیدارِ نبی خواب میں حاصل ہووے

دست بستہ میں کروں عرض سب احوالِ دلی
روضۂ پاک جو آنکھوں کے مقابل ہووے

یاد میں خنجرِ ابروئے شہِ دیں کی مدام
کیوں نہ پہلو میں تڑپتا دلِ بسمل ہووے

قیدئی زلفِ رسولِ عربی کہلاؤں
طوقِ گردن میں ہو پاؤں میں سلاسل ہووے

چشمِ جادو نگہِ شاہِ رسل کا ہوں مریض
مرضِ دل مرا عیسیٰ سے نہ زائل ہووے

یوسفی حسن کو اک عمر کنوئیں جھنکوائے
کبھی وہ ماہ جو یوسف کے مقابل ہووے

ہیں رسولِ عربی جب مرے حامی ہر دم
کیوں نہ آسان معلّی مری مشکل ہووے

تیری ہر حال میں اے میرے خدا چلتی ہے
بات بندوں کی ترے سامنے کیا چلتی ہے

سانس جب نزع میں بایادِ خدا چلتی ہے
فوجِ ابلیس میں نکبت کی ہوا چلتی ہے

اپنے اعمال کا باعث ہے نزولِ آفات
یعنی اعمال کی شامت سے وبا چلتی ہے

اے مسیحائے زماں حالتِ بیمار نہ پوچھ
نہ غذا چلتی ہے اُس سے نہ دوا چلتی ہے

مجھے یاد آتی ہے گلزارِ مدینہ کی بہار
جانبِ غرب سے جب کوئی ہوا چلتی ہے

دم بدم طاقتِ بیمار گھٹی جاتی ہے
نبض بھی چلتی ہے تو دھیمی ذرا چلتی ہے

ہے غضب دیدہ و دانستہ بھی اغماض انکا
ہم وفاداروں پہ کیا تیغِ جفا چلتی ہے

کر دیا جنبشِ ابرو نے معلّی بسمل

عجب انداز سے یہ تیغِ ادا چلتی ہے

پھر مدینے کو الٰہی میرا جانا ہو جائے | مرنے جینے کا وہیں کاش ٹھکانا ہو جائے
خارِ حسرت کا نہ باقی رہے کھٹکا کوئی | تیرِ مژگاں کا دلِ زار نشانا ہو جائے
جائے سر سے نہ کبھی شورشِ سودائے نبی | لیلیٰ زلف کا مجنوں دلِ دانا ہو جائے
محوِ دیدارِ شہِ دین رہیں آنکھیں میری | حور و غلماں کی طرف سارا زمانا ہو جائے
نکلے دیوانہ پھروں مثلِ اویسِ قرنی | میرا مشہور زمانے میں فسانا ہو جائے
نامِ حضرت پہ لٹا دوں میں اُسے اک پل میں | گر میسر مجھے قاروں کا خزانا ہو جائے
کوئی لیجائے بنا کر مجھے مجرم ہی وہاں | اُن سے ملنے کا کسی طرح بہانا ہو جائے

التجا تجھ سے معلی کی یہی ہے اے موت
حشر تک اُس کا مدینہ ہی ٹھکانا ہو جائے

اُسی کا سب ظہورا جا بجا ہے | وہی اک قابلِ حمد و ثنا ہے
وہ حضرت پہ جو دل سے فدا ہے | وہ بندہ خاص منظورِ خدا ہے
جو دل پر غلبۂ خوف و رجا ہے | نہیں معلوم اُنہیں منظور کیا ہے
مچا رکھی ہے اک عالم میں اندھیر | عجب یہ زلف بھی کالی بلا ہے
کلیجے سے لگا کر ہنس کے بولے | کہو کیا اب تمھارا مدّعا ہے
مدینے میں مریں یا ہم دکن میں | نجانے کیا مقدر میں لکھا ہے
کرو اس خانۂ دل کو نہ ویران | تمھاری خاص یہ دولت سرا ہے

کہاں ڈھونڈوں کدھر جاؤں کروں کیا — وہ عنقا کی طرح سے بے پتا ہے
خیال سوز عشق شعلہ رو نے — جلا کر خاک دل کو کر دیا ہے
ہے اس کا غم کہ لیکر بار عصیاں — فقط میں ہوں خدا کا سامنا ہے

جو ہذیاں بک رہی ہو اے معلی
تمہارے بھی جنوں سر پر چڑھا ہے

مدینہ بھی عجب ذی رتبہ و بے مثل بستی ہے — وہاں ہر آن خدائے پاک کی رحمت برستی ہے
نہ فکر مفلسی ہے کچھ نہ خوف تنگدستی ہے — جب ان کے فضل کے بازار میں ہر چیز سستی ہے
ہے کافی رہنما شرع نبی سیدھے چلے آؤ — رہ عشق الٰہی میں بلندی ہے نہ پستی ہے
جو آیا ہے فَقُلنا کُن کا مضمون قرآں میں — بیان حال وصف صنعت چالاک دستی ہے
اس ابرو کے اشارے سب جلالی و جمالی ہیں — یہ تیغ اصفہانی ہر دو جانب خوب کستی ہے
یہاں آتی ہے جسکی دل میں حسرت باغ جنت کی — مدینہ کچھ عجب ہی پرفضا گلزار بستی ہے
یک ابرو کے اشارے سے ہزاروں قتل ہوتے ہیں — عجب شمشیر ہے کہ دم میں لاکھوں پر برستی ہے
سمائے دوسرا کیونکر ہماری چشم حق بیں میں — مے خم خانۂ توحید کی آنکھوں میں مستی ہے
دلیل معنی لولاک سے یہ بات ثابت ہے — کہ ذات پاک حضرت باعث ایجاد ہستی ہے
اگر دیں ابر سے تشبیہ ہم بخشش کو حضرت کی — تو بجلی خندۂ دنداں نما سے ہم پہ ہنستی ہے
بیان فَاتَّبِعُونِی سے یہ حجت مسلم ہے — کہ طاعت احمد مرسل کی عین خدا پرستی ہے
نہ ہو کیوں صحبت صالح سے حاصل نفع طالب کو — معطر ہوتی ہے وہ شئی جو عطر گل میں بستی ہے

وہاں لیجا کے وہ آبِ دمِ شمشیر دیتے ہیں
جہاں جاں عاشقوں کی پانی پانی کو ترستی ہے

علو ہی رتبہ عالی ہمتوں کا خاکساری سے
وہی پلّہ گراں ہوتا ہے جو مائل بہ پستی ہے

وہاں ہم دل جلوں کا اے معلّیٰ خاص مسکن ہے
بجائے ابرِ باراں جس جگہ آتش برستی ہے

طاقت نہ اس زبان میں حمد و ثنا کی ہے
قدرت نہ ذکرِ نعتِ رسولِ خدا کی ہے

دیوار جو محیط یہ ارض و سما کی ہے
کوٹھی مرے حضور کے دولت سرا کی ہے

کیوں طور پر ہی موسیٰ عمراں فقط ہیں غش
یثرب کے ہر جبل میں تجلّی خدا کی ہے

دوڑے ہوئے مدینے کو جائیں مریضِ جرم
تولید اس زمین میں خاکِ شفا کی ہے

ملتا ہے رہنے والوں کو فردوس کا مزا
تاثیر یہ مدینے کی آب و ہوا کی ہے

جرمِ گنہ کی رحمتِ عالم سے شرم ہے
حالت ہمارے دل میں جو خوف و رجا کی ہے

اڑ کر چلا ہے کس کا مدینے کو خطِ شوق
جانِ حزیں ردیف جو پیکِ صبا کی ہے

جس سرزمین کا عرشِ معلّیٰ کو رشک ہے
یہ شان بارگاہِ رسولِ خدا کی ہے

عرشِ بریں پہ جس شہِ دیں کا قیام ہے
اُس شاہِ انبیا کا معلّےٰ غلام ہے

تیغِ نگاہ مستعدِ قتلِ عام ہے
زلف اک طرف بچھائے ہوئے اپنا دام ہے

انبارِ مال زر میں خیالِ عوام ہے
جاں دینا راہِ عشق میں مردوں کا کام ہے

سمجھے جو دل کے لوگ ہیں ہوا اُن سے نفع کیا
دیتا نہیں زباں کو مزا پھل جو خام ہے

خورشیدِ حشر کی ہمیں گرمی سے خوف کیا
سر پر ہمارے سایۂ خیر الانام ہے

مرنے سے پیشتر نہ ہو جس زندگی میں موت
ایسی سلامتی کو ہمارا سلام ہے

اُمید ہے کہ حشر کے دِن جامِ مغفرت
وہ دینگے جنکے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

لعل لب اور گوہر دندانِ یار کا
یاقوت خانہ زاد ہے ہیرا غلام ہے

دینگے وہی جگہ مجھے زیرِ لوائے حمد
محمود جنکا حشر میں اعلے مقام ہے

حرص ایک جان کیلئے کیوں اتنی منعمو
دنیائے دوں میں اپنا دور روزہ قیام ہے

جلد آؤ سر سے چلکے مدینے کو عاصیو
بخشش کا واں کھلا ہوا دربارِ عام ہے

طے ہو یہ راہِ منزلِ مقصود کس طرح
حیرت کا ہر جگہ میں معلی مقام ہے

جو وصل کی صورت شبِ معراج ہی ہے
حضرت کا بھی کیا مرتبہ اللہ غنی ہے

ارشادِ دمِ "لحمک لحمی" سے علیؓ کو
حاصل ہوا زورِ درِ خیبر شکنی ہے

نادیدہ جو حضرت پہ فدا جاں ہی ہماری
جاری یہ فقط فیضِ اُویس قرنی ہے

کیا کوئی بھلا ہو سکے اُس ذات سے ہمسر
مختارِ خدائی کا وہ شاہِ مدنی ہے

مومن کے نہ کیوں دل میں ہو حبِ لولاک
پھیلی جو مشامات میں بوئے یمنی ہے

کیا اُس سے کرے دعوئی آزادگی کوئی
وہ گلشنِ تقدیس کا سرو چمنی ہے

حسن قدِ بے سایہ پہ کیوں دل نہ فدا ہو
عالم سے نئی آپ کی تصویر بنی ہے

حضرت کی بدولت تنِ تاریک جہاں میں
کس حسن سے اسلام کی تنویر چھنی ہے

بے عنبر سارا سے فزوں نکہت گیسو | خوشبو سے خجل نافۂ مشکِ ختنی ہے

بے خوف مدینے کو چلو جلد معلّی
بیجا یہ تمہیں خوفِ غریب الوطنی ہے

آقا جو ہمارا شہِ مکّی مدنی ہے | ہم پر یہ بڑا فضلِ خداوندِ غنی ہے
آنکھوں میں بسی صورتِ ماہِ مدنی ہے | کیا پتلیوں کی شان بھی اللہ غنی ہے
حضرت کو کیا حق نے جو مختارِ شفاعت | اُمت کی سبھی بگڑی ہوئی بات بنی ہے
اے ہادیٔ دیں منزلِ مقصود دکھادو | ابلیس لعیں مستعدِ راہ زنی ہے
کہتے ہیں اشارے سے مرے پنجۂ مژگاں | اِن آنکھوں میں نقشِ قدم پنجتنی ہے
پھیرے جو کوئی منہ قدمِ آلِ نبی سے | مردود ہے وہ قابلِ گردن زدنی ہے
کیوں چشم ملائک نہ ہو اُس نور سے روشن | جسکی حسد عرش پہ تنویر چھنی ہے
صاف اُس کمرِ پاک سے ٹپکے کا نکلنا | کافی یہ دلیل از پئے نازک بدنی ہے
ہے عشق ہی ہیں۔ جو اِن آنکھوں سے نکلتا | خونِ جگری۔ مثلِ عقیقِ یمنی ہے
حضرت ہی مجھے بارِ تعلق سے نکالیں | گردن میں مری طوق یہ ہفتاد منی ہے
برآئے مدینے میں . بنجلد یہ الٰہی | دل میں جو تمنائے غریب الوطنی ہے
قربِ قدمِ پاک ہو دل کو مرے حاصل | ہر چند جدا مثلِ اویسِ قرنی ہے
[illegible] شہِ دیں [illegible] اسکے رہائی | دل میرا اسیرِ غمِ دنیائے دنی ہے
اے میر [illegible] بچا لو | یہ نفسِ شقی مستعدِ راہ زنی ہے

طوبیٰ کو ہے اُس شوخ کے سائے کی تمنا
کرتا ہے مدینے کا سفر رہ کے وطن میں

گلزارِ رسالت کا جو سرو چمنی ہے
دل محوِ خیالاتِ غریب الوطنی ہے

اے شاہ معلی کو گناہوں سے بچا لو
خادم یہ حسینی ہے غلام حسنی ہے

صفت ہوائے مدینہ کی جب بیاں کیجے
سہانا پن وہ مدینے کا کیا بیاں کیجے

درود پڑھئے تو آغازِ داستاں کیجے
جناں کو رکھ کے مقابل میں امتحاں کیجے

حصارِ عرشِ بریں کو شرف ملا جس سے
تصور آپ کہاں تک کریں گے حضرتِ دل

زمیں پہ اُس کی فدا سا تو آسماں کیجے
نظارا اُس کا ذرا چل کے بھی وہاں کیجے

کسی طرح سے پہونچکر در مدینہ پر
حضور زندہ بلالیں مجھے و یا پس مرگ

فدائے روضۂ اقدس جسیم و جاں کیجے
کسی طرح سے مرے دل کو شادماں کیجے

محیط اگرچہ ہے دریائے نعتِ مصطفوی
سوار ناقۂ قصویٰ کی پائے بوسی کا

سفینہ عمر کا اِس بحر میں رواں کیجے
اب انتظار کہاں تک اے سارباں کیجے

جو نعت گوئی سے اے دل گناہ بخشے گئے
اداے شکر علی الرغمِ دشمناں کیجے

کریگا مشکلیں آساں وہی معلی آپ
خدا سے حالتِ مجبوری سب بیاں کیجے

جہاں میں آج شاہِ انبیا کی آمد ہے
ہیں محوِ روشنائی مہر و مہ و انجم گردوں

ہمارے پیشوا اور رہنما کی آمد آمد ہے
ضیائے نورِ حضرتِ مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

شعاعِ پرتوِ مہرِ رسالت سے ہے دل روشن
فیوضِ جلوۂ نورِ خدا کی آمد آمد ہے

بشارت ہے گنہگارانِ امت کو۔ کہ عالم میں
شفیع المذنبیں خیر الورا کی آمد آمد ہے

نہ کیوں قفلِ دلِ عشاق فرحت سے کشادہ ہو
کلید مخزنِ صدق و صفا کی آمد آمد ہے

دلِ مستاں ترو تازہ ہے کیف جامِ وحدت سے
سحابِ رحمتِ رب العلیٰ کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلادِ حضرت کی تجلی سے
دلوں پہ آج فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

اوڑے جشنِ میلادِ مبارک کیلئے ہر جا
گروہِ ساکنِ ارض و سما کی آمد آمد ہے

نہ کیوں پھولے پھلے فرحت سے نخلِ آرزو اپنا
کہ دنیا میں جنابِ مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

نہ کیونکر شکر سے خم گردنِ چرخِ بریں ہووے
زمیں پر پرتوِ ظلِّ خدا کی آمد آمد ہے

درِ مقصود سے کیونکر نہ پُر دامن ہمارا ہو
وہ بحرِ قلزمِ جود و سخا کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلاد کے باعث ہر دل میں
مضامینِ کلامِ باصفا کی آمد آمد ہے

عجب پرنور ہے یہ شب کہ جسکی شادمانی سے
تجلیہائے فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

مٹے کیونکر نہ اس شب میں جہاں سے کفر کی ظلمت
کہ ذاتِ پاکِ احمد مجتبیٰ کی آمد آمد ہے

ادب سے سر جھکا کر سجدۂ شکر اب ادا کیجے
معلیٰ خواجۂ ہر دو سرا کی آمد آمد ہے

نہ نیکی ہے نہ کچھ زادِ سفر ہے
الٰہی تیری رحمت پر نظر ہے

جوانی روز و دن درِ احمد پہ سر ہے
دماغ اپنا معلیٰ عرش پر ہے

اگر دوزخ گنہگاروں کا گھر ہے
بتا اے رحمتِ حق تو کدھر ہے

تمھاری زلف کے سودے میں دن رات / سراسیمہ پریشاں ہر بشر ہے

نہ پوچھو حالتِ بیماریٔ عشق / کبھی تپ ہے کبھی دردِ جگر ہے

نہ ہو حیراں نظر کر دل کے اندر / خدا ہیں آئینہ پیشِ نظر ہے

عجب آئینہ دل ہے مصفّا / کہ عاشق جس پہ خود آئینہ گر ہے

معلائے حزیں جان اور دل سے / غلامِ درگہِ خیر البشر ہے

خوش آئے دل کو نہ کیونکر ہوا مدینے کی / ہے باغِ خلد سے بڑھکر فضا مدینے کی

ثنا کریں جو رسولِؐ خدا مدینے کی / بُرائی کوئی کرے کیا بھلا مدینے کی

بھلا وہ کیسے ہو جنت کی سیر پر مائل / بچی ہے جسکی نظر میں ادا مدینے کی

خدائے پاک کرے وصف جسکا قرآں میں / میں کس زباں سے کروں پھر ثنا مدینے کی

فرشتے آکے جو کرتے ہیں آستاں بوسی / عجیب شان ہے صلِّ علیٰ مدینے کی

پیئے جحیم میں جاکر مدام ماءِ حمیم / خوش آئے جسکو نہ آب و ہوا مدینے کی

خدا کے واسطے اے ساکنانِ کوئے نبیؐ / کبھی ہمارے لئے بھی دُعا مدینے کی

خیال اُسکا عزیزو نکل سکے کیونکر / ہمارے سینے میں دل میں ہے جا مدینے کی

نہ ہو گا دخل عدو حشر تک کبھی اُس پر / رکھے گا حق یونہی حرمت سدا مدینے کی

میں سوئے خُلد بھلا واعظا چلوں کیونکر / بندھی ہے پاؤں میں میرے حنا مدینے کی

کہو طبیب سے ہر مریضِ عشقِ رسولؐ / ذرا سی چاہئے خاکِ شفا مدینے کی

یہی دعا ہے معلّی ہر وقت آخر میں
نصیب موت ہو مجھکو خدا مدینے کی

اے دل ہے فکر کیوں تجھے روزِ حساب کی
اُمت میں ہیں جنابِ رسالت مآب کی

ہے نیند میں جو رہے نبی کا مجھے خیال
یوسف سے چل کے پوچھئے تعبیر خواب کی

ہر دم خیالِ گردشِ چشمِ رسول میں
حالت نہ دل کے پوچھئے کچھ اضطراب کی

کوئے نبی کو چھوڑ کے رہتا ہے ہند میں
مٹی خراب ہے دلِ خانہ خراب کی

میری غشی کا شربتِ دیدار ہے علاج
کہدو طبیب سے نہیں حاجت گلاب کی

قاصد فقط سلام مرا جاکے عرض کر
کچھ خط کی آرزو نہ طلب ہے جواب کی

حق ہے کریم اُس کے نبی بھی کریم ہیں
زاہد کو فکر کیوں ہے ثواب و عذاب کی

کیونکر نہ مو بمو دلِ عالم اسیر ہو
زلفِ نبی ہے کیا کہوں پیچ و تاب کی

بارِ گنہ سے خم ہوں ضعیفی میں یا نبی
حسرت ہی رہ گئی مرے لطفِ شباب کی

یارب غلامیٔ درِ احمد نصیب ہو
جنت کی آرزو ہے نہ خواہش ثواب کی

کحل البصر بناؤں میں آنکھوں کے واسطے
مل جائے پھر جو خاک درِ بوتراب کی

نامِ رسولِ پاک معلّی نہ بھولئے
تسبیح رات دن ہے یہی شیخ و شاب کی

دیکھتے روضۂ پُرنور کو آتے جاتے
بخت خوابیدہ کو غفلت سے جگاتے جاتے

کبھی اس روضۂ اقدس پہ تصدق ہوتے
حالِ دل رو رو کے حضرت کو سناتے جاتے

ملتے سنگِ درِ دلبر پہ جبیں کو اپنی
آتشِ شوق کو ہر لحظہ بجھاتے جاتے

آبِ گریہ سے دلِ سوختہ ٹھنڈا کرتے
سرِ شوریدہ کو سجدے میں گراتے جاتے

دور سے گنبدِ خضرا کا نظارا کرتے
روز و شب حسرتِ دیدار میں آتے جاتے

حرمِ پاک کی جاروب صفائی کے لئے
مژۂ چشمِ معلی کو بناتے جاتے

یاد جب روضۂ اقدس کا جمال آتا ہے
جلوۂ طور کا آنکھوں میں خیال آتا ہے

جب تصور میں رخِ پاک پہ کرتا ہوں نظر
مردمِ دیدہ کو بھی لطفِ وصال آتا ہے

یاد جب سینۂ پُر نور کی آتی ہے مجھے
ہر بنِ مو کو مرے وجد سے حال آتا ہے

عمر فرقت میں مدینے کی کٹی جاتی ہے
بس اسی کا مجھے ہر لحظہ خیال آتا ہے

حسرت و شرم سے ہو جاتا ہوں پانی پانی
یاد جب دل میں مجھے عشقِ بلالؓ آتا ہے

نام لیوا ہوں تمہارا میں فقط اے شہِ دیں
اس سوا کچھ نہ مجھے اور کمال آتا ہے

صرفِ راہِ مدینہ کے نہ قابل ہو اگر
کام کیا خاک ہمارے زر و مال آتا ہے

شوقِ دیدارِ مدینہ میں چلے جاتے ہیں دن
کب معلوم وہاں جانے کا سال آتا ہے

مرحبا کہتا ہے سن سن کے مرے نعتیہ شعر
جب ملک قبر میں از بہر سوال آتا ہے

عشقِ حضرت کا معلی نہیں زائل ہوتا
گرچہ ہر چیز کو دنیا میں زوال آتا ہے

اکسیر سے غرض نہ ہمیں کیمیا ملے
بس ہم کو خاکِ پائے رسولِ خدا ملے

دل میں مرے رہی گی نہ جنت کی آرزو
مجھ کو اگر مدینے میں تھوڑی سی جا ملے

کیوں ہو نہ خواہشات سے عالم کے وہ بری
حق ملگیا اُسے جسے خیر الوریٰ ملے

ہو گا نہ خوف گرمئی خورشیدِ حشر سے
سایہ جسے مدینے کی دیوار کا ملے

سمجھو نگا اُس کو کحلِ بصر طوطیائے چشم
گر خاکِ کوئے خواجۂ ہر دوسرا ملے

رحمت کا حق کی ہے شبِ میلاد میں ظہور
کیونکر قبولیت سے نہ دستِ دعا ملے

ملنا کسی کو ایسا نہ ہرگز ہوا نصیب
جیسے خدا سے حضرتِ خیر الوریٰ ملے

آوارہ وار غم سے گریباں کروں نہ چاک
دامن حضور کا جو بروزِ جزا ملے

حضرت سے جا کے میں بھی خدایا ملوں کبھی
جیسے کسی امیر سے ادنیٰ گدا ملے

شاہِ رسل کے ملنے سے ملتا ہے حبِ خدا
اس کے سوا دلا تجھے پھر اور کیا ملے

اللہ سے یہی ہے معلّی مری دعا
کوئی ملے ملے نہ ملے مصطفےٰ سے ملے

اے میاں فاتحِ ابواب شفاعت والے
سب طفیلی ہیں ترے چلتے ہیں جنت والے

آپ کے معجزِ رخ کا نہ ہوا وصف تمام
لکھتے لکھتے تھکے دنیا کے کتابت والے

معجزہ آپ کا لاثانی ہے قرآنِ مجید
لکھ سکے ایک بھی آیت نہ فصاحت والے

آپ کے بندۂ احسان ہیں سارے مومن
آپ کے فیض سے کہلائے سعادت والے

ہوگئی امت کے گنہگاروں کی بخشش ہمدم
منہ ہی تکتے رہیں سب بندۂ حسرت والے

دم بدم تیغِ قیامت کے ستم سہتے ہیں
کیا تڑپتے ہیں تمھاری شبِ فرقت والے

صدمۂ ہجر میں روتے ہیں معلیٰ دن رات
ایک ہم بھی ہیں مدینے کی محبت والے

ہیں اہلِ دیں تمام اسی پر اڑے ہوئے
رتبے میں بعد حق کے ہیں حضرت بڑے ہوئے

قطرے عرق کے جسمِ براقِ حضور پر
ابریشمِ سیہ پہ تھے موتی جڑے ہوئے

ہر وقت حکمِ رب سے پئے انتظامِ کار
در پر ہیں شاہِ دیں کے ملائک کھڑے ہوئے

شوقِ لقائے خاص میں روضے کے ارد گرد
عشاق محوِ دید ہیں لاکھوں پڑے ہوئے

اعدا کی کیا ہوائے حسد سے اکھڑ سکیں
ہیں جنکے افتخار کے جھنڈے گڑے ہوئے

حضرت کے ساتھ فوج سماوی تھی جوق جوق
گرچہ زمیں سے آپ روانہ چھڑے ہوئے

میں بھی شریک اُن کا معلیٰ رہوں بحشر
اُٹھیں گے جب بقیع کے مُردے گڑے ہوئے

شاہِ دیں کا جو عیاں رازِ نہانی ہو جائے
منکشف دہر میں ہر سرِّ معانی ہو جائے

یاد آجائے جو انگشتِ مبارک کا اثر
ہر نئے ماہ کی تقویم پرانی ہو جائے

پڑے گر پر تو اصحابِ شجاعانِ عرب
ناتواں زال کا دل رستمِ ثانی ہو جائے

دم نکل جائے اگر نامِ شہِ دیں لیکر
تختِ تابوت مرا تختِ کیانی ہو جائے

جانبِ شہرِ مدینہ جو سر آنکھوں سے چلو
صورتِ سطحِ زمیں بحر کا پانی ہو جائے

اُڑ کے پہنچونگا مدینے کو صبا صورتِ برق
اُس شہِ دیں کا جو یک جذبۂ آنی ہو جائے

یادِ اشہارِ مدینہ میں جو روؤں دن رات
ابرِ رحمت مرے ان اشکوں کا پانی ہو جائے

دم نکل جائے مرا خاکِ مدینہ بنکر
مغفرت کیلئے حاصل یہ نشانی ہو جائے

حکم پھر آپکا جلدی سی ہو عیسیٰؑ پہ صدور
تا عیاں پر تو اعجاز بیانی ہو جائے

گر پڑے اسمِ جلالی کا شہ دیں کے اثر
فانی اک آن میں سب عالمِ فانی ہو جائے

جلد دیدارِ مبارک ہمیں دکھلائیں حضور
دور رخساروں سے اب قبر یمانی ہو جائے

یوسفیؑ حسن فدا جن پہ ہو وہ آئیں نظر
تا میسر مجھے پیری میں جوانی ہو جائے

کر دو اب طول کلامی نہ تم اے حضرتِ دل
نعت گوئی نہ کہیں مرثیہ خوانی ہو جائے

ہے معلّی بھی غلاموں میں ہمارے ہی شریک
روزِ حشر اتنا ہی ارشادِ زبانی ہو جائے

نوبت نعت بھی آئی ہے
اے دل اب وقتِ جبیں سائی ہے

دل انہیں زلفوں کا سودائی ہو
اک جہاں جن کا تمنائی ہے

سنگ ریزوں کو پڑھائی تسبیح
فخرِ اعجازِ مسیحائی ہے

مارمیت کا بیاں سنتے ہی
یدِ بیضا دمِ عیسائی ہے

سجدہ گنبدِ خضرا کے لئے
خم سرِ گنبدِ مینائی ہے

فقر پر اپنے نہ کیوں فخر کروں
دولتِ دیں مرے ہاتھ آئی ہے

سانس سینے کی جو ہو تنگ گئی
کیا مدینے کی ہوا آئی ہے

ہو کے مشتاقِ رخِ پاکِ نبیؐ
دیدۂ دل بھی تماشائی ہے

کرتے ہیں مردہ دلوں کو زندہ
آپ پر ختم مسیحائی ہے

حضرتِ حق کو بھی سب عالم میں — آپ کی شکل پسند آئی ہے
دیکھکر سُرمۂ چشمِ ما زاغ — چشمِ خورشید بھی پتھرائی ہے
رشکِ چشمِ شہِ دیں سے بے نور — دیدۂ نرگسِ شہلائی ہے

دلِ معلیٰ نہیں قابو میں مرا
یادِ طیبہ کی مجھے آئی ہے

تیرے جھونکوں میں محبت کی جو بو آتی ہے — اے صبا کونسے گلزار سے تو آتی ہے
کیوں نہ حضرت کی ملاحت پہ ہو عالم شیدا — کب مہ و مہر میں یہ طرز نکو آتی ہے
جب کبھی آتا ہے اُس روضۂ اقدس کا خیال — داغِ دل سے گلِ فردوس کی بو آتی ہے
خاک اُڑا لاکے وہاں کی مری آنکھوں میں کبھی — اے صبا شہرِ مدینہ سے جو تو آتی ہے
کہدے حضرت سے یہ کوئی کہ مری جانِ حزیں — آبِ کوثر کیلئے لیکے سبو آتی ہے
ہر گھڑی حورِ جناں روضۂ اقدس پہ سے — صدقے ہونیکیلئے کرکے وضو آتی ہے
کیوں نہ اُس ذات کا ہو عرشِ معلیٰ پہ دماغ — حضرتِ حق کی ہمیں ہے جسے بو آتی ہے
بہے جاتے ہیں مرے لختِ جگر اشکوں سے — جسطرح گھانس کی پتّی لبِ جو آتی ہے
باغِ دنیا پہ عبث کیوں ہے دلِ زار فدا — کیا تجھے اس میں فنا کی کبھی بو آتی ہے

کوئی کیا رتبۂ حضرت کو معلیٰ سمجھے
نظر ان آنکھوں سے کب شانِ علو آتی ہے

حبِّ دنیا کی کڑی زنجیر توڑا چاہیے — رشتۂ الفت فقط حضرت سے جوڑا چاہیے

نعت گوئی میں جو ہر دم بیڑیاں کھلتیاں نہیں
زور سے اِس قفل کی کونجی مروڑا چاہیے

ہجرِ حضرت میں دلِ مضطر مرا تھمتا نہیں
بہرِ تسکیں شربتِ دیدار تھوڑا چاہیے

ہے رہِ شہرِ مدینہ ہی صراطِ مستقیم
اے دلِ ناداں اس سے منہ کو مُوڑا چاہیے

جی میں ہے وحشت مدینہ جاکے دل کے آبلے
نشترِ خارِ مغیلاں سے ہی پھوڑا چاہیے

تا نہ پھیرے منہ رہِ شہرِ مدینہ سے کبھی
میرے اِس نفسِ شقی پر ایک کوڑا چاہیے

دے بکے غوطے آبِ نہرِ شہرِ یثرب میں ولا
دامنِ تر دامنی اپنا نچوڑا چاہیے

سلسلہ زلفِ نبیؐ کا اے معلّیٰ ہے قوی
ہاتھ سے یہ عروۃ الوثقیٰ نہ چھوڑا چاہیے

فیوضِ مدفنِ سلطانِ دیں سے
اُٹھے ہیں نور کے بُکّے زمیں سے

قیامِ ذاتِ ختم المرسلیں سے
فلک جھک جھک کے ملتا ہے زمیں سے

تمنا ہے مدینے کی زمیں پر
چلیں ہم سر سے آنکھوں سے جبیں سے

دوائے دردِ دل حضرت سے لینے
مسیحا آئیں گے چرخِ بریں سے

مضامینِ نعتیہ دل میں بھرے ہیں
نکلتے گنج ہیں جیسے زمیں سے

قریب اپنی رگِ گردن سے ہے یار
ذرا دیکھو نگاہِ دور بیں سے

مزارِ فیض پر چل کر پڑھیں ختم
ہے عرس اُن کا رجب کی تیرھویں سے

درِ حضرت نہ چھوڑو اے معلّیٰ
صدا آتی ہے یہ عرشِ بریں سے

سر کے بل طیبہ کو جانا چاہیے
جا کے پھر واں سے نہ آنا چاہیے

روضۂ اقدس کی گر ملجائے خاک
سرمہ آنکھوں میں لگانا چاہیے

پیشِ شاہِ دیں بصد عجز و نیاز
حالِ دل اپنا سُنانا چاہیے

سایۂ دیوار میں گر جا ملے
اپنا بستر واں لگانا چاہیے

بہرِ آدابِ سلامِ شاہِ دیں
در پہ ہر دم سر جھکانا چاہیے

غسل کا جالی کے گر ملجائے آب
اُس میں کپڑوں کو بسانا چاہیے

واں کی گلیوں کے خس و خاشاک کو
اپنی آنکھوں سے اُٹھانا چاہیے

بہرِ سجدہ رات دن پیشِ نظر
آستانہ وہ سُہانا چاہیے

اُس گُلِ خوبی کا جلوہ دیکھکر
مثلِ بلبل غُل مچانا چاہیے

رات دِن اُس لعلِ لب کے دھیان میں
خون آنکھوں سے بہانا چاہیے

اے معلّٰی ہے کشش حضرت کی گر
دل کے سب ارمان بر آنا چاہیے

خدا سے ڈر نہ کر شکوے کسی کے
بُرے ہوں یا بھلے سب ہیں اُسی کے

جو بچ نکلیں وہ علّے سے خودی کے
تو ہم کہتے ہیں سر تا پا اُسی کے

کسی کو کر رکھیں دنیا میں اپنا
نہیں تو ہو رہیں ہم خود کسی کے

ہماری جان جائے گی کسی دن
یہی پیشہ اگر ہیں دل لگی کے

محبت میں رسولِ ہاشمی کی
نکل جائیں گے ارماں سب جی کے

وہ لذت آشنائے عشق ہوں میں — مزے دنیا کے سب ہیں مجھ کو پھیکے
تو اُن کا ہو کے جب اُن کا نہیں ہے — کریں کیا مرنے والے تیرے چکھے
لبِ جاں بخش نے مارا ہے ہم کو — مزے کیا پوچھتے ہو زندگی کے
ہوا فرشِ زمیں عرشِ معلےٰ — تصدق جائیں نعلینِ نبیؐ کے
ازل سے یکے جتنے انبیا ہیں — فدائی ہیں رسولِ ہاشمی کے
حیاتِ جاوداں ملتی رہی ہے — ہمیشہ مرنے والوں کو نبیؐ کے
ہماری بس یہی اک آرزو ہے — رہیں دونوں جہاں میں آپ ہی کے

تصور میں ہمیشہ اے معلےٰ
رہیں پھیرے مدینے کی گلی کے

حُبِ محمدی کا جو دل میں خیال ہے — یہ فضلِ ایزدی کرمِ ذوالجلال ہے
ہر چیز جس کے ذکر میں شیریں مقال ہے — اُس کا ادائے وصف زباں کو محال ہے
کیا کوئی دم محبتِ خالص کا بھر سکے — واں دم زدن کی بھی نہ کسی کو مجال ہے
مہ کے جو اک اشارے میں دو ٹکڑے کر دیے — جنبش کا ابروؤں کی ادنیٰ کمال ہے
مدت سے تشنہ لب ترے در پہ ہوں ساقیا — لے وہ مے حرام جو دیں میں حلال ہے
کافی ہے ہم کو خاکِ درِ حضرتِ رسول — ہے دل میں شوق زر نہ تمنائے مال ہے

جس کی تلاش ہم کو معلےٰ تھی مدتوں
موجود اپنے پاس وہ صاحب کمال ہے

خوشی ہو اس لئے باد صبا کے آنے کی — خبر لے آئی ہی خیر الورا کے آنے کی
خوشی ہے کوئے نبی سے صبا کے آنیکی — مریض کو ہے تمنا دوا کے آنے کی
ملائکہ کو ہوا حکم حق کہ عالم میں — خبر سنا دیں حبیب خدا کے آنے کی
ہیں آسمان پہ صف بستہ مہر و ماہ و نجوم — جہاں میں دھوم ہے اُس مہ لقا کے آنے کی
پئے تماشہ نہ کیوں آئیں خُلد سے حوریں — خبر ہے مالک ارض و سما کے آنے کی
جہاں سے ظلمت کفر و نفاق کیوں نہ مٹے — خوشی ہے حضرت خیر الوریٰ کے آنے کی
ترانے پھرتی ہی گلشن میں آج باد ہما — خبر جو لائی ہے اُس دلربا کے آنے کی
سزا کا خوف ہو کیوں عاصیانِ اُمت کو — خوشی ہیں شافع روز جزا کے آنے کی
ازل سے لیکے ابد تک ظہور ہی جسکا — خوشی ہے اُس شہ ہر دوسرا کے آنے کی
لگی ہوئی ہے مدینے کی طائرِ دل کو — جو راہ دیکھ رہا ہی صبا کے آنے کی

دلِ شقی بصد فرطِ شوق پہلو میں
منا رہا ہے خوشی مصطفیٰ کے آنے کی

جہاں میں ہی شب میلاد مصطفیٰ کی خوشی — ہے جشن مولد سلطان انبیا کی خوشی
نہ چھوڑ جلسہ میلاد شاہ دیں کو دلا — کہ اس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی
کہیں ہے بزم سماع اور کہیں ہے مجلس ذکر — عجیب لطف دکھاتی ہی جا بجا کی خوشی
ہے کوئی محو تجلی ہے کوئی نغمہ سرا — کہ دیکھنے کے ہے قابل سب انبیا کی خوشی
نتیجہ اس کا ہمیشہ خوشی دکھائے گی — ہے عاشقوں کے دلوں میں جو انتہا کی خوشی

صبح عید سے بڑھ کر ہے کیوں شب میلاد — ہے آج آمد سردار دوسرا کی خوشی
تھی ذکریا کو خوشی چند روز یحییٰ کی — ولادت شہ دیں ہوگئی سدا کی خوشی
ازل سے ہے شب میلاد مصطفےٰ کا خیال — ہے ابتدا اسی مرے دل میں انتہا کی خوشی

معلیٰ فرط مسرت سے دل اچھلتا ہے
نہ پوچھو ہے مجھے اسوقت کس بلا کی خوشی

جب خیال رخ محبوب خدا آتا ہے — مردم دیدہ کو اک خاص مزا آتا ہے
جانب شہر مدینہ سے جب آتی ہے صبا — ہوش بیمار محبت کو ذرا آتا ہے
عرش پر جا کے جو اک آن میں واپس آئے — کون اس راہ سے حضرت کے سوا آتا ہے
ہوتی ہے شہر مدینہ میں اسی کو صحت — دل میں جو لیکے تمنائے شفا آتا ہے
دیکھکر چرخ پہ حضرت کو یہ عیسیٰ نے کہا — کونسا آج یہ خورشید لقا آتا ہے
دم بدم یاد جو آتی ہے نبی کی صورت — نزع میں ہچکیوں کا دل کو مزا آتا ہے
غیر محدود ہے وصف شہ ذی تبجیل — دل میں ہر لحظہ جو مضمون نیا آتا ہے

چل معلیٰ ہے مدینہ ہی شفا خانۂ دل
جو وہاں جاتا ہے وہ لیکے شفا آتا ہے

[illegible] ہے — ہر کلی محو خود آرائی ہے
ابر رحمت کی گھٹا چھائی ہے — آج میخواروں کی بن آئی ہے
ساقیا مئے مجھے [illegible] — جو شریعت میں حلال آئی ہے

وہ مئے صاف کہ جسکی میں نے — خاص قرآں سے خبر پائی ہے
دے وہ مے جسکو یہ قدرت سے — عاشقوں کیلئے کھچوائی ہے
مئے وہ انجیر جناں سی ہو کھچی — جسکی خالق نے قسم کھائی ہے
جس کے خواہاں تھے جنید و شبلی — ہر ولی اُس کا ہی شیدائی ہے
وہ مئے صاف جسے پینے سے — بھائی منصور کو رسوائی ہے
مئے میخانۂ وحدت جس کا — خُم بنا گنبدِ مینائی ہے
تا ابد اللہ کی مستی کا سرور — جس کی کیفیت بالائی ہے
اُس کا پا کر اثرِ کیفِ خُمار — چشمِ مضطر میری پتھرائی ہے
کیفیت دل کی نہ میرے کم ہو — وہی مے دے جو مجھے بھائی ہے
یعنی دے۔ جامِ مئے حُبِّ نبیؐ — تجھکو خوب اُسکی شناسائی ہے
وہ نبیؐ جس کا نہیں کوئی نظیر — ختم جسکے لئے زیبائی ہے
ساری مخلوق کا سردار ہے وہ — جس کو حاصل شرف آبائی ہے
ان کے قامت کا نہ ہونا سایہ — یہی اک حجتِ یکتائی ہے
نور ہر ذرّہ سے اُس کا ہے عیاں — گرچہ وہ مہر نہ ہرجائی ہے
دیکھ لے اسمیں تجھے گر شک ہو — خلق مِن نوری حدیث آئی ہے

تم مدینے کے ہی دیوانے رہو
اے معلّیٰ یہی دانائی ہے

خدا کی یاد میں باہم چلے چلو تو سہی
نہ بیش ہو تو فقط کم چلے چلو تو سہی

اگرچہ سخت ہے منزل کڑی مگر یارو
قدم اُٹھاؤ بلا غم چلے چلو تو سہی

وہ کہہ رہا ہے بارشاد جَاهِدُوا فِينَا
بنا ہی دیں گے تمہیں ہم چلے چلو تو سہی

اِذَا نَسِيْتَ فَاذْكُر اسی کا ہے ارشاد
جب آئے یاد اُسی دم چلے چلو تو سہی

معلی دیکھو سلامت روی اسی میں ہے
نبیؐ کے دھیان میں ہر دم چلے چلو تو سہی

مری آنکھوں میں دل میں سر میں جا غوث اعظم ہے
مرا سینہ ہے یا دولت سرائے غوث اعظم ہے

ولائے حضرتِ خالق ولائے غوث اعظم ہے
رضا اللہ کی عین رضائے غوث اعظم ہے

کرم ہے عجب شان علائے غوث اعظم ہے
رقابِ اولیا پر نقش پائے غوث اعظم ہے

شمیم نسبت فرقِ نبیؐ سے باغ عالم میں
مہکتی ہر طرف بوئے وفائے غوث اعظم ہے

[illegible] ہر دم نورِ حق چشم بصیرت کو
عجب کحل الجواہر خاک پائے غوث اعظم ہے

وہی دانائے رازِ عالم سرِ الٰہی ہے
دل دیوانہ جسکا مبتلائے غوث اعظم ہے

تجلی ہو کرے خورشید بھی ظلمت [illegible]
وہ روشن پرتو نور ضیائے غوث اعظم ہے

[illegible] عاشق خدا کے اور معشوق آپ ہیں [illegible]
ولی کون اس مراتب کا سوائے غوث اعظم ہے

[illegible] شان محبوب خدا کی [illegible]
زباں کب قابل حمد و ثنائے غوث اعظم ہے

[illegible]
[illegible] مشتاق لقائے غوث اعظم ہے

[illegible] ولایت ہے

مَعلّی گردنوں پر جنکی پائے غوث اعظم ہے

کیا شانِ آستانۂ ذیشانِ غوث ہے — چرخِ بریں بھی زینۂ ایوانِ غوث ہے
خوفِ گنہ سے چاک گریباں ہر کس لئے — دستِ طلب میں گوشۂ دامانِ غوث ہے
دیکھو تم آکے جانبِ بغداد طالبو — مفتوح خوانِ نعمتِ احسانِ غوث ہے
سارے مطیعِ حکم ہیں جن و ملک پری — چرخِ بریں بھی تابعِ فرمانِ غوث ہے
گردوشِ اولیاء پہ قدم ہو تو کیا عجب — بڑھکر ملک سے رتبۂ دربانِ غوث ہے

مقبول وہ معلّی رسولِ خدا کے ہیں
کب میرا وصف لائقِ شایانِ غوث ہے

کیا شور و غل اٹھی یہ کون و مکاں میں ہے — کس کی خوشی کا شہرہ زمین آسمان میں ہے
مصروف اہتمام ہیں ہر سو ملائکہ — چرچا یہ کس نوید کا حورِ جناں میں ہے
آنکھیں کئے ہوئے ہیں ستارے جو فرشِ رہ — کس رشکِ آفتاب کی آمد جہاں میں ہے
ہیں کسکی پیشوائی پہ مامور انبیاء — کس کے ظہورِ نور کا غل قدسیاں میں ہے
مشعل فروزِ دہر بنے ہیں جو مہر و ماہ — یہ ٹھاٹ روشنائی کا کیوں آسماں میں ہے
شہرت ہے کسکے آنکی عالم میں مشتہر — جوشِ خوشی جو آج دلِ انس و جاں میں ہے
کہرام کیوں یہ فوجِ شیاطیں میں ہے مچا — ابلیس آج خاک بسر کیوں جہاں میں ہے
کس کیلئے درود کا ہے وِرد ہر طرف — صلِ علیٰ کا ذکر یہ کیوں ہر زباں میں ہے
نرگس کی ہے کھلی ہوئی کیوں چشمِ انتظار — ہر مرغ پر پھلائے ہوئے آشیاں میں ہے

تعظیم کیلئے ہے کھڑا سرو راست قد
کو کو کا شور قمریوں کے کیوں وہاں میں ہے

سنبل ہے بال کھولے ہوئے کس کے جوگ میں
کس زلفِ عنبریں کا اثر گلستاں میں ہے

حیرت یہ میری دیکھ کے ہاتف نے کی ندا
ناداں ہے کس خیال میں تو کس گماں میں ہے

میلادِ شاہِ ہر دو سرا کا ہے آج دن
شادی کا اُس کی جشن یہ ہر دو جہاں میں ہے

محبوبِ خاص ہے وہ خدائے کریم کا
مطلع یہ نعتیہ بھی اُسی شہ کی شاں میں ہے

مطلع

شاہِ رُسل کا شہرۂ آمد جہاں میں ہے
بے مثل و بے نظیر جو کون و مکاں میں ہے

ظاہر میں گرچہ احمدِ بے میم ہے لقب
کیا جانے کوئی کون سا سرّ نہاں میں ہے

دیتی خبر ہے اور ہی کچھ شانِ مَا رَمَیتَ
ہر چند وہ بصورتِ انساں جہاں میں ہے

مضمون جس کی مدحتِ خُلقِ عظیم کا
آیا کلامِ پاکِ خدائے جہاں میں ہے

اللہ کے حبیب کا کیا وصف کر سکیں
طاقت کہاں ہمارے دلِ ناتواں میں ہے

حضرت کے روئے پاک سے تشبیہ کیسے دیں
خوبی کہاں یہ صورتِ شمسِ جہاں میں ہے

خلاق نے جو اُمتِ حضرت ہمیں کیا
تاب ادائے شکر کہاں اس زباں میں ہے

شانِ خدا کا آئینہ ہے حسنِ احمدی
انساں حجابِ میم کے باعث گماں میں ہے

مانگو جو مانگنا ہو معلّٰی بصد خلوص
اک خاص درد آج دلِ نیم جاں میں ہے

تضمین بر قصیدۂ حضرتِ قدسی علیہ الرحمہ

اسمِ اعظم ہو تم اللہ کے اے خاص نبی — شانِ حمد آپ کے ہے نامِ مبارک میں دبی
گر کہوں مظہرِ حق تم کو نہیں بے ادبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حکم بندوں پہ جو کرنا ہوا حق کو منظور — خود ہوا گویا زباں سے تری اے مظہرِ نور
تا سمجھ لیں کہ نہیں تجھ سے جدا ربِّ غفور — ذاتِ پاکِ تو کہ در ملکِ عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

آپ کے کوچے کا سگ کب ہے سگِ کہف ہم — کہاں حاصل یہ فضیلت مجھے اے شاہِ امم
ہنسی ہے اس کی ندامت مرے دیں ہر دم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوئی تو شد بے ادبی

انا بشر کے بھی ارشاد سے ثابت یہ ہوا — کہ حضور آئے ہیں سب روپ بدل کر اپنا
اس لئے حضرتِ قدسی نے معمے میں کہا — نسبتِ نیست بذاتِ تو بنی آدم را

زانکہ از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

فیض بخشی کے بھرے آپ میں سارے ہیں صفات — سب کو ہے آپ کی ہی ذات سے امیدِ نجات
کیجئے رحم غریبوں پہ بھی اے مظہرِ ذات — ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

کرکے طے مکے سے تا بیت مقدس دشت — فرش سے عرش تلک آن میں کی آپ نے گشت
کیوں نثار آپ پہ حوریں نہ کریں خلد کے طشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

فلک چارمی پر ہی رہے عیسیٰ غمناک — طور تک پہنچکے موسیٰ بھی رہے چھانتے خاک
پر کسی کو نہ ملا نبیوں میں یہ رتبہ پاک — شب معراج عروج تو گزشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

جرم عصیاں کے سبب سے اے شہ مطلبی — ہے اسیر الم و درد معلائے عجمی
کہہ نہیں سکتا ہے کچھ حال غم نیم شبی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پئے درماں طلبی

ساقی نامہ

ساقی دے جام بادۂ عشق محمدی — کم ہو نہ دل سے کیفیت کیف سرمدی
سرشار ہو کے مستی سے سرشار بیخودی — مستانہ طرز دل کی ہو ہر آن جدی جلی

اس نشۂ خمار میں سرمست میں رہوں
زنجیر موج مے کا ہی پابست میں رہوں

وہ مے دے جسکے مست تھے صدیقِؓ ذو وقار
وہ مے تھا جس کا حضرتِ فاروقؓ کو خمار
وہ مے تھے جسکی کیف میں عثمانِؓ نامدار
مخمور جس کے شوق میں تھے شاہِ ذوالفقار

جس سے حسنؓ کو زہر میں حاصل مزا ہوا
اور حضرتِ حسینؓ نے جامِ اجل پیا

وہ مے خمیر جس کا شرابِ طہور ہے
بھٹی کی جس کے آگ کا اک شعلہ طور ہے
دل جسکی گرمجوشی سے موسیٰؑ کا چور ہے
ہر رنگ ہر صفت میں اُسی کا ظہور ہے

وہ مے جو آفتاب کی چھلنی میں ہو چھنی
انگورِ زخمِ شقِ قمر سے وہ ہو بنی

وہ مے ہو پینا جس کا شریعت میں بھی حلال
ہو تیز پیروں کی طریقت میں وہ بھی چال
حاصل ہو اُس سے معرفتِ حسنِ ذوالجلال
کھلجائے جان و دل پہ حقیقت کا ہر کمال

حاصل مدام عالمِ قدسی کی سیر ہو
انجام کار بادہ پرستاں بخیر ہو

ہر قطرہ اُس کا جوش محبت میں ہو بھرا
بانگِ الست قلقلِ مینا کی ہو صدا
دے اس کا نشہ رنج و بلا میں بھی خوش مزا
ساغر ہو اس کا غیرتِ جامِ جہاں نما

دل میرا اُس کے پیتے ہی مستی میں چور ہو
رگ رگ میں جلوہ گر مے حضرت کا نور ہو

بینش نظر ہو ابر کی گھنگھور وہ گھٹا
سایہ فگن جو تھا سرِ حضرت پہ دائما

ہو رجہاں کو نشنگ ہو اسکے خمار کا | وہ دور ہو کہ ٹوٹے نہ پھر اُس کا سلسلا

حاصل ہو کیف مستیٔ عشقِ بلالؓ کی
طرز و روش ادا ہو مری مست چال کی

مجھ میں بھی اُس کے نشہ سے حالت پدید ہو
نزدیک مجھ سے اقرب حبل الورید ہو
حاصل مذاق کیفیت بایزید ہو
ہر شب شب برات ہو ہر روز عید ہو

منصور خم کے خم مجھے بادہ مدام دیں
ہر لحظہ دورِ جام نیا صبح و شام دیں

وہ مے ملے بفیضِ حضرت محبوبِ جیری
چھا جائے اُس کے نشے سے ہر عضو میں تری
پی جاؤں دستِ پیر سے اپنے ذری ذری
بوتل نہ دل کی خالی بغل میں ہو دھری

ہو ہو کا شور میری زباں سے بلند ہو
ہر لحظہ دم بدم مری مستی دوچند ہو

ہو اُس میں ذوقِ خواجۂ اجمیر چشتی ملا
وہ شوقِ دل شکر گنج بابا فرید کا
شامل ہو شوق حضرتِ اوشی کا بھی بھرا
اور جوشِ عشقِ صابرِ مخدوم ہو بھرا

پیارا غلام خاص (معلی) کو جام دے
ساقی مرے خدا تجھے عالی مقام دے

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

مشتہر ہیں جو کراماتِ شہِ جیلانی
اولیاء میں نہیں جنکا کوئی ہمسر ثانی

ہے روایت یہ عیاں شیخ علی ہیتی سے
اپنے مکتوب میں ملفوظ وہ یوں فرمائے

یعنی یک روز وہ محبوب خدائے اکبر
واسطے وعظ کے تھے زیب فزائے منبر

مجلس وعظ میں اک تاجرِ خوش اعتقاد
بیٹھے سنتا تھا بدل وعظ و نصیحت ارشاد

دردِ معدہ نے کیا یک بیک اسکو بیدم
صورتِ نزع تھی وہ درد نہ تھا ہوتے کم

درد سہنے کی نہ تھی تاب اسے کچھ مطلق
مارے بیتابی کے بیخود تھا وہ اور رنگ تھا فق

موت کے آنکو صحت سے فزوں جانتا تھا
ملک الموت کے آنے کو شگوں مانتا تھا

کہتا تھا بار خدایا میں بھی یہ کس رنج میں ہوں
کب تلک درد مصیبت کی مضرت کو سہوں

نہیں معلوم الٰہی کہ ہو کیا میرا حال
ایک دم کیلئے جینا جو ہو اسکو محال

درد پر طرہ مصیبت پہ مصیبت یہ ہوئی
یعنی لاحق اسے حاجت کی ضرورت بھی ہوئی

اس مصیبت پہ زیادہ یہ ہوا اور غضب
باختہ ہوگئے ہوش و حواس اسکے سب

رفع حاجت کیلئے اٹھ کے نہ جا سکتا تھا
حال دل کا نہ کسیکو بھی سنا سکتا تھا

دل میں کہتا تھا الٰہی ہے عجب درد ہے یہ
کب تلک آخر الم و رنج مصیبت سہوں

اسقدر حال ہوا اسکا جو بحید مجبور — اپنی بیتابی کی حالت میں تھا ازبس معذور
الغرض ہو کے وہ لاچار بصد عجز و نیاز — استعانت کا شہِ دیں کی ہوا وہ دمساز
دل میں کہنے لگا یا غوثؓ مدد کی جا ہے — یہ غلام آپکا مہمان کوئی دم کا ہے
رحم گر آپ نہ کیجیے مری بیتابی پر — نکل آئیگی ابھی تن سے یہ جانِ مضطر
آتے ہیں وہ شہِ محبوبِ خدائے عالم — حالِ بیتابی سے واقف ہوئے اسکے یکدم
بس وہیں چھوڑ کے منبر کے وہ زینے پر سے — تاجرِ خستہ کی امداد کو جسدم اُترے
حال اُسوقت کا فرماتے ہیں یوں شیخ علی — رمز پوشیدہ ہے اِس بھید کے واقف تھے وہی
یعنی جسوقت وہ محبوبِ خدائے اکبر — زینہ زینہ جو قدم رکھتے تھے زیرِ منبر
وہیں تاثیرِ کرامت سے برب معبود — ہوئی تصویرِ شہِ پاک کی منبر پہ نمود
وعظ کرتی تھی وہ تصویر بدستور بیان — محفلِ وعظ میں تا ہو نہ خلل کوئی عیان
مجلسِ وعظ میں جو لوگ کہ حاضر تھے وہاں — نہ کسی طرح کا ہمتا کے بیاں پر تھا گماں
یقین اس بات کا تھا سب کو کہ شاہِ والا — وعظ کہتے ہوئے منبر پہ ہیں رونق فزا
اور ادھر تاجرِ مضطر کے قریب جا کے حضور — ہوئے مصروف بدلجوئی حالِ رنجور
آستین اپنی وہیں سر پہ جو اسکے رکھدی — اضطرابی جو تھی تاجر کو وہ سب جاتی رہی
کھولکر آنکھ غشی سے جو وہ دیکھا کیا — اُس پہ کچھ اور ہی حالت ہوئی اُسدم اظہار
یعنی وہ حال تو وہ وعظ کی مجلس وہ نہیں — ہے نگاہوں میں جدھر دیکھو ادھر دشت و زمیں
مرغزار ایک نمودار ہے زیرِ کہسار — نہر اک جاری ہے اور گرد ہیں اُسکے اشجار

آدمی زاد سے جب دشت وہ خالی پایا
بے تکلف وہ جواں پھر سوئے اشجار آیا

رفع حاجت سے جو کی اس نے فراغت حاصل
ہوگیا دل سے وہیں درد و الم سب زائل

پھر لب نہر پہ وہ مرد بعز و تمکیں
آبدست اور وضو سے ہوا فارغ بھی وہیں

لیکن اک جھاڑ پہ تاجر نے بوجہ عجلت
جھیلہ کونجی کا رکھا تھا دم رفع حاجت

کونجیوں کو وہیں اس شاخ شجر پر بھولا
قدرت حق سے کھلا اور ہی کچھ گل اس جا

یعنی اس مرشد عالم شہ دیں پرور نے
آستیں اپنی اٹھائی جو سر تاجر سے

اب جو تاجر نے نظر کی تو نہ تھا وہ صحرا
محفل وعظ وہی اور وہی چرچا تھا

اضطرابی بھی نہ تھی اور نہ تھا درد شکم
تھی بحال اسکی طبیعت نہ تھا کچھ رنج و الم

دیکھکر حال وہ یہ اپنا بہت تھا شاداں
چاہتا تھا کرے اس شہ پہ دل و جاں قرباں

لیک حضرت نے بتاکید کیا تھا ارشاد
زندگی تک نہ کھلے راز یہ اے نیک نہاد

وعظ کے بعد وہ جسوقت مکاں میں آیا
کونجیوں کا وہ خزانے کی نہ جھیلہ پایا

کچھ دنوں بعد خیال اس کو سفر کا جو ہوا
گھر سے فوراً وہ تجارت کی غرض سے نکلا

شہر سے اپنے گیا دور جو وہ منزل
ہوا اک دشت طرحدار میں جا کر داخل

ہوکے حیرت زدہ کرنے لگا ہر سمت نظر
ہے وہی شہر وہی دشت وہی شاخ شجر

کونجیوں کا اسے یکدم جو خیال آیا وہاں
دیکھتا کیا ہے کہ جھیلہ بھی لٹکتا ہے عیاں

کونجیاں لیکے شجر سے بہ تعجب اس دم
شہر مقصود کو راہی ہوا با جاہ و حشم

گم شدہ کونجیاں کیا ہاتھ لگیں اسکو وہاں
حسن نیت سے ہوا راز نہاں اسپہ عیاں

حال باطن کا سراسر ہوا مشہود اسے / مل گئی گویا کلیدِ درِ مقصود اُسے
بغداد میں کتنا ہی تھا وہ خوش قسمت / جس نے پائی شہِ والا کی وہ بزمِ صحبت
حیف ہم بھی اگر اسوقت پہ حاضر رہتے / حال بیتابی کا اپنی شہِ دیں سے کہتے
کس قدر خستہ و غمگیں دلِ ناشاد ہیں ہم / قیدیٔ نفس ہیں کیسے کہیں آزاد ہیں ہم
حرصِ دنیا میں عبث عمر بسر کرتے ہیں / ایسے جینے پہ پھر افسوس کہ ہم مرتے ہیں
التجا ہے ترے محبوب کا صدقہ یارب / غوثِ اعظم شہِ مرغوب کا صدقہ یارب
حیدرآباد دکن سے ہمیں جانا ہو نصیب / جا کے بغداد سے تا مرگ نہ آنا ہو نصیب
چل سکے نزع میں تا ہم پہ نہ مکرِ شیطان / اور رہو جائیں سبکدوش زبارِ عصیاں

ہے تمنائے معلیٰ یہی تجھ سے ہر دم
سر ہمارا ہو اور اُس شاہِ مکرم کا قدم

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّ اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

مجموعہ کلام عشقیہ مصنفۂ حضرت مولوی محمد مظفر الدین معلّی علیہ الرحمہ حیدرآبادی سابق مددگار

(۱) غزلیات عشقیہ (۲) مخمس و مسدس (۳) قصائد مدحیہ (۴) قطعات تواریخ

(۵) متفرق غزلیات اشعار (۶) مناجات بدرگاہ رب الحاجات

موسوم بہ

ریاضِ معلّٰی

۳

حصہ دوم

مرتبہ خاکسار محمد ریاض الدین علی ریاض حیدرآبادی عفی عنہ

صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی فرزند حضرت مصنف

مطبوعہ […] پریس واقع […] حیدرآباد دکن

۵۰۰ طبع ہوئے

بار اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] گل و بہار کا
ہر ذرّے سے ہے نور عیاں حسنِ یار کا

[illegible] کی ہستی کی ہے خبر
تحریک دم بھی سینے میں کھٹکا ہے تار کا

[illegible] سودائے عشق سے
کیا پوچھتے ہو حال دلِ بیقرار کا

[illegible] سارے کا گلہ
کیسے گلہ کریں ستمِ روزگار کا

وحشت بچھا رہی ہے جو مژگاں کی [illegible]
ملتا ہے آبلوں کو مزا نوکِ خار کا

[illegible] پیچھے
موسم تو ہے اگرچہ فصلِ بہار کا

[illegible]
[illegible] کبھی شبہائے تار کا

[illegible] ہے
[illegible] وقت بھی کچھ انتظار کا

[illegible]
[illegible]

[illegible] کر دیا
سارے جہاں [illegible] مصر کا بازار کر دیا

[illegible] کر دیا
[illegible] جہاں [illegible] کر دیا

واعظ ترے مٹائے سے مٹتا نہیں کبھی
کرنا جو تھا قضا نے وہ یکبار کر دیا

پائی رخ بتاں میں دل داغدار نے
سینے کو میرے غیرت گلزار کر دیا

شمع نگاہ بد کے لئے شاہد حسن پر
صدقے ہیں ہم نے [illegible] جاں نثار کر دیا

شاہد رسل کے شہرہ حسن ملیح نے
یوسف کا سر و مصر میں بازار کر دیا

اے شاہ مجھکو [illegible] اس سے بچائیے
نفس پلید نے مجھے بیکار کر دیا

فیض جناب [illegible] سے بعد وفات بھی
ملک دکن کو معدن اشعار کر دیا

جب تم نے کچھ جناب معلی نہ قدر کی
ہم نے بھی بند دفتر اشعار کر دیا

وہ بت جو پہلو سے اٹھکر مرے روانہ ہوا
تڑپ کے مرغ دل زار بے ٹھکانہ ہوا

فقط حرام نہ خواب و خور آب و دانہ ہوا
تمہارے ہجر میں ہم کو نصیب [illegible] ہوا

خمار عشق کی سر میں جو چھا گئی مستی
ہمارا کعبۂ دل بھی خراب خانہ ہوا

خفا زمانے سے ہو ہو سمند فکر عبث
خط کے چوب نہ کچھ [illegible] تازیانہ ہوا

تمہارے عشق نے بدنام کر دیا ہم کو
ذرا سی بات کا عالم میں اک فسانہ ہوا

[illegible]
کہاں ہو یاد [illegible] زمانہ ہوا

[illegible]
فقط [illegible] آشیانہ ہوا

[illegible] جلوہ [illegible]
کبھی [illegible] آشنا نہ ہوا

[illegible]
نہاں [illegible] دل [illegible] ہوا

بقدرِ حوصلہ تقدیر سے ملا سب کچھ ۔ خدا کے پاس سے جو کچھ ملا ہوا برا نہ ہوا
دمِ اخیر اک ایمان رہے تو کافی ہے ۔ طریقہ فیض کا جاری ہوا ہوا نہ ہوا

درِ نبی سے معلّیٰ نہ ہم کبھی سرکے
ہمارا تکیہ سرِ سنگِ آستانہ ہوا

حاصل نہ ہوا وہ بتِ گلفام ہمارا ۔ محروم رہا یہ دلِ ناکام ہمارا
رہتے ہیں لگے زلف و رخِ یار کی دھن میں ۔ یہ کام ہے صبح سے تا شام ہمارا
ہم نے کیا کچھ بھی عمل خبر نہ آغاز ۔ معلوم نہیں کیا ہو سرانجام ہمارا
پڑھتے رہے تا عمر فقط کلمہ بتوں کا ۔ جھوٹا ہو نہ کیوں دعویٔ اسلام ہمارا
دیدارِ رخِ پاک کی امید میں ہر دم ۔ رہنے لگا دیدہ سرِ بام ہمارا
گر لطف کی فرمائیے اک ادنیٰ نظر آپ ۔ بن جائیگا اک آن میں سب کام ہمارا

یہ کام فقط ہے دلِ دیدار طلب کا
یہ نام معلّیٰ جو ہوا نام ہمارا

کبھی ہم کو بھی میسر جو وصالِ یار ہوتا ۔ نہ تڑپ یہ دل کی ہوتی نہ یہ اضطرار ہوتا
کبھی داغِ الفت ہیں نہ میسر ہونے دیتے ۔ جو ذرا بھی اپنے دل پر ہمیں اختیار ہوتا
بخدا شکر ہر دم ہی اللہ سجدے کرتے ۔ جو وصالِ یار حاصل ہمیں ایکبار ہوتا
تری تیغِ ناز کے دم جو لگے کبھی لگانی ۔ تو فدا ہزار جاں سے ترا جاں نثار ہوتا
ترے ہجر میں جو ہوتا کبھی تب شتاب جلدی ۔ تو اسی سے تازہ باغِ دلِ داغدار ہوتا

وہ کبھی تو آ کے ملتے مرے گھر ہیں اے معلّےٰ
جو مرا رہِ طلب میں قدم استوار ہوتا

چھوڑ کے حق بُت پہ فدا ہو گیا
اے دلِ ناداں تجھے کیا ہو گیا

گریہ سے طوفان بپا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

قتل کا قاتل سے گلہ کیا کریں
ہونا جو تقدیر میں تھا ہو گیا

اُس نے جو دیکھا نگہِ تیز سے
دل ہدفِ تیرِ قضا ہو گیا

کچھ بھی سکندر کی نہ کی رہبری
حضرتِ خضر آپ کو کیا ہو گیا

کٹ گئے جو سر اُن کے گرا پاؤں پر
سجدۂ شکرانہ ادا ہو گیا

اُٹھتے ہی نظروں سے دوئی کا حجاب
جلوہ گر آنکھوں میں خدا ہو گیا

شانیٔ مطلق کی دلاتا ہے یاد
دردِ مصیبت بھی دوا ہو گیا

جاری عدم پر ہے ترا حکمِ خاص
کان میں کُن جس کے کہا ہو گیا

ایسی زمانے میں کچھ آندھی چلی
ہر چمن تازہ ہوا ہو گیا

کیوں نہ سہوں صدمۂ دردِ فراق
میں جو ترے در سے جدا ہو گیا

بُت کی پرستش جو معلّےٰ نے کی
بندۂ مقبولِ خدا ہو گیا

دیدۂ بسمل کا وقتِ ذبح مضطر دیکھنا
یاد قاتل کو رہے گا تا بہ محشر دیکھنا

قتل کو بس ہو مرے بے حاجتِ تیغ و سناں
ناز سے اُس شوخ کا جھک جھک کے خنجر دیکھنا

بزمِ عیش دوستاں سے کو پسند آتی نہیں | آہ نہیں دکھاتا ہے کیا چرخِ ستمگر دیکھنا
قتلِ عاشق [illegible] کی دنیا ہے بہر | نیچی نظروں سے تمہارا سر جھکا کر دیکھنا
عشرتیں [illegible] دولت شاہانہ سب | آئینہ ہو جائیگا حالِ سکندر دیکھنا
ہے عجب [illegible] حسنِ رخ | جو نہیں سکتا کسی سے آنکھ اٹھا کر دیکھنا
رنج اُس کے انتظار [illegible] دیکھے بہت | اور دکھلاتا ہے کیا کیا یہ مقدر دیکھنا
دل تو پہلے ہی [illegible] | کیا بلا لاتی ہے اب زلفِ معنبر دیکھنا
دیدبازی نے تری [illegible] | [illegible] نظر سے [illegible]

[illegible]
[illegible] دیکھنا

پوشیدہ کسی سے [illegible] نہیں ہوتا | [illegible] آنکھوں کا [illegible]
[illegible] | [illegible] شور [illegible] سودا نہیں ہوتا
[illegible] عشق [illegible] | [illegible] کبھی خانۂ کعبہ نہیں ہوتا
[illegible] | [illegible] کوئی اُس شوخ کا پردا نہیں ہوتا
[illegible] | [illegible] کبھی چھپا نہیں ہوتا
[illegible] | [illegible] وہ شوخ کسی کا نہیں ہوتا
[illegible] | [illegible] کام کبھی پورا نہیں ہوتا
[illegible] | [illegible] نہیں ہوتا

دل کو مرے دھن اسکی لگی رہتی ہے ہر دم
غافل ہے کسی روز معلّا نہیں ہوتا

آغوش میں وہ یار مرے پیارا نہیں آتا
ہاتھ اپنے کبھی چرخ کا تارا نہیں آتا

نیکی تمھیں کرنی ہو تو یکبار ہی کرلو
دنیا میں کوئی پھر کے دوبارا نہیں آتا

دل لینے میں ہرچند کہ وہ طفل ہے چالاک
کرنا مگر آنکھوں سے اشارا نہیں آتا

دل جب سے گیا ہے بت سفاک کے پیچھے
منت سے بہت میں نے پکارا نہیں آتا

مومن چلے آتے ہیں مرے کو بصد شوق
لیکن کوئی تقدیر کا مارا نہیں آتا

مومن تو ہزاروں میں پڑے ایک پہ شیخ
خلوت میں کسی میں ہی تمھارا نہیں آتا

اس طرح میں اک اور غزل لکھو معلّے
ہر شخص کو انداز تمھارا نہیں آتا

کاروان میں جو منصور و مظفر نکلا
واہ آصف تو نصیبے کا سکندر نکلا

دست قاتل میں ادھر میان سے خنجر نکلا
ہو کے خوش ایسا ادھر سے دل مضطر نکلا

[illegible] سے ہی [illegible]
فرق اس میں نہ کبھی بال برابر نکلا

کون تھا سے کیا جنبش ابروئے تمام
تیر یا ہر ہوا ترکش سے نہ خنجر نکلا

[illegible]
ادھر ادھر تن سے ادھر میان سے خنجر نکلا

جب [illegible]
دل کا آئینہ بھی طالع کا سکندر نکلا

تیرے دیوانے کی دنیا میں شہرت جو ہوئی
گھر سے ہر طفل لئے ہاتھ میں پتھر نکلا

ملی دیوانوں کو جب سلطنتِ ملکِ جنوں … ہر گلی کوچے سے اطفال کا لشکر نکلا

کی معلّیٰ نے بہت فکر غزل میں لیکن
ایک بھی شعر نہ آصفؔ کے برابر نکلا

دل لگا کر بتِ بے پیر نے منہ پھیر لیا … جذبِ الفت کی بھی تاثیر نے منہ پھیر لیا
آج جی بھر کے گراں جانوں کا خوں پی نہ سکی … کیوں ستمگر تری شمشیر نے منہ پھیر لیا
نام اللہ نہ دم ذبح لیا قاتل نے … مجھ گنہگار سے تکبیر نے منہ پھیر لیا
آج میخانے میں رندوں نے وہ کی کج بحثی … شیخ صاحب کی بھی تقریر نے منہ پھیر لیا
آتے آتے مرے گھر راہ سے واپس ہوئے … کیوں مری آہ کی تاثیر نے منہ پھیر لیا
اے جنوں تیرے سبب مجھ سے کشیدہ ہو کر … میری عزت مری توقیر نے منہ پھیر لیا

اب کے بھی خاک مدینے کی میسر نہ ہوئی
اے معلّیٰ مری تقدیر نے منہ پھیر لیا

شجرِ حسن بھی عالی ہے عجب … اس نے ہر شاخ نکالی ہے عجب
پیچ بل زلف بھی کالی ہے عجب … خلق کو پیچ میں ڈالی ہے عجب
ہے صدائے یدِ قدرت نادر … بجتی اک ہاتھ سے تالی ہے عجب
بہتا ہے خونِ جگر لعل میں … آپ کے ہونٹ کی لالی ہے عجب
مئے وحدت سے بھری رہتی ہے … کاسہ سر کی پیالی ہے عجب
کیوں نہ حیرت ہو کہ ہر ایک جگہ … صورت اس بت کی نرالی ہے عجب

حضرت آصف الدولہ

دلِ عشاق کو ڈستی ہے وہ زلف — ناگن اُس شوخ نے پالی ہے عجب
آنکھ اُس بت سے لڑا کر ہم نے — گھر میں آفت یہ بسالی ہے عجب
کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے — حالت اِس دل کی نرالی ہے عجب
تیری رفتار سے اے فتنہ خرام — کبک نے چال اُڑالی ہے عجب
نور چھنتا ہے جو ہر روزن سے — روضۂ پاک کی جالی ہے عجب

یہ غزل لکھ کے معلّٰی صاحب
آپ نے طرز نکالی ہے عجب

کبھی بھولے سے بھی آتے نہیں مجھ زار کے پاس — روز تشریف وہ لیجاتے ہیں اغیار کے پاس
اتنا حاصل جو تقرب ہے انہیں یار کے پاس — کچھ ہے تسخیر کا شاید عمل اغیار کے پاس
پہنچے فریاد مری کان تک اُن کے کیونکر — لاکھوں دیدے ہیں لگے روزنِ دیوار کے پاس
حُسن اِس شوخ کا کس طرح سے آئیگا نظر — آنکھ جب ٹھیر نہیں سکتی ہے رخسار کے پاس
غیر جب کوئی نہیں ہے تو کہاں خلق و دوئی — وہی منصور ہے اک کافر و دیندار کے پاس
یہ فضیلت ہے کہاں حضرتِ زاہد کو نصیب — آتی ہے رحمتِ حق چل کے گنہگار کے پاس
راز عیسیٰ نے چھپایا کیا منصور نے فاش — یہ چڑھے دار پہ آئے کبھی نہ وہ دار کے پاس
اُف رے رحمت جو گنہ ہوتے ہیں ہم سے ظاہر — شانِ ستاری لئے جاتی ہے ستار کے پاس
کعبہ و دیر میں کرتے ہیں عبث لوگ تلاش — جلوہ فرما ہیں وہ خود طالبِ دیدار کے پاس

ایک ساغر کی تمنا میں معلّٰی ساقی!

ہر شب و روز پڑا خانۂ خمّار کے پاس

فانی ہر ایک شے ہے اسی کو بقا ہے ایک
عالم میں جلوہ گر وہی ہر ایک جا ہے ایک
عالم میں اس کی وحدتِ کثرت نما ہے ایک
لاکھوں مظاہروں میں وہ ظاہر ہوا ہے ایک
اشکالِ مختلف میں وجودِ خدا ہے ایک
آتے نظر حباب ہیں لاکھوں ہوا ہے ایک
گویا وہی ہے ایک زبانیں ہیں بے شمار
ہیں مختلف ستار کے پردے صدا ہے ایک
ظاہر میں جیسے موت کے لاکھوں ہی ہوں تو کیا
دم میں ہزاروں مرتے ہیں حکمِ قضا ہے ایک
شمسِ وجود ایک ہے ذرّے ہزار ہا
لاکھوں تجلّیات کا جلوہ نما ہے ایک
ہر دم زبانِ حال سے دکھلا کے اپنا عجز
ہر بت بھی کہہ رہا ہے کہ بیشک خدا ہے ایک
اُٹھے خرامِ ناز سے فتنے جو سینکڑوں
تیری گلی میں روزِ قیامت بپا ہے ایک
وحدت کا اس کی کثرتِ عالم میں ہے ظہور
لاکھوں ہی آئینوں میں وہ صورت نما ہے ایک
کیا دخل غیریت کو جدھر دیکھتا ہوں میں
آتا نظر میں میری وہی جابجا ہے ایک
فرمان جس کا ہے لمن الملک حکمِ خاص
دونوں جہاں اسی کی یہ خلوت سرا ہے ایک
وحدت میں ہو تعدّدِ اسما سے کیا خلل
صرصر و بادِ شرط و نسیم و صبا ہے ایک
مانگیں نہ کیوں سبھی کہ ہیں محتاج اس کے سب
سب حاجتوں کا اپنی وہ حاجت روا ہے ایک
اس کے ہی سب صفات ہیں عالم میں جلوہ گر
بیشک کہو کہ لائقِ حمد و ثنا ہے ایک

یارب کرم سے اپنے معلّی کو بخش دے
وقتِ اخیر تجھ سے یہی التجا ہے ایک

حزیں غمگیں شکستہ ہے مرا دل
کرے گا لیکے کیا ٹوٹا ہوا دل

بتوں کے ہاتھ سے یارب بچا دل
یہ کافر چھین لیتے ہیں مرا دل

تڑپتا ہے جو ہر لحظہ مرا دل
شرر ہے برق ہے سیماب یا دل

کریں تاریکیٔ مرقد کا کیا خوف
ہیں روشن دل میں اغوبحق فنا دل

جو رکھے خالصاً للہ سے کام
کہاں سے لاؤں ایسا بے ریا دل

بھرے ہیں اسمیں اسرار معانی
ہے گنجِ مخفیٔ سرِّ خدا دل

ہے کس معشوق ہرجائی کا عاشق
نہیں رہتا جو میرا ایک جا دل

رہے تختِ دکن پر سینکڑوں سال
نظام الملک آصف جاہ کا دل

مَعلی اک غزل ہو نعتیہ بھی
گناہوں سے رہے محفوظ تا دل

سوا اپنے کریں کس پر نظر ہم
جدھر دیکھو اُدھر ہیں جلوہ گر ہم

جو ہے پیشِ نظر الفقر فخری
کریں کیا لیکے پھر یہ مال و زر ہم

جہاں ہے سامنے آئینہ خانہ
تماشا اپنا دیکھیں آپ اگر ہم

پتا ملتا نہیں اپنا ہمیں کچھ
کہ رہتے ہیں کہاں کس جائے پر ہم

بتائیں حال غیروں کا بھلا کیا
نہیں رکھتے ہیں خود اپنی خبر ہم

کریں صورت پرستی کب تلک شیخ
رکھیں کچھ تو حقیقت پر نظر ہم

نہیں ملتا کوئی قاتل کریں کیا
ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں سر ہم

اگر دل جائے خاکِ کوئے جاناں
رکھیں زخمِ دلِ خستہ پہ مرہم

وہ دن آئیں کہیں جلدی خدایا
کہ کر جائیں مدینے کو سفر ہم

چہ جوئی نورِ مہرِ برجِ وحدت
زجنبش خیرہ میگردد نظر ہم

بہ پیشِ ہمتِ آسودہ حالاں
بیک جو می نیرزد مال و زر ہم

رکھو پاسِ ادب کچھ اے معلّیٰ
کہاں اسرارِ معنی اور کدھر ہم

جو موذی یہ زلفوں کے کالے ہوئے ہیں
یہ سانپ آستینوں کے پالے ہوئے ہیں

لڑکپن گیا ہوش والے ہوئے ہیں
کچھ اب ڈھنگ ان کے نرالے ہوئے ہیں

عیاں یہ جو کثرت کے جالے ہوئے ہیں
حجاب ان کی وحدت پہ ڈالے ہوئے ہیں

جو ہیں مشاق تو رفتہ انگریزیوں میں
بناوٹ سے وہ بھولے بھالے ہوئے ہیں

جما کر تصوّر میں وہ نشہ موزوں
ان آنکھوں کے ڈھیلے بھی ڈھالے ہوئے ہیں

ہے آنکھیں لڑانے کو اک شرہ کافی
یہ کیوں جمع پلٹن رسالے ہوئے ہیں

نکلوا نہ گھر سے ہمیں اپنے ہر دم
کہ جنّت سے پہلے نکالے ہوئے ہیں

لڑاتے ہیں آنکھیں وہ کس کس سے آنکھیں
کہ مژگاں کے برچھے تیر بھالے ہوئے ہیں

یہ نوبت ہے دردِ جگر کی تڑپ سے
کہ ناسور سب دل کے چھالے ہوئے ہیں

ہے یہ جائے حیرت کہ ہر اک میں ملکر
وہ یکتا سبھوں سے نرالے ہوئے ہیں

نہ کر ان کو محتاج تو یا الٰہی
جو ہاتوں میں پیسے اچھالے ہوئے ہیں

نظر آئیں گے کس طرح ہم کو ظاہر — حجاب اپنے رخ پر وہ ڈالے ہوئے ہیں
وہی اُن کے دیدار کے مستحق ہیں — جن آنکھوں سے پردے نکالے ہوئے ہیں
بلا میں جو عشاق سب مبتلا ہیں — پیچ اُن کی زلفونکے ڈالے ہوئے ہیں
چل اب چھوڑ دنیا کو کہتے ہیں اعضا — کہ ہم قبر میں پاؤں ڈالے ہوئے ہیں
چلو حضرتِ دل پلٹ کر عدم کو — یہ ملک اپنے سب دیکھے بھالے ہوئے ہیں
شرابِ محبت سے بھر دے الٰہی — جو خالی دلوں کے پیالے ہوئے ہیں
برآمد وہ ہوتے ہی عشاق سارے — جگر دل کو اپنے سنبھالے ہوئے ہیں

وہی لوگ ہشیار ہیں اے معلیٰ
جو پہلے ہی حق کے حوالے ہوئے ہیں

عبث ہم فکرِ دنیا میں مکدر ہوتے جاتے ہیں — جو ہونیکے ہیں کام اپنے برابر ہوتے جاتے ہیں
ہے جاری راستی والوں کا فیضان بعد مرنے بھی — کہ پیدا خاک سے اُن کی صنوبر ہوتے جاتے ہیں
ہمیں تو حالِ باطن کی خبر کچھ بھی نہیں ہوتی — جو لاکھوں امر طے اندر کے اندر ہوتے جاتے ہیں
کریں کیا شکر ادا ہم سے تو گنتی ہو نہیں سکتی — جو احسانات حق غیر مکرر ہوتے جاتے ہیں
ہے جن نطفوں میں استعداد بنتے ہیں وہی مومن — جو قطرات ابرِ نیساں کے ہیں گوہر ہوتے جاتے ہیں
نہیں معلوم ہے انکا خزانہ کس جگہ یا رب — جو لاکھوں خطرے پیدا دل کے اندر ہوتے جاتے ہیں
عبث کیوں لوگ مرتے ہیں جہانکی حکمرانی پر — شہانِ روئے زمیں مثلِ سکندر ہوتے جاتے ہیں
بقائے عمرِ دو روزہ پہ کیونکر ناز ہو ہم کو — فنا ہر آن میں لشکر کے لشکر ہوتے جاتے ہیں

کسی کے عیب کا شکوہ کریں کیونکر بیاں اے دل | کہ خود ہم سو گنہ اس سے بھی بڑھکر ہوتے جاتے ہیں

خدا محفوظ رکھے اے معلی سخت مشکل ہے
ستم اس نفس ظالم کے جو ہم پر ہوتے جاتے ہیں

مفلس ہیں تجھے پکارتے ہیں | ہاتھ آگے ترے پسارتے ہیں
ابرو کے کماں سنوارتے ہیں | دیکھیں کسے تیر مارتے ہیں
جو کعبۂ دل سنوارتے ہیں | اللہ اللہ پکارتے ہیں
زر اُن پہ نثار کرتے ہیں لوگ | ہم جان و جگر کو وارتے ہیں
میخوار بھی ہیں بلا کے تیلے | شیشے میں پری اُتارتے ہیں
چالاک ہیں اُن کے مردم چشم | گھر بیٹھے شکار مارتے ہیں
جو عیش میں بھولتے ہیں حق کو | کیوں وقت الم پکارتے ہیں
بیچارہ کار ہیں برہمن | پوتی ناحق بچارتے ہیں
امید وصال میں تمہارے | دن عمر کے ہم گزارتے ہیں
فانی کو نہ کیوں بقا ہو حاصل | جیتیں گے وہی جو ہارتے ہیں
کس ناز سے ابروئیں ہلا کر | تلوار جگر پہ مارتے ہیں
جی میں ہے کہ مفلسوں سے پوچھیں | دامن کیونکر پسارتے ہیں
ہیں تیز بلا کے تیر مژگاں | نشتر رگ جاں پہ مارتے ہیں
محتاج ہیں سب غنی سمجھکر | ہر دم تجھے ہم پکارتے ہیں

دیندار جو سچے ہیں معلّٰی
دنیا کو وہ لات مارتے ہیں

کب کسی کو وہ ان آنکھوں سے نظر آتے ہیں
دیر و کعبہ کو عبث لوگ چلے جاتے ہیں
خضر کچھ راہِ محبت میں نہ کام آتے ہیں
کوئے جاناں میں پاتیں ذلت و خواری ہر روز
خوف دربان ہمیں ہے نہیں دیتا جو وہاں
تم میں اور ہم میں ہے کچھ فرق بھی آخر باقی
تجبۂ پیر ہے دنیا یہ عجب شعبدہ گر
آشناؤں پہ بھروسہ نہ کرے اے دل ہرگز
یادِ گیسو میں نکل جاتے ہیں صحرا کی طرف
ملتی ہے دردِ جگر میں انہیں اک لذتِ خاص

چھپ کے پردوں میں جھلک حسن کی دکھلاتے ہیں
ان کو ہم اپنے میں اے حضرتِ دل پاتے ہیں
کہ سکندر کو بھی محروم پھرا لاتے ہیں
دلِ بیتاب کی خاطر سے چلے جاتے ہیں
صبح کو جا کے سرِ شام چلے آتے ہیں
عکس سے ملنے وہ آئینے میں فرماتے ہیں
داؤں میں اسکے جواں سینکڑوں آ جاتے ہیں
کیا سمجھتا ہے مصیبت میں یہ کام آتے ہیں
ہم خیالاتِ پریشاں سے جو گھبراتے ہیں
آپ دلجوئی عشاق جو فرماتے ہیں

رہتے ہیں یادِ نبی میں جو معلّٰی ہر دم
وہ تصور میں مدینے کو چلے جاتے ہیں

روندگانِ عدم کا کوئی شمار نہیں
وہ دل خراب ہوس ہیں خیالِ یار نہیں
صفاتِ ذات میں کیا غور ہو تنزلِ فکرِ تحقیق

یہ شہر وہ ہے جسے حاجتِ حصار نہیں
وہ آنکھ پھوٹے جو محوِ رخِ نگار نہیں
محیط بحر ہے جسکا کہیں کنار نہیں

ہو شاعروں کا نہ کیوں نام زندۂ جاوید
زمینِ شعر میں گنجائشِ مزار نہیں

دو رنگیوں سے بری ہے ہماری یک رنگی
ہیں جس چمن کے ہم اُسمیں خزاں بہار نہیں

ہمارے قتل پہ کیوں آپ کو ندامت ہے
خدا کے کام میں بندے کا اختیار نہیں

چلی ہے باغِ جہاں میں ہوائے بے برگی
درخت ملتا ہمیں کوئی سایہ دار نہیں

کئے ہیں جوشِ جنوں نے لباسِ تن ٹکڑے
ہے سر پہ تہمتِ دستار ایک تار نہیں

بجز خدا کے ہو کسطرح اسمیں غیر کو دخل
ہمارا خانۂ دل مسجدِ ضرار نہیں

ہو کیسے تیزیٔ ظاہر کند طبع کو فیض
مذاقِ نطق سے واقف زبانِ خار نہیں

ہے فاتحہ کیلئے ترکِ شہسوار کا عزم
بھروسہ تیرا کچھ اے سبزۂ مزار نہیں

کدورتوں سے منزّہ ہے سینۂ صافی
ہمارے آئینۂ قلب میں غبار نہیں

عمارتوں میں ہیں مصروف کیوں یہ اہلِ دول
بنائے ہستیٔ موہوم پائدار نہیں

ہو تیرے لطف و عنایاتِ بےحساب کا شغل
ہمارے جرم کا یارب کوئی شمار نہیں

بروزِ حشر معلّیٰ عنایتِ رب سے
ہے بے نصیب جسے حُبِ چار یار نہیں

ڈھونڈیں کہاں قیام ترا ایک جا نہیں
ہر جائے تو ہے کیوں ترا ملنا پتا نہیں

سب کچھ تمہارے پاس ہے اے حضرتِ مسیح
دردِ جگر کی میرے مگر کچھ دوا نہیں

دردوں کو دور کیجئے وسیلے میرے حضور
مجھکو سوا تمہارے کہیں آسرا نہیں

تحقیق ہو چکی ہے مجھے راہِ عشق میں
میں جسکو ڈھونڈتا ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں

وہ کون ہے جو قیدئ دامِ بلا نہیں	کس سر میں زلفِ یار کا سودا نہیں یہاں

وہ دل بلائے جاں ہے معلیٰ خدا بچائے
جس دل میں دردِ عشق و محبت ذرا نہیں

طریقہ یہ نیا اے شیخ ہم ایجاد کرتے ہیں
بٹھا کر سامنے بت کو خدا کی یاد کرتے ہیں

بتانِ سنگ دل کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہیں
جلا کر عاشقوں کی خاک بھی برباد کرتے ہیں

سمجھتے ہیں حیاتِ دائمی ہم اپنے مرنے کو
ہمارے قتل میں کیوں دیر یہ جلاد کرتے ہیں

جو دی تشبیہ قد سے اُن کے لوگوں نے ہم اس باعث
غلامی کے لقب سے سرو کو آزاد کرتے ہیں

ہیں بت چالاک دیکھو ہیں ہزاروں جرم کھلا کر
لباسِ عدل میں پوشیدہ بیداد کرتے ہیں

جگر کے پار ہوتے ہیں اشارے ان کی مژگاں کے
عجب یہ کام بن کر نشترِ فصاد کرتے ہیں

کروں کیا وصف انکی بردباری کا میں اے واعظ
وہ دشمن دوست سب کی طرح امداد کرتے ہیں

سمجھ لیتے ہیں [illegible] کہ ہے اس کا کوئی موجد
نظر عاقل جو سوئے گلشنِ ایجاد کرتے ہیں

تصور سے دامِ زلف انکا پائی اُس ہی کو [illegible]
ہمارے مرغِ دل کو صید یہ صیاد کرتے ہیں

کہیں کیونکر نہ ذاتِ پاک سے امیدِ بخشش ہے
کہ اُن کے نام خود نامِ خدا امداد کرتے ہیں

نہ دانی سے نکلوا دے بتوں کو تو خداوندا
ہزاروں گھر یہ ظالم آن میں برباد کرتے ہیں

سمجھتے کب ہیں وہ پتھر پڑے ہیں عقل پر جنکی
زبانِ دل سے بت سارے خدا کی یاد کرتے ہیں

سمجھایا تو نے انکو عرش پر پہچان کے کیوں واعظ
کہ وہ خود ثُمَّ وَجہُ اللہ بھی ارشاد کرتے ہیں

خدائی کی لگائی ہے جو تہمت اُن پہ لوگوں نے
خدا کے سامنے سب بت یہی فریاد کرتے ہیں

ہم اپنے آپ کو دیکھیں ہزاروں عیب ہیں ہم میں
برا ہی ہم کسی کے عیب ناحق یاد کرتے ہیں

قیامِ دہر کب تک ہے معلیٰ اب چلے چلئے
عدم کے رہنے والے مدتوں سے یاد کرتے ہیں

نہ کعبے کی نہ بت خانے کی وہ منزل میں رہتے ہیں
نہیں ملتا پتہ جنکا وہ میرے دل میں رہتے ہیں

کوئی اور اک صنعِ یار کا بیڑہ اٹھائے کیا
ہزاروں حسنِ صنع اک دانۂ فلفل میں رہتے ہیں

گلے شکوے فقط پیچھے ہوا کرتے ہیں فرقت میں
مگر ملتے ہی اُن سے سب وہ دل کے دل میں رہتے ہیں

اُسے کیا رحم آئے میرے دل کی اضطرابی پر
بہت لاشے تڑپتے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

دمِ وصلت جلالت کا جو اُس کی رعب چھاتا ہے
سوالِ وصل بھی پنہاں لبِ سائل میں رہتے ہیں

جب اُنکی سارے عالم میں سمائی ہو نہیں سکتی
نہیں معلوم وہ کیونکر ہمارے دل میں رہتے ہیں

کرے دل کچھ تو سامانِ غمِ تاریکیٔ مرقد
بہت سے اژدھا اور سانپ بھی اس بل میں رہتے ہیں

جدھر دیکھو اُدھر عالم میں حق کا ہی ظہور ہے
عبث کیوں لوگ تکرارِ حق و باطل میں رہتے ہیں

نہیں آتا کبھی نقص اُنکے اسبابِ طریقت میں
جو ہر دم اتباعِ مرشدِ کامل میں رہتے ہیں

عجب پیچیدہ یہ راہِ طریقت اے معلیٰ ہے
مسافر سینکڑوں تھک کر اسی منزل میں رہتے ہیں

صورتِ آسودگی چرخِ کہن میں کیوں نہیں
عیش کا سامان اس دار المحن میں کیوں نہیں

اُلفتِ خالص دلِ ہر مرد و زن میں کیوں نہیں
بو وفا داری کی گلہائے چمن میں کیوں نہیں

سے چلی ہے کشتیٔ عمرِ رواں سوئے عدم
غم سفر کا میرے یارانِ وطن میں کیوں نہیں

معرفت پر نفس کی موقوف ہے عرفان حق ۔ ظاہر و باطن کا جلوہ جان و تن میں کیوں نہیں

کوہ سنگیں کے عوض وہ کوہ غم ہی توڑتا ۔ تیشۂ تقدیر دست کوہ کن میں کیوں نہیں

حشر تک بھی ہوش میں آتے نہ تیرے رند مست ۔ دور جام عشق ساقی انجمن میں کیوں نہیں

ہے یہ وہ دام بلا ممکن نہیں جس سے خلاص ۔ مرغ دل پھر قید زلف پر شکن میں کیوں نہیں

حشر میں موقوف ہے حب ان کی الفت پر نجات ۔ پھر کمال ایماں کا حب پنجتن میں کیوں نہیں

گر نہیں ہے غمزہ و ناز و ادا پر اعتماد ۔ تیغ براں آج دست تیغ زن میں کیوں نہیں

پھر رہا ہے دوستی کا دم اگر نفس شقی ۔ پھر شریک حال ہر رنج و محن میں کیوں نہیں

قیس بھی ہوتا اسیر لیلیٰ زلف بتی ۔ ہوشیاری کا اثر دیوانہ پن میں کیوں نہیں

رہ مدینے کی نہ چھوڑا اے کشتی عمر رواں ۔ رخ ترے چلنے کا دریائے عدن میں کیوں نہیں

ان کی ابرو کے اشارے سب ہلال عید ہیں ۔ ماہ نو کی قدر اس چرخ کہن میں کیوں نہیں

ہے جو ہر دم جلوہ الخالق فی لبس جدید ۔ پھر لباس نو تن چرخ کہن میں کیوں نہیں

تو تو بیکاری کے فن میں شہرۂ آفاق ہے ۔ پھر شمار اے دل ترا ارباب فن میں کیوں نہیں

اے معلیٰ اٹھ گئے کیا قدر دان شاعری
آج کل چرچا ترا اہل سخن میں کیوں نہیں

امید وصل یار کبھی ہے کبھی نہیں ۔ واچشم انتظار کبھی ہے کبھی نہیں

خوش وضع روزگار کبھی ہے کبھی نہیں ۔ اس باغ میں بہار کبھی ہے کبھی نہیں

کیوں منعموں کو دولت دنیا پہ ہے غرور ۔ یہ مال مستعار کبھی ہے کبھی نہیں

دنیائے بے ثبات کی سختی پہ رنج کیا
یہ رنجِ روزگار کبھی ہے کبھی نہیں

پوچھے جو کوئی حالتِ صبر و قرارِ دل
کہہ دوں گا بار بار کبھی ہے کبھی نہیں

ہو امرِ ثبات پہ کیا دعوئ یقین
دل میں خیالِ یار کبھی ہے کبھی نہیں

ہم اپنے اختیار پہ نازاں ہوں کس طرح
اس دل پہ اختیار کبھی ہے کبھی نہیں

ساقی کی چشمِ مست نے جس دن سے کی کمی
کیفیتِ خمار کبھی ہے کبھی نہیں

بہر وصال وعدۂ فردا نہ کیجیے
جینے کا اعتبار کبھی ہے کبھی نہیں

کس طرح استقامتِ باطن نصیب ہو
دل کو مرے قرار کبھی ہے کبھی نہیں

کیا شکوۂ فراق و تمنائے وصل ہو
منظورِ طبعِ یار کبھی ہے کبھی نہیں

دل بستگی پہ اپنی **معلّیٰ** نہ روئیے
یہ چشمِ اشکبار کبھی ہے کبھی نہیں

اے طبیبو میں دوا لیکر تمہاری کیا کروں
دل نہیں تھمتا علاجِ بیقراری کیا کروں

تیغِ ابرو کا لگا ہے زخمِ کاری کیا کروں
خونِ دل ہے جنکے اشک آنکھوں سے جاری کیا کروں

کون ایسا ہے جو میرے گھر کی جانب پھیر لے
جاتی ہے غیروں کے گھر اُن کی سواری کیا کروں

ذاتِ یکتا کو ہے ان کی کثرتِ عالم پسند
سامنے غیروں کے ان سے رازداری کیا کروں

زخمِ دل کھلتا ہے پھر جنوں کا زور ہے
آ رہا ہے موسمِ فصلِ بہاری کیا کروں

وصف کس طرح خوانوں میں شہرِ یکتائی رہوں
اس سوا اُن کی ادا صد شکر گزاری کیا کروں

جب کہا میں نے کرو کچھ رحم میرے حال پر
ہنس کے کہتے ہیں نہیں عادت ہماری کیا کروں

اُن کے کانوں تک پہنچ سکتی نہیں اسکی صدا
بے اثر ہے میری سب یہ آہ و زاری کیا کروں

نیک و بد ظلم و ستم سارے خدا کے کام ہیں
اے بتو ہر دم شکایت ہیں تمہاری کیا کروں

سینۂ افسردہ میں دل کی تڑپ کا زور ہے
اُڑ چلا وحشی قفس کی استواری کیا کروں

بادۂ عشقِ بتاں سے دل ہے سرمست خمار
اے معلّیٰ دعوےٰ پرہیزگاری کیا کروں

صبر کب تک اے بتِ رعنا کروں
دل سنبھلتا ہی نہیں میں کیا کروں

کر رہا ہے دوست ہی جور و جفا
شکوہ پھر فرمائیے کس کا کروں

خواب میں بھی وہ کبھی آتے نہیں
کیوں نہ میں سر پیٹ کر رویا کروں

ہر طرح اُس کی خوشی منظور ہے
کام بیجا یا کہ میں برجا کروں

جس پہ دل سو جان سے قربان ہے
ہائے رنجیدہ اُسے کیسا کروں

شورشِ دل کم نہیں ہوتی کبھی
کس سے میں اس امر میں شورا کروں

جی میں آتا ہے کہ اُس کو رات دن
سامنے بٹھلا کے چپ دیکھا کروں

ایک دم بھر بھی دلِ بیتاب پر
بس نہیں چلتا الٰہی کیا کروں

واں تو مرغِ وہم کے جلتے ہیں پر
کیا خیالِ صورتِ زیبا کروں

سخت تر دشوار راہِ عشق ہے
امرِ مشکل کی تمنّا کیا کروں

قد سے اُن کے کر رہا ہے ہمسری
سرو کو گلزار میں سیدھا کروں

وہ نہیں ملتا جو مرنے کے بغیر
مر نہ جاؤں تو کہو پھر کیا کروں

آرہا ہے جی میں رہ رہ کر مرے
دل فدائے قامتِ بالا کروں
ہوں تردد میں کہ تسکیں کے لئے
کیا مداوائے دلِ شیدا کروں

ہے بلا کا اضطرابِ دل مجھے
کس طرف جاؤں معلّیٰ! کیا کروں

کہتے ہیں مجھ سے لیکے وہ شمشیر ہاتھ میں
صد شکر آگیا میرا نخچیر ہاتھ میں
کیا چاہیں زر کو خاک نشینانِ کوئے یار
مٹی بھی گر اٹھائیں ہو اکسیر ہاتھ میں
کیا پوچھتے ہو زلف کے سودائیوں کی قید
پاؤں میں بیڑیاں ہیں تو زنجیر ہاتھ میں
عالم میں رعب داب ترے بانکپن کا ہے
رکھتا نہیں ہے کوئی بھی شمشیر ہاتھ میں
اُس بت کی خاک چھان کے میں جستجو کروں
نقشِ قدم کی پاؤں جو تصویر ہاتھ میں
کیوں ہم نے اُن کی زلف کو ناحق بھی چھیڑ کے
بیٹھے بٹھائے ڈال لی زنجیر ہاتھ میں
آتی خطا ہوئی ترے پابوس ہم ہوئے
اب ہے ترے معافیِ تقصیر ہاتھ میں

حالت یہ آج کل ہے معلّیٰ کی دوستو
ہے خاک سر پہ یار کی تصویر ہاتھ میں

دل سے دھیان اُس شوخ کا جاتا نہیں
غیر کا ہرگز خیال آتا نہیں
[illegible] اُس شوخِ یکتا کے سوا
دوسرا کوئی نظر آتا نہیں
ہے مجھے جرمِ گنہگاری کا خوف
ورنہ میں مرنے سے گھبراتا نہیں
[illegible] خیال [illegible] رہوں
مجھکو اپنا بھی خیال آتا نہیں

دل میں کیا کچھ ہے نہ پوچھ اے ہمنشیں — پر زباں سے کچھ کہا جاتا نہیں
ہیں مجھے منظور قربت کے ستم — صدمۂ دوری مگر بھاتا نہیں
فرش سے تا عرش اُس کا نور ہے — عیب ہیں کو کچھ نظر آتا نہیں

وہ بُلاتے ہیں نہ آتے ہیں یہاں
اے معلیٰ دم نکل جاتا نہیں

ذکر اپنے لبوں پہ یہ بنا ہو — بندہ بندہ - خدا خدا ہو
دکھلائے جو رنگ وحدت اپنی — یکرنگ سبھی بُرا بھلا ہو
اپنے ہی نظارے میں ہیں وہ مست — کیا دخل وہاں پہ غیر کا ہو
دکھلائیں اگر جھلک وہ اپنی — عالم سب اک آن میں فنا ہو
زلفوں کا لیا جو دل نے بوسہ — للہ معاف یہ خطا ہو
ابرو کی دکھا کے ایک جنبش — تلوار چلاؤ جس پہ جا ہو
دنیا کی اگر ہوا پلٹ جائے — نا آشنا ہر اک آشنا ہو
دنیا ہے عجب قحبۂ پیر — کیوں دوستو اس پہ تم فدا ہو

دنیا ہے یہ بیوفا معلیٰ
ایسی تو نہ کوئی بیسوا ہو

کب کسی کے سامنے آتے ہیں وہ — چھپ کے چھپ چھپ دل میں جھلکاتے ہیں وہ
گرچہ بیرنگی ہے اُن کی خاص شان — ہر جگہ رنگ اپنا دکھلاتے ہیں وہ

جلوۂ حیرت سے نظر آتے نہیں
نحن اقرب گرچہ فرماتے ہیں وہ

ثَمَّ وَجْهُ اللّٰه فرما کر ہیں
جائے اپنی عرش بتلاتے ہیں وہ

گرچہ ہیں بے مثل و بے ہمتا ولے
شانِ تشبیہی بھی بتلاتے ہیں وہ

وصفِ بشری سے ہے ذات اُنکی بری
خود بشر کے وصف بتلاتے ہیں وہ

کیوں نہ یکتائی پہ اُن کی غش ہو دل
وحدت اِس کثرت میں دکھلاتے ہیں وہ

لاتعین ہے اگرچہ اُن کی ذات
دِل میں مومن کے سما جاتے ہیں وہ

غیریت کا نام ہے باقی کہاں
آپ ہی خود غیر کہلاتے ہیں وہ

چڑھ کے سولی پر بھی جو عارف ہیں لوگ
کہنے سے کب حق کے شرماتے ہیں وہ

کیوں نہ جاں ہو اُن کی رحمت پر نثار
رزق مجرم کو بھی دلواتے ہیں وہ

دیکھ کر ہم سے خطائیں سیکڑوں
حِلم سے اغماض فرماتے ہیں وہ

رکھتے ہیں جو لوگ اُن سے حُسنِ ظن
گرتے گرتے بھی سنبھل جاتے ہیں وہ

لن ترانی کہہ کے شکلِ نار میں
جلوۂ حسن اپنا دکھلاتے ہیں وہ

دیر سے مجھ پر خفا ہیں کیا کروں
خود نہ آتے ہیں نہ بلواتے ہیں وہ

ہیں جو بے علم معرفت سے بےنصیب
سُن کے میرے شعر گھبراتے ہیں وہ

راہِ حقیقت میں سنبھل کر چل ذرا
ٹیڑھے جو چلتے ہیں گر جاتے ہیں وہ

ہے معلّی سخت راہِ معرفت
ہیں جو گمرہ ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ

عدم سے آئے تھے جسطرح ہم آہستہ آہستہ
اُسی میں پھر ہوئے جاتے ہیں ضم آہستہ آہستہ

گنہگاروں پہ جب ہوگا کرم آہستہ آہستہ
چلے جائیں گے وہ سوئے ارم آہستہ آہستہ

خدا کے کام اطمینان سے جاری ہیں عالم میں
رقم تحریر چلتا ہے قلم آہستہ آہستہ

نہ شادی مرگ ہو جائے کہیں اسواسطے ہم پر
خدا کا ہوتا ہے فضل و کرم آہستہ آہستہ

جو ظلِ امنِ خالق میں ہیں وہ بیخوف رہتے ہیں
کیا کرتے ہیں رم صیدِ حرم آہستہ آہستہ

نہیں حکمت سے خالی یہ جو مقداریں معین ہیں
غذا دیتا ہے حق قدرِ شکم آہستہ آہستہ

مصیبت میں ہے لازم صبر پہلے سے کہ آخر خود
دلوں سے دور ہو جاتا ہے غم آہستہ آہستہ

خیالاتِ بتاں دل کرتے کرتے حق کو پائیگا
بنے گا کعبہ یہ بیت الصنم آہستہ آہستہ

نہ کر غفلت تو لا اس سے کہ پیری میں غنیمت ہے
خدا کی یاد میں گزرے جو دم آہستہ آہستہ

نہ کیوں حد تک نباتات و حیوانات نامی ہوں
خدا کا اُن پہ ہوتا ہے کرم آہستہ آہستہ

نہیں باقی معلّیٰ تیری طبعِ جوانی اب
غزل اک اور بھی کیجے رقم آہستہ آہستہ

ضعیفی میں جو قد ہوتا ہے خم آہستہ آہستہ
یہ حسرت ڈھونڈتے ہیں عمر ہم آہستہ آہستہ

فنا ہو جائیگا جاہ و حشم آہستہ آہستہ
مٹا دنیا سے آخر جامِ جم آہستہ آہستہ

بگوشِ زیر یہ کہتا ہے بم آہستہ آہستہ
خدا کی یاد میں گزرے یہ دم آہستہ آہستہ

نکل جائے گا وقت کا یہ غم آہستہ آہستہ
یہ رونا ہوتے ہوتے ہوگا کم آہستہ آہستہ

پھرے کیونکر نہ اُس جانب الیہ راجعون پیکر
صدائے ارجعی سنتے ہیں ہم آہستہ آہستہ

ہماری عمر کے بڑھتے ہیں گھٹنے دن سمجھ رکھو | کہ سوئے گور بڑھتا ہے قدم آہستہ آہستہ

ریاضت ایک مدت کرنے پر مقصود ملتا ہے | جبیں میں بھرتا ہے خالق بھی خم آہستہ آہستہ

ہر اک مشکل میں رحمت اسکی سبقت کرہی جاتی ہے | کہ کم ہوتا ہے یہ درد والم آہستہ آہستہ

موالید ثلاثہ جتنی ہیں مخلوق سب یارب | تری توحید کا بھرتی ہیں دم آہستہ آہستہ

نہیں معلوم واں کیا جذب مقناطیس رکھا ہے | کھچے جاتے ہیں سب سوئے عدم آہستہ آہستہ

دل وحشی نہ کیوں آرام پائے دام گیسو میں | کہ بے ڈر پھرتے ہیں صید حرم آہستہ آہستہ

غم فرقت بدل جائیگا آخر وصل جاناں سے | نکل جائیں گے سب رنج والم آہستہ آہستہ

خفی ہو یا جلی ذکر خدا سے ہو نہ تو غافل | بگوش زیر یہ کہتا ہے بہم آہستہ آہستہ

اثر ہوتا چلا ایک ایک علم حق کا عالم میں | ہوا جب لوح پر جاری قلم آہستہ آہستہ

ہلاتے ہیں وہ خنجر کو جو ابرو کے اشارے سے | چلاتے مجھپہ ہیں تیغ دودم آہستہ آہستہ

نہ کر اس دولت دو روزہ پر منعم غرور اتنا | نکل جائیگا یہ جاہ و حشم آہستہ آہستہ

گدائی سے در ساقی کی ہوگی کیف حاصل | بنا مدت میں کاسہ جام جم آہستہ آہستہ

دعا کرتے ہی دیکھو اے معلی عرش اعظم پر
پہنچ جائیگا اپنا بھی علم آہستہ آہستہ

ہجر کی کیا دوا کرے کوئی | بدگمانی کو کیا کرے کوئی

دل کے تجویز جفا کرے کوئی | پر خدا سے بھی ڈرا کرے کوئی

ان بتوں سے تم شعار دین کا | بے تدارک خدا کرے کوئی

حسن خورشید چھپ نہیں سکتا — لاکھ پردہ کیا کرے کوئی
دل بیتاب تیری حالت سے — ہو نہ واقف خدا کرے کوئی
ہوں جو بیماری گناہ سے تنگ — اس مرض کی دوا کرے کوئی
ان کے ہی ہیں صفات کامل سب — کیا کسی کی ثنا کرے کوئی

اے معلی یہی دعا ہے مری
مجھ سے مجکو جدا کرے کوئی

تجلی صبحدم پھیلے جو اس کے روئے انور کی — تو ٹھنڈی گرمی ہنگامہ ہو خورشید خاور کی
تغافل کا گلہ ہے اور نہ شکوہ ہے نہ آنے کا — یہ سب خوبی ہے اے وعدہ شکن میرے مقدر کی
کسی کے کوسنے کا بعد مرنے کے یہ اثر دیکھو — عزیزوں نے بنائی قبر میری سنگ مرمر کی
جہاں دیکھو وہاں ارباب دولت کی ستائش ہے — کسی جا قدر دنیا میں نہیں ہوتی ہے بے زر کی
جہاں دیکھے ہزاروں کشتۂ ابرو نظر آئے — غضب کی باڑھ ہے ظالم تری تیغ دو پیکر کی
رقیب روسیہ نے کچھ نہ کچھ ہی پڑھا ہے — جو ہے ہمدم طبیعت مشتعل گیسوے دلبر کی
سحر سمجھا کوئی تو شب قدر ان کے جلوے کو — مؤذن نے صدا وضو کے میں دی اللہ اکبر کی
مرا مضمون بیتابی نہ لے جائیگا نامہ — خوشا مجھ کو تو قاصد کی نہ کچھ خواہش کبوتر کی

بتوں کو اے معلی ہے برا دل میں جگہ دینا
کہ وہ تعمیر ہے میرے خدا اللہ کے گھر کی

قتل ہوتے دم نہ تڑپا تشنہ کامی تو مجھے — دیکھ آب خنجر قاتل نہ ہوا چھونے مجھے

پُر غضب ہو کر نہ دکھلا آنکھیں ظالم تو مجھے
شیریں بن کر ڈرا دیتے ہیں یہ آہو مجھے

جلوہ اپنا ہی دکھا دے میاں ہر سو مجھے
جس طرف دیکھوں نظر آجائے تو ہی تو مجھے

نکہتِ گیسو تری پھیلی ہے عالم میں تمام
ہر گُلِ گلزار سے آتی ہے تیری بُو مجھے

کیا کسی کے حال پر ہنسنے کی فرصت مل سکے
چین دیتے ہیں کہاں اک لحظہ آنسو مجھے

تیرے فضلِ بیکراں کے آگے ادنیٰ بات ہے
کر دے اپنی ہی طرف گر خلق سے یکسو مجھے

تیری قربت کے سوا ہونے نہ دیتا کچھ رقم
کچھ مری تقدیر پر ہوتا اگر قابو مجھے

آتشِ فرقت کی گرمی سے تپاں ہوں مثلِ برق
چین بے چینی نہیں دیتی کسی پہلو مجھے

رات دن ہے شعبدہ بازی میں دل بھی مبتلا
نرگسِ جادو نے کچھ ایسا کیا جادو مجھے

جلوہ دکھلا جاؤ رخ تا ملے تسکینِ دل
ایک مدت سے پریشاں کرتے ہیں گیسو مجھے

دشنہ و خنجر یہاں لانے کی کچھ حاجت نہیں
قتل کو کافی ہے تیری جنبشِ ابرو مجھے

باغِ عالم میں نظر آئے نہ کوئی دوسرا
گُل کو بھی دیکھوں تو ہو نظارۂ گلرو مجھے

[illegible] مستعد اپنی خودی سے میں رہو
کچھ نظر آئے نہ جز شانِ مقامِ ہو مجھے

دو جہاں سے عشق میں مجھ کو نہیں کچھ واسطہ
ہے معلّی رات دن یادِ رخ و گیسو مجھے

[illegible] ناوک جتنے اٹھالے نہ گئے
کتنے دنیا سے مرے ناز کے پالے نہ گئے

[illegible] اٹھالے نہ گئے
دل کے ارماں کبھی حیف نکالے نہ گئے

[illegible] لینے کی فرصت بھی نہ دی
ٹھوکر پاؤں سے کانٹے بھی نکالے نہ گئے

کیا ہم نے وہی جو آپ نے باطن ہیں کہا
حکم ہم سے تو کبھی آپ کے ٹالے نہ گئے

عمر سب گردشِ گردوں سے تردد میں کٹی
تا دمِ زیست مرے پاؤں کے چھالے نہ گئے

آدمی جان کے اس بت نے نکالا گھر سے
ایسی ذلت سے تو آدم بھی نکالے نہ گئے

نہیں ملتا جو تپ دل کا مرے پہلو میں
کہیں مہندی کے تو چور اسکو چرالے نہ گئے

ساغرِ دیدہ ہوں کیا شربتِ دیدار سے سیر
آب گریہ سے ابھی تک وہ کھنگالے نہ گئے

جانے والے ہی تھے گر ملکِ عدم کو احباب
مجھ کو اللہ کے کیوں کر کے حوالے نہ گئے

شادئ وصلت دلدار پہ کیا ناز کریں
گل و داغ اپنے سروں پر سے اچھالے نہ گئے

ہاتھ خالی جو گئے زیر زمیں اہلِ دول
مال و زر ساتھ ہی کیوں اپنے اٹھالے نہ گئے

گئے اس سال مدینے کو جو احباب بہت
کیوں معلّی کو بھی ہمراہ بلالے نہ گئے

کیا کہوں میں جو محبت میں مزا ہوتا ہے
دل سے پوچھو کہ وہ سو جاں سے فدا ہوتا ہے

کیا کہوں عشق کے آزار میں کیا ہوتا ہے
ایک ناقابلِ اظہار مزا ہوتا ہے

جب مرے اشکوں کا طوفان بپا ہوتا ہے
کشتیِ نوح کا بھی ہوش ہوا ہوتا ہے

نعمتیں اس پے دو عالم کی تصدق تجھے
کچھ مزا دردِ محبت میں سوا ہوتا ہے

کہیں بیمارِ محبت کو شفا ہوتی ہے
گر مسیحا بھی اتر آئیں تو کیا ہوتا ہے

اس ستمگر کی پلٹ جاتی ہے جب ترچھی نگاہ
انقلابِ اثرِ ارض و سما ہوتا ہے

کس کی تعریف کریں کس کا کریں عیب بیاں
قدرتِ حق سے جو ہوتا ہے بجا ہوتا ہے

خمِ ابرو کے تصور میں بہ ہنگامِ نماز
طائرِ دل بھی مرا قبلہ نما ہوتا ہے

اُس مہِ برجِ رسالت کا ہو کیا حسن بیان
مہر بھی جسکے مقابل میں سُہا ہوتا ہے

کیوں نہ حاصل ہو اُسے بحرِ مصیبت سے نجات
ناخدا کشتیٔ عاشق کا خدا ہوتا ہے

کوئی عالم میں نہیں پیشِ نظر اُس کے سوا
وہی ہر چیز میں خود جلوہ نما ہوتا ہے

بھر دے دامن دُرِ مقصد سے الٰہی میرا
تیری درگاہ سے رد دستِ دعا ہوتا ہے

اے معلّیٰ وہ تو زخموں پہ چھڑکتے ہیں نمک
دیکھیں کیا حقِ نمک تم سے ادا ہوتا ہے

ہر کوئی خود پرست اور کوئی محبت پرستی ہے
عجب کیفیتِ جوشِ شرابِ جامِ ہستی ہے

نظر دیدار کو جس کے مری ہر دم ترستی ہے
اُسی معشوق ہر جائی کی صورت دل میں بستی ہے

ڈراتے ہو جو اُس سے نکلے اژدر دلکو ڈستی ہے
عصائے موسوی ہے یا تمھاری چوبِ دستی ہے

جو ہر دم بیکسی گورِ غریباں پر برستی ہے
یدِ قدرت کے آگے التجائے تنگدستی ہے

دہانِ خندۂ دنداں نما سے زخم ہنستے ہیں
کمر جب قتلِ عاشق پر تمھاری تیغ کستی ہے

فقط اک جنبشِ ابرو سے لاکھوں قتل ہوتے ہیں
یہ ترکِ چشم کے ہاتھوں میں شمشیر دودستی ہے

جو اُس کی سیر کو جاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے
عدم آباد بھی کیا پُر فضا دلچسپ بستی ہے

ادائے شکرِ قاتل کا وہاں زخم کرتے ہیں
نگاہِ تیز کی شمشیر جب دل پر برستی ہے

ذرا چلکر تو عبرت کی نگہ سے منعمو دیکھو
زمیں میں جس جگہ قاروں کی دولت روز دھنستی ہے

اس آفت سے نہیں ممکن ہے بچنا زلف اُس بُت کی
عجب دامِ بلا ہے جانِ عاشق جسمیں پھنستی ہے

معلّٰی اُس زمیں سے کیوں نہ اُٹھیں نور کے ابر
مزارِ فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

خیالِ غیریت پر جو حقیقت اپنی ہنستی ہے
یہ سب کثرت نما ایدل اُسی یکتا کی ہستی ہے

نہیں ہم دیکھتے اسکو جسکی عینِ ہستی ہے
سمائی اپنی آنکھوں میں عجب غفلت کی مستی ہے

مثلِ شعلۂ جوّالہ وہم اپنی ہستی ہے
وجودِ دائرہ میں کچھ بلندی ہے نہ پستی ہے

جو ہر دم آمد و رفتِ نفس کی تیز دستی ہے
کسوٹی پر زرِ قلب اے معلّٰی اپنا کستی ہے

اسیرِ شادی و غم دیکھکے دنیا کے کاموں میں
ہمارے حال پر روتی ہے قسمت ہم پہ ہنستی ہے

نہیں بے سود پیشِ حق ہماری گریہ و زاری
گہر بنتے ہیں نیساں کی جھڑی جسدم برستی ہے

توجہ رحمتِ حق کی نہو کیوں خاکساروں پر
کہ عزمِ ابرِ باراں بھی ہمیشہ سوئے پستی ہے

ہمارا دل ہو یارب نورِ روزِ وصل سے روشن
شبِ تاریکِ فرقت بنکے ناگن ہمکو ڈستی ہے

پھنسے ہیں مثلِ دیوانوں کے دامِ زلف میں آکر
خمارِ بادۂ روزِ ازل کی جوشِ مستی ہے

ہمارے جنسِ دل کی آپ قیمت پوچھتے کیا ہیں
متاعِ مفت ہے لیجے نہ مہنگی ہے نہ سستی ہے

رولاتا ہے جو یہ چرخِ ستمگر خستہ حالوں کو
ہماری آہ مثلِ برق خاطف اُس پہ ہنستی ہے

غریبوں پر الٰہی ابرِ رحمت جلد نازل کر
تپِ فرقت کی سوزش سے ہماری جان جھلستی ہے

ہوا معلوم یہ تک پہنچے جب شہرِ خموشاں تک
وطن ہے عاشقوں کا اور وہ زندوں کی بستی ہے

جو آتے ہیں یہاں خستہ گریباں چاک رہتے ہیں
مقامِ عشق ہے یا عین دیوانوں کی بستی ہے

سمجھتے ہو وجودِ خلق کو جو مستقل بالذات
نہیں ہے حق پرستی بلکہ یہ صورت پرستی ہے

بھر وسہ معمولی ہے کیوں وفورِ مال پر تم کو ۔ نکل جائیگی دو دن میں جو یہ آنکھوں میں مستی ہے

منو و صبحِ پیری ہے اُٹھو اب خوابِ غفلت سے
اجل سر پر معلیٰ ہر گھڑی آوازہ کستی ہے

زلفوں میں اژدھا سے بھی شوخی بلا کی ہے ۔ صورت اگرچہ حضرتِ موسیٰ عصا کی ہے
بچتے رہو رقیب کی سرگوشیوں سے تم ۔ عادت اُسے قدیم سے اِس افترا کی ہے
نظروں سے دیکھتے ہیں زر و خاک ایکساں ۔ بوٹی ہمارے پاس عجب کیمیا کی ہے
ہو وقت ہو اگر سرِ تسلیم خم تو کیا ۔ کہنے کو ہم بھی کہتے ہیں حالت رضا کی ہے
قُل یا عبادُ قلقلِ مینا کی ہے صدا ۔ مٹی سبوئے مے میں کسی پارسا کی ہے
جس جائے آسمان سے برستی ہے بیکسی ۔ مرقد تمھارے کشتۂ ناز و ادا کی ہے
پابندِ دامِ زلف ہیں روزِ الست سے ۔ تسبیح رات دن ہمیں قالوا بلیٰ کی ہے
ہوتے ہیں نام لیتے ہی اپنی خودی سے محو ۔ تاثیر کچھ عجیب ہی ذکرِ خدا کی ہے

کہیے معلیٰ اک غزلِ نعتیہ رقم
مجلس یہ فیض بخش کسی رہنما کی ہے

گرچہ دنیا میں برے سب کام ہم کرتے رہے ۔ پیرو مرشد آخر تک اے بت دم ترا بھرتے رہے
وصل کی شب صبح و شام جلدی کیا کرتے رہے ۔ الٹے الزامات سب ہم پر ہی وہ دھرتے رہے
ساقیِ کوثر نے ... تاثیر ... ۔ سب ہیں خواہاں کس راہ ... مری کرتے رہے
عشق کی منزل ... اے جنابِ خضر ہم ۔ اس لئے اس راہ میں ڈر کر قدم دھرتے رہے

دے نہ ہر دم غیر کو بھر بھر کے ساقی جامِ عیش
دم محبت کا تری ہم عمر بھر بھرتے رہے

تھی ہمیں نفرت وجودِ غیریت سے اسقدر
زندگی میں اپنے سایہ سے بھی ہم ڈرتے رہے

کیوں نہ اپنے جذبِ دل کا دوستو ممنون ہوں
وصل کی شب مجھ سے وہ باتیں بہت کرتے رہے

کیوں رقیبِ روسیہ ہنستا ہے رونے پر مرے
خوفِ ہجراں جسکو ہو پھر کیوں نہ وہ ڈرتے رہے

کیا بچائیں جسمِ کاہیدہ کو چشمِ یار سے
کشتِ اُمید اپنی یہ دونوں کان چھپتے رہے

گرچہ ہی دو روزہ ہے انجام کارِ زندگی
ایسے جینے پر معلی آپ کیوں مرتے رہے

دیکھنے میں جو چیز آتی ہے
سب ظہورِ صفات ذاتی ہے

دھیان میں زلف کے شبِ فرقت
بنکے ناگن مجھے ڈراتی ہے

کس کو دیکھوں بری نگاہوں سے
سامنے تیری صورت آتی ہے

میں جو خوفِ غضب سے روتا ہوں
رحمتِ حق مجھے ہنساتی ہے

کہنے والا ہے یا الٰہی کون
بات دل میں کدھر سے آتی ہے

انقلابِ جہاں سے ہے ثابت
کہ ثبات اپنا بے ثباتی ہے

گر نہیں ان میں یار کا جلوہ
کیوں حسینوں پہ جان جاتی ہے

ہمکو اے رشکِ یوسفِ کنعاں
چاہ تیری کنویں جھنکاتی ہے

ہو چکی اُن کے انتظار کی حد
دیکھئے موت بھی کب آتی ہے

صورتوں میں تمام عالم کی
ایک صورت ہی ہم کو بھاتی ہے

تیری فرقت میں جانِ عاشقِ زار
تلملاتی ہے تلملاتی ہے

وقتِ تصنیفِ شعر رُک رُک کر
طبع کیوں ہم کو آزماتی ہے

اے فلک مجھ کو تیری نیرنگی
رنگ ہر دم نیا دکھاتی ہے

لاکھ غم کھائیں عاشقِ جانباز
کب بلا اُن کی رحم کھاتی ہے

فتنہ گر تیری آنکھ کی شوخی
ہر دم آفت نئی دکھاتی ہے

کہتے ہیں وقتِ ذبح رکھ کے قدم
کس قدر سخت انکی چھاتی ہے

بے طلب دیں وہ نعمتیں تم نے
جن کے مانگے سے شرم آتی ہے

ہے معلّیٰ غلام اُس در کا
جس سے سب خلق فیض پاتی ہے

یاں کس کو آرزوئے پرتگال ہے
ساقی دے وہ شراب جو دیں میں حلال ہے

ملنا جہاں میں اہلِ وفا کا محال ہے
قحط الرّجال مردمِ صاحب کمال ہے

کثرت میں جلوہ گر تری وحدت کمال ہے
احول کو بھی دوئی نظر آنی محال ہے

سیماب کی نہ برقِ تپاں کی مثال ہے
بتلائیں کیا جو اِس دلِ مضطر کا حال ہے

چتون غضب ہے زلف بلا فتنہ چال ہے
اِن آفتوں سے دل کا بچانا محال ہے

وحدت کا جن پہ ہو گیا مکشوف حال ہے
اُن کی نظر میں کثرتِ عالم خیال ہے

حرفِ قتل کر کے مکرنے کی چال ہے
کہتے ہیں کس کی یہ خبرِ انتقال ہے

آئے ہیں میرے قتل کو بے خنجر و سلاح
اپنی ادا پہ اُن کو بھروسہ کمال ہے

فکرِ خلاص کیا کرے مرغِ نظر مرا — ہر سو بچھا ہوا تری زلفوں کا جال ہے

سختی کے وقت کس سے رفاقت کی ہو امید — سایہ بھی اپنا ساتھ نہ وقتِ زوال ہے

حکمت سے اُس کی شادی و غم کا ہے سب ظہور — کچھ موقعِ خوشی ہے نہ جائے ملال ہے

دیتے ہیں دو جہاں تری یکتائی کا ثبوت — ہر شئے سے جلوہ گر ترا حُسن و جمال ہے

کیوں ہم رہیں اُسی کے نہ محتاج منعمو — دیتا وہ نعمتیں جو ہمیں بے سوال ہے

جور و جفا پہ تم کو جو الزام دے سکے — مقدور ہے یہ کس کا یہ کس کی مجال ہے

فیض جناب فیضِ معلّٰی یہ کم نہیں
جلسہ جو اُن کے عرس کا ہر ایک سال ہے

غمِ فرقت میں گرفتار ہیں کب سے اُن کے — وصل کے ہم جو طلبگار ہیں کب سے اُن کے

گرم اب حُسن کے بازار ہیں کب سے اُن کے — جان سے لوگ خریدار ہیں کب سے اُن کے

برہمن ہی نہیں ہر شیخ ہے اُن کا ذاکر — سبحہ میں رشتۂ زنّار ہیں کب سے اُن کے

عشوہ و ناز و کرشمہ خط و خال و ابرو — قتل کو غمزۂ خونخوار ہیں کب سے اُن کے

گلرخوں کا جو خیال آتا ہے دل میں ہر دم — نوکِ مژگان خلشِ خار ہیں کب سے اُن کے

صاف اے چرخِ کہن تیری ستمگاری ہے — نظر آتے مجھے اطوار ہیں کب سے اُن کے

وہ مخالف رہیں ہر چند ہمارے لیکن — عشق میں ہم تو گرفتار ہیں کب سے اُن کے

لوگ یوسف کے خریدار معلّٰی تھے کبھی
اب اگر ہیں تو خریدار ہیں کب سے اُن کے

عجب اُس شوخ کی رعنائی ہے — جس کی ہر آنکھ تماشائی ہے
کیا مقابل ہو مری وحشت کے — قیس اک مردمِ صحرائی ہے
کوئی کیا سمجھے وجودِ عالم — عین کثرت میں جو یکتائی ہے
اپنا آفاق میں دکھلا کے ظہور — کیوں پسند آپ کو تنہائی ہے
خاص اُسی کے ہیں سب اوصاف کمال — زیب اُسی کیلئے زیبائی ہے
ہے سرِ زلف میں مائل جو مدام — شامت اِس دل کی گھر آئی ہے
ذکرِ توحید کا اللہ رے اثر — میں ہوں اور گوشۂ تنہائی ہے
کس طرح رنج مصیبت کا سہے — صبر دل کو نہ شکیبائی ہے
آبِ گریہ جو ہے آنکھوں میں محیط — مردمک مردمِ دریائی ہے
کوئے قاتل کا ہے کیوں قصد ولا — کیا اجل سر پہ ترے آئی ہے
بے نشانی سے عیاں اُسکا نشاں — گرچہ معشوق وہ ہرجائی ہے
زندہ کرتے ہیں دلِ مردہ کو — لب میں اعجازِ مسیحائی ہے
جنکے اوصاف عیاں کثرت میں — اُن کی بے مثل یہ یکتائی ہے

اے معلّیٰ مجھے فرقت کے سوا
خوف ذلت غم رسوائی ہے

دردِ اس نفسِ مار آستیں سے — نہ نکلے اژدہا بنکر کہیں سے
یہ شوخی کہہ رہی ہے نقش پا کی — اُڑیں گے آسماں پر ہم زمیں سے

ہماری حالتِ بیتابئ دل
ذرا پُوچھو کراما کاتبیں سے

ہمارا دل بتوں کا گھر بنا ہے
نہیں کم خانۂ ارژنگِ چیں سے

خمارِ عشقِ مہ رویاں کی مستی
ہے افزوں تر شرابِ آتشیں سے

سنبھل کر ذبح کر عشاق کا خوں
لپٹ جائے نہ تیری آستیں سے

کرے گا دست بوسی قتل کے بعد
لپٹ کر خون اُن کی آستیں سے

غزل اک نعتیہ لکھکر معلےٰ
صِلہ بخشش کا مانگو شاہِ دیں سے

جلوہ جب اپنا دکھایا یار نے
مجھکو اپنے سے بُھلایا یار نے

صورتِ کثرت میں دکھلا کر ظہور
نقشۂ وحدت جمایا یار نے

خود انا الحق کہہ کے پھر منصور کو
لاکے سولی پر چڑھایا یار نے

آپ ہی خود لیلیٰ و مجنوں بنا
ہم کو دیوانہ بنایا یار نے

غیریتِ کثرت کا پردہ ڈالکر
رازِ وحدت کا چھپایا یار نے

نیست اور نابود تھا سارا جہاں
عالمِ ہستی میں لایا یار نے

بنکے خود نمرود- نار اور خود خلیل
باغ آتش کو بنایا یار نے

بنکے یوسف- کارواں اور چاہ خود
مصر میں شہرہ مچایا یار نے

خود عصا اور بنکے موسیٰ اژدہا
طور پر جلوہ دکھایا یار نے

ناز عشوے یار کے کیا کیا کہوں
رنگِ بیرنگی جمایا یار نے

کعبہ میں بت میں حرم میں دیر میں
ہر جگہ جلوہ دکھایا یار نے
آپ آدم جنت و گندم بنا
اوج کو پستی میں لایا یار نے
جزو و کل میں الغرض دکھلا کے رخ
آپ کو اپنے میں پایا یار نے

اے معلّیٰ رہ کے گردن کے قریب
نحن اقرب کہہ سنایا یار نے

پڑھے ہیں قرآں میں نحن اقرب بیانِ دوری کا حال کیا ہے
ہمیں تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ہجر کیا ہے وصال کیا ہے
تمہارے ابرو و رخ کے آگے مثالِ بدر و ہلال کیا ہے
اگرچہ دونوں کمال پر ہیں تو وجہ نقص و زوال کیا ہے
میں کیا کہوں ان کی شکل کیسی ہے حسن کیسا جمال کیا ہے
جو حسن ہو حسن بے مثالی جہاں میں اس کی مثال کیا ہے
اے معدنِ لطف و کانِ رحمت تمہارے فضل و کرم کے آگے
متاعِ دنیا کی کیا حقیقت یہ دولت و گنج و مال کیا ہے
نکالو خنجر نظر سے کہہ دو تو کشتے تیغِ نگاہ کے ہیں
مرے ہوئے دل لگا کے [illegible] کیا ہے
اگر تجھے تاب ہے کہ جھوٹ ہے یہ طرح اختیار تم کو
کرے جو کچھ گفتگو ذرا بھی کسی کو اس میں مجال کیا ہے

اگر کسی سے خلاف دیکھیں عدو کسی کو بنائیں کیونکر
یہ فیصل سارے جو دوست کے ہیں تو وجہ رنج و ملال کیا ہے

نہ دو اگر تم پناہ ہم کو کدھر کو جائیں بتاؤ صاحب
کہ دوسرا پھر سوا تمہارے ٹھکانہ کس جا مآل کیا ہے

رقیب نے گر نہیں سکھایا تو پھر یہ کیسی رکاوٹیں ہیں
بتائیے ملنے میں دیر کیوں ہے یہ ہم سے ہر وقت ٹال کیا ہے

مزاج اُن کا ہے لاابالی کریں گلہ اُن کا کیا کسی سے
کبھی انھوں نے نہ یہ بھی پوچھا کہو معلّیٰ یہ حال کیا ہے

وصل کا منہ سے کبھی مذکور نہ آنے دیجے
گر نہیں آپ کو منظور تو جانے دیجے

اس قدر غیر کے گھر جانے میں جلدی کیا ہے
کشتۂ ناز کا لاشہ تو اُٹھانے دیجے

کیجیے وہ بات کہ ہو طبعِ عبث نہ تکرار
شیخ کو بیٹھے ہوئے باتیں بنانے دیجے

حضرتِ دل رہیں آپ اپنی وفا میں صادق
جھوٹی قسمیں وہ اگر کھاتے ہیں کھانے دیجے

زیرِ خنجر ہے گلا قتل میں جلدی کیا ہے
طاقِ ابرو کی طرف سر تو جھکانے دیجے

رخ ابھی اوٹ سے چلمن کی نہ کیجے باہر
مہر و مہ کو بھی مقابل میں تو آنے دیجے

جو سخن مجھ سے محبت میں ہوا خوب ہوا
اُس کا اب ذکر ہی کیا چھوڑیے جانے دیجے

حضرتِ دل ہمیں بے چین نہ کیجے اتنا

کچھ معلّی کا انہیں حال سنانے دیجے

فرش سے تا عرش عالم میں سمایا عشق ہے
عاشقوں کی جان معشوقوں کا پیارا عشق ہے

ہم پیارے عشق کے ہم کو پیارا عشق ہے
ساری دنیا سے نرالا یہ ہمارا عشق ہے

دو جہاں میں اور کیا رکھا ہے ان دو کے سوا
حُسن روز افزوں تمہارا یا ہمارا عشق ہے

کردئے صدہا جلا کر جس نے گھر خاک سیاہ
آتش برق تجلی کا شرارا عشق ہے

ہے ظہور ہر طرف ہر جا ہمارا دیکھ لو
کرتا یوں آنکھوں سے ہر جانب اشارا عشق ہے

عاشقوں کی کیوں نہ پیشانی میں چمکے مثل ماہ
آسمان اوج وحدت کا ستارا عشق ہے

کیوں نہ اس کے عاشق و معشوق ہوں حلقہ بگوش
گوش وحدت آشنا کا گوشوارا عشق ہے

عشق کیا ہے کیا کہوں تم کو حقیقت عشق کی
جسقدر سوچو وہی مضموں تمہارا عشق ہے

سب کرشمے عشق کے ہیں ناز و انداز و نیاز
وجہ ایجاد دو عالم یہ ہمارا عشق ہے

باغ سینے میں کھلائے داغ دل کے سیکڑوں
گلشن توحید کا وہ گل نرالا عشق ہے

بھاگتے ہیں عشق کے سایہ سے سارے بوالہوس
ہے وہی انساں جسے اے دل گوارا عشق ہے

کام فردوس و بیدا کے جھگڑوں سے ہمکو کیا غرض
دین و ایماں مذہب و ملت ہمارا عشق ہے

کیوں نہ رکھیں مردان عشق ہر دو سمجھیا
وادی راہ خدا میں سنگ خارا عشق ہے

عاشق و معشوق صدہا اس نے مارے آج تک
مرد میدان شجاعت یہ ہمارا عشق ہے

قطرۂ ناچیز کیا اُس کی حقیقت پا سکے
اے معلّی بحر ناپیدا کنارا عشق ہے

مخمس بر غزل نواب فصیح الملک داغؔ دہلوی مرحوم

تمہارا شیوہ ہی لازمی یہ کہ ظلم بے قرینہ کرنا
سوائے سختی کے بات بھی کچھ ملائم اور نرمی سے نکرنا
تو چاہیے تمکو عاشقوں کی میاں رعایت ہی ذر نکرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نکرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نکرنا

نہیں ہے منظور آپکو گر تو ہم سے کچھ بات ہی نکرنا
ستانا اور دل دکھانا اور ظلم ہم پہ بے قرینہ کرنا
ادائے رسم ستمگری میں کبھی ذری کوتہی نکرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نکرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں ہی نکرنا

نہیں ہے گر مرضیٔ مبارک ہماری خاطر ذری نکرنا
ہے ہمیں عین خوشی ہماری کہ آپکی ناخوشی نکرنا
مخالفِ شانِ دلربائی کبھی کوئی کام ہی نکرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نکرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نکرنا

بخوفِ افشائے راز ہرگز زیادہ رونا نہ غل مچانا
کہ مثل غیروں کے حسبِ موقع بنا کے کچھ دو ہی بہانا
مگر ادائے رسم تعزیت کی بظاہر آتی تو کر دکھانا
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نکرنا

سمجھتے ہیں ہم تو تم کو اپنا رفیقِ جاں ز راہِ باطن
شفیق و مخلص محب ہمدم یگانہ دوستی و محسن

اگر یہ ڈر ہے کہیں نہ جاؤ تم بھی واں جا کے ہم سے خائن | لئے تو چلتے ہیں حضرتِ دل تمہیں بھی ہیں انجمن میں لیکن

ہمارے پہلو میں بیٹھ کر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا

مزاج ہے جنکا لا ابالی پھنسے ہیں ہم ہائے آج بس میں | ستم شعاری میں ہیں وہ یکتا نہیں ہے ایک اُن سا کوئی دہر میں

نہیں ہے کچھ اعتبار انکا اگر وہ کھائیں بھی لاکھ قسمیں | کہاں کا آنا کدھر کا جانا وہ جانتے ہی نہیں ہیں رسمیں

وہاں ہے وعدہ کی بھی یہ صورت کبھی جو کرنا کبھی مکرنا

عجب ہے دربار اُنکا عالی نہیں ہے کچھ دم زدن کی طاقت | خموش رہنا ہزار بھی ہو دلِ حزیں پر اگر مصیبت

نہیں ہے ممکن کہ اُن کے آگے کلام و شکوہ کی آئے نوبت | بیانِ دردِ فراق کیسا کہو وہاں اپنی یہ حقیقت

جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی مکرنا

کرو نہ غیروں کی کچھ سفارش ستم نہ ہو جائے رحم بیجا | نہ کرنا پاسِ خوشامدی کچھ تلف نہ ہو جائے حق ہمارا

کہو گے گر سیدھی سیدھی ہمیں خدا تمہارا بھلا کریگا | مدار ہے ناصحو تمہیں پر تمام اب اُسکی منصفی کا

ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری مکرنا

ہماری ہستی کو میٹ دینا اگر ہے مقصود ہی تمہارا | تو قتل کرنے سے پیشتر ہی دکھا کے رُخ کا ہمیں نظارا

جلا کے تیرِ نگاہ ابرو کی تیغ کا کرکے اک اشارا | ہلاکِ اندازِ وصل کرنا کہ پردہ رہ جائے کچھ ہمارا

غمِ جدائی میں خاک کرکے کہیں عدو کی خوشی مکرنا

سمجھتے تھے یہ رفیق بنکر [illegible] | نہ جانتے تھے کہ بھاگ جائیگا یہ یاں ہم سے ہو کے بیجا

یہی ہے حسرت [illegible] | ہم ایک رستہ گلی کا اُسکی بتا کے دل کو ہوئے پشیماں

یہ حضرتِ خضر کو جتا دو کسی کی اب رہبری مکرنا

کریں علاج اسکا کیا بھلا ہم نہیں ہے اُن میں وفا کی بُو جو
وہ دوستوں کو سمجھ کے دشمن ہمیشہ رہتے ہیں دل سے بدجو
بنالیا ہے شعار اپنا خلاف عاشق کا کرنے ہی کو
مری تو ہے بات زہر اُنکو وہ انکے مطلب ہی کی کہیں جو

جو اُن سے کچھ التجا بھی کیجیے ہے لازم اُنکو وہی بگڑنا

شعار تیرا ہے لازمی یہ کہ اپنے وعدہ سے صاف ٹلنا
ہمارا ہے یہ خیال ہر دم وفا میں ہرگز نہ کم نکلنا
مگر یہ کیسی ہے تیری خو کہ ہم سے ہر بات پر مچلنا
وہ اک ہمارا طریقِ الفت کہ دشمنوں سے بھی ملکے چلنا

یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

خیالِ صانع کا کیجیے گا نظر جو کیجیے خودی کی جانب
کہ اہلِ حق خوب جانتے ہیں ہے سب قدرت اُسی کی جانب
غرورِ حسن آپ کو نہ پھیرے کہیں رہِ کجروی کی جانب
ہوا ہے گر شوق آئینے کا تو رخ ہو راستی کی جانب

مثالِ عارض صفائی رکھنا برنگِ کاکل کجی نہ کرنا

یہ منزلِ ہفت خواں ہے ایسی کہ اس میں رستم بھی ہیں ترستے
کہ لاکھوں رنج و غم و الم کے نزول ہر دم یہاں برستے
ہر اک خسرو جنا جیسی مقرر ہیں دل کو بن بن کے مار دستے
بُری ہے اے داغ راہِ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے

جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا

قدم جو رکھتے ہیں بامعلیٰ صنوبروں میں ہیں جا کے پھنستے
تپِ جدائی کے سوز و غم سے دل و جگر اُن کے ہیں پگھلتے
بجائے آبِ سحابِ رحمت ہیں اُن پہ شعلے شرر برستے
بُری ہے اے داغ راہِ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے

جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا

مخمس غزل حضرت غفران مکاں علیہ الرحمۃ

نزاکتوں سے بھری ہے جو ہر ادا اُن کی
تو کیوں نہ دیدۂ عشاق میں ہو جا اُنکی
ہے انفعال کی حالت بھی خوشنما اُن کی
سوالِ وصل پہ نیچی نظر تھی کیا اُنکی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ حیا اُن کی

قضا تھے پہلے ہی وہ فکر تم کو کیا اُن کی
کچھ ایسی قابلِ غم بھی نہ تھی وفا اُنکی
جمائے بیٹھے ہو کیوں مجلسِ عزا اُن کی
مرے جو عشق میں عاشق وہ تھی قضا اُنکی
یہ آپ کہدیں کرے مغفرت خدا اُن کی

دلا ہے وصل کی خواہش تو دل میں بھی اُن کے
ہے خوف یہ بھی کہ فتنہ کہیں نہ اُٹھ بیٹھے
فقط زبانی ہے اغیار کی خوشی کے لئے
یہ اُن کا قول ہے "میری ملے بلا تجھ سے"
بلائیں اُس کی بھی لوں گر ملے بلا اُن کی

مژہ دکھاتی ہے ہر دم سنان کا برچھا
نشانہ شست پہ تیرِ نگاہ کا ہے بندھا
محال ہے ترا بچنا ان آفتوں سے دلا
ستم ہے غمزہ۔ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
اور اُس پہ ڈھاتی ہے آفت ہر اک ادا اُنکی

دوبارہ کشتوں کے دے زندگی تو ہم جانیں
حیات مردوں کو قم کہہ کے دیں تو ہم جانیں
نہ نفخ صور کی حالت جبھی تو ہم جانیں
چلے وہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں

بہت اُڑاتی ہے اٹکھیلیاں صبا اُن کی

ہے خوضعیفی کی اسمیں وہاں غرورِ شباب
زیادہ اس سے بیان وصف کیا کروں میں جناب
یہ اختلاج میں یکتا غنا میں وہ نایاب
نہ اسکا مثل جہاں میں کہیں نہ اُسکا جواب

وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی

کروں ہزار بھی منت تو کیا مفید و لا
ہے آزمانے کو میرے خلاف کا منشا
ہیں لاوبالی اُنہیں کچھ نہیں مری پروا
اُسی کی مانیں خوشی سے جو ہو عدو میرا

غرض ہے کیا اُنہیں میری سنے بلا اُن کی

شہید کرکے ہمیں سُرخ رو بنائے گی
جگر کے ٹکڑے کریگی غضب ڈھائے گی
ادا دکھائے گی رنگت نئی جمائے گی
کبھی وہ شوخیٔ رفتار رنگ لائے گی

کرے گی خون مرا ایک دن حنا اُن کی

بغیر ذاتِ قدیم خدائے ربّ عباد
جہاں سے اُٹھ کے عدم کو چلے گئے ناشاد
رہا نہ حُسن کسی کا بھی تا ابد آباد
ہزاروں حُسن کی شہرت سے ہوگئے برباد

بندھی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا اُنکی

عجیب ڈھنگ کی صحبت بن آئی تھی ہم سے
نیاز و ناز کی زور آزمائی تھی ہم سے
کبھی تو عجز کبھی خود نمائی تھی ہم سے
شبِ وصال میں جو ہاتھا پائی تھی ہم سے

مسک گئی ہر اک جائے سے قبا اُن کی

سب آگے اہلِ جہاں پیش حضرتِ داورؑ
جتا کے جور و جفا ظلم اور ستم یکسر

کریں گے حشر کے دن بھی شکایت اُنکی اگر — خدا کے سامنے رکھونگا ہاتھ کانوں پر

برائی میں نہیں سننے کا برملا اُن کی

نگاہِ ناز سے اکیلا ہی کرتے ہیں بسمل — بنے ہیں چھوٹے سے سن میں جو جان کے قاتل
پڑے گی کیوں نہ بھلا جانِ زار پر مشکل — وہ ابتدا ہی میں کرنے لگے ستم اے دل

اب آگے آگے قیامت ہے انتہا اُن کی

فقط نہ عشوۂ طناز میں نزاکت ہو — ہمارے قتل کے ہر ساز میں نزاکت ہو
ہر ایک غمزۂ و انداز میں نزاکت ہو — نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو

ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اُن کی

ابھی تو عشق کی آگے کڑی ہے ہر منزل — مزاج داری ہے اُن کی بلائے جانِ قاتل
موافقت نہ کرے تو تو کام ہو مشکل — ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل

ستم میں تیرے اٹھاؤنگا یا جفا اُن کی

بھرا خمار سے وہ نجیب کے درپے — وہاں بہار کا جلوہ ہے آئینِ شوق رش وے
وہ صوتِ نغمۂ مطرب یہ سوزِ نالۂ نے — ازل کے روز سے اک لاگ حسن و عشق میں ہے

نہ ہے قصور ہمارا نہ ہے خطا اُن کی

گہر نثار کئے جا رہے ہیں ہر کف سے — دعائیں دیتا معلّی ہے ہر بشر صف سے
مبارکی کی صدا بھی بلند ہے دف سے — ملے تجھے آج تو ہم بھی جنابِ آصف سے

عجب رنگ میں ہیں پوچھتے ہو کیا اُنکی

قصیدہ

بہ تہنیت جشنِ جوبلی چہل سالہ حضورِ پرنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگانِ عالی متعالی نظام الملک نظام الدولہ آصف جاہ سادس فتح جنگ سپہ سالار یار وفادار رستم دوران ارسطوی زمان نواب میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ دکن غفران مکان علیہ الرحمۃ

میٹھے اور کھارے کے مناظرہ کی تمہید

ساقیا دے مجھے اک جامِ شرابِ وحدت
تکمیں نعت سے تا سرکہ بنے بے وقت

دے وہ جامِ مئے توحید کہ ہو کانِ نمک
جس کی نیرنگی کی ہر رنگ میں ہو اک رنگت

درجۂ نعت میں آکر جو بنا حسنِ ملیح
میٹھے کھارے کی دورنگی میں دکھا کر صورت

وہ مئے صاف کہ ہو مشرب و ملت میں حلال
شیرنی لیکے نہ قاضی کرے ثابت حرمت

محتسب بھی کرے رندوں سے کبھی تلخ نبات
میٹھی تقریر سے دے بادہ کشی کی رخصت

مغفرت ٹپکے جھڑی چھائی وہ گھنگور گھٹا
رات دن جس سے برستا رہے ابرِ رحمت

ایک ذرہ بھی ہو ساقی کے کرم میں نمی
فرحتِ نشہ کی بدلے نہ کبھی کیفیت

سن کے یہ قول مرا دی یہ ندا ساقی نے
آ ادھر دیکھ کے موجود ہے بزمِ عشرت

ساغر و بادہ و مینا پہ نہیں ہے موقوف | کھلے رکھے ہیں ہر اک جائے میں خوانِ نعمت
میں جو پہنچا تو ہوئی دل کو مسرت حاصل | دیکھنے سے ہوئی ہر چیز کے مجھکو حیرت
میز پر ہر جگہ اقسام کے کھانے ہیں دھرے | بیٹھے ہر سو ہیں قرینے سے سب اہلِ دعوت
کھارے اور میٹھے کے باقاعدہ رکھے ہیں ظروف | سوڈا لیمنیڈ کہیں اور کہیں جامِ شربت
نان اور قورمہ بریانی سموسے ہیں کباب | فیرنی شیر برنج آش نمش با لذت
کہیں طوطک ہے شکم پر کہیں اعظم شاہی | زعفرانی وہ مزعفر کی سہانی رنگت
میٹھے کھارے کی لڑائی کا تماشا دیکھا | ایک پر ایک بڑھانے لگا اپنی عزت

میٹھا

میٹھا کہنے لگا کھارے سے کڑوے کو نمک | کیا سمجھتا ہے تو اپنے کو مراہم صحبت
کچھ نہیں تجھ سے بڑھکے ہے ترا خام خیال | شورشِ غم سے زیادہ ہے یہ تیری خصلت
شعر ہے مثل نمک کچھ تو ذرا دل میں پگھل | تجھ میں اور مجھ میں مساوات کی ہو کیا نسبت
تیری تعریف میں آیا ہے کہ ملحٌ اجاج | وقتِ افزونی تری ہوتی ہے کڑوی حالت
دیکھ مجھ کو ہو اگر قند زیادہ مجھ میں | اور بڑھ جاتی ہے افزونی میں میری لذت
تیرے تجھ سے خوار ہوں تو میرا نمک پروردہ | تو نمک خوار ہے میں صدر نشین عزت
ایسے میں رکھتا ہوں تجھے ساتھ رعایت سے مری | جیسے رہتے ہیں طفیلی بھی شریکِ دعوت
تجھ کو کرنا تھا ادب ہی سے ادا حقِ نمک | کھا کے میرا ہی نمک توڑ نمکداں کی نہ ست

جسم سے تیرے نمک چھوٹ کے نکلے کہیں
شوربا بن کے نہ ٹپکے کہیں تجھ پر آفت

شورہ پشتی کا تری کیوں نہ ہو جگ میں شہرہ
شورہ بختوں سے رہا کرتی ہے تجھکو صحبت

سرد مہری تری مشہور ہے شورہ کی طرح
گرمجوشی سے پگھل جاتی ہے تیری صورت

تفرقہ پڑتا ہے ملجاتا ہے جس رنگ میں تو
کھار سے تیرے بدل جاتی ہے اچھی رنگت

از پئے خوردن حلوا تو روئے بایہ
مجھ سے منہ آئے تری دیکھ تو لے حیثیت

منہ سے میں نے جو لگایا تو لگا چاٹنے منہ
بڑھ گئی اندنوں کتّے سے بھی تیری خصلت

شورش آتا پہ کہیں ایسی مچاتے ہیں غلام
کہ خود آقا کی جگہ بیٹھیں بدل کر صورت

میں وہ ہوں اولیں عالم کی غذا عمدہ لطیف
شہد بچوں کو چٹاتے ہیں سمجھ کر عزّت

تشنگی کے لئے تسکین کو بھی وقت اخیر
نزع میں دیتے ہیں مصری کا بنا کر شربت

شیر مادر میں ہوا جب سے مرا پیدا اثر
پرورش پاتے ہیں سب جتنے ہیں معصوم صفت

مجھکو رکھتا ہے عزیز اپنا ہر اک کودک و پیر
نوجواں بھی نہیں رکھتے کبھی مجھ سے نفرت

سارے عالم کے ہیں میووں میں حلاوت ہے مری
شیریں کاری کی مری سارے جہاں میں شہرت

بھی صورت پہ مری مرتے ہیں ارباب کمال
گھر میں رکھتے ہیں شرف سے مجھے اہلِ دولت

ناز کرتے ہیں مٹھائی پہ مری اہلِ نیاز
ہوتی ہے درگہ ابرار میں میری عزّت

فاتحہ میں بھی باخلاص گزر ہے میرا
میرے کھانے سے مزے پائینگے اہلِ جنّت

لکھی ہے شہد میں اللہ نے دنیا کی شفا
میرے ہر جز سے ہویدا ہے جہاں کی صحت

کیوں نہ مرغوب ہو ان مصری طبیبوں کو علاج
نام ہے میرے ہی قند نہیں تھوڑی نسبت

تلخ معلوم نہیں ہوتی کبھی میٹھی بات — مدت العمر بدلتی نہیں میری لذت
لطف دکھلاتی ہے ہر جا ہے مری میٹھی نگاہ — دی ہے خالق نے مری ذات میں نرمی لینت
ایک دم گر نہ ملے خلق کو میٹھا پانی — تشنگی سے نہ رہے اہل جہاں میں طاقت
ہوتا شیریں نہ اگر چشمۂ آب حیوان — خضر و الیاس کو جینے کی نہ ملتی لذت
عشق شیریں میں جو فرہاد نے کی کوہ کنی — تھی مرے نام شکر بار سے اسکو الفت
ہوتی شامل نہ اگر اس میں حلاوت میری — آب کوثر کی کبھی ہوتی نہ تشنہ جنت
کھاتے ہیں جھوٹا بھی میٹھے کی ہی لالچ سے سبھی — مصریوں میں ہے سمرقند میں میری شہرت
منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے — اتنی پھر آہ حسد سے ہے تجھے کیوں حسرت
پیاری ہوتی ہے جو ہو چال بھی میٹھی میٹھی — دل میں جا کرتی ہے معشوق کی میٹھی صورت
رمز المؤمن حلوٌ ویحب الحلوا — یاد رکھتے ہیں بدل جتنے ہیں اہل سنت
سونے والوں کو اگر ملتی نہ تشبیہ میری — نیند میٹھی کو نہ کہتا کوئی خواب راحت

کھارا

سن کے تقریر یہ کھارے نے کہا واہ چہ خوش — میٹھے بھی کرنے لگے تیری خدا کی قدرت
اے برادر نہ کر اتنی بھی تعلّی بے جا — جس سے آخر میں اٹھانی پڑے تجھکو خفت
جھوٹ بھی کہنا تو اتنی کہ ہو آٹے میں نمک — نہ کہ آٹے کو نمک ملکے کرے سب غارت
تیری تاثیر ہے صفراوی کو شکر کی چھری — میٹھا بنتا ہے جس کو ہو تری سے نسبت

مری جاتا ہے وہ جس کو مرض میٹھے کا
باقی رہتا نہیں کچھ عضو میں زورِ شہوت

تیری تشبیہ سے تلوار کی میٹھی ہوئی دھار
میٹھے دردوں سے نہیں کم ہے یہ تیری صحبت

میٹھی باتوں پہ تری کھاتے ہیں میٹھی ہی فریب
کہ ہے الجنس مع الجنس کی ظاہر حجت

تلخ گڑ سے بھی زیادہ ہے تری میٹھی نگاہ
چھری میٹھی ہے یہ گویا تری میٹھی صورت

مردِ مؤمن کو جو ہے تجھ سے محبت کا لگاؤ
وہ نہیں دیتے کبھی فضل کی تجھ کو نسبت

کیونکہ وہ جانتے ہیں مرد میں کھارا پن ہے
پیار کرتے ہیں فقط تجھکو سمجھکر عورت

شان میں مردوں کے ارشاد ہے قوّامون
کیسی اپنے پہ وہ پھر تیری بڑھائیں عزت

یہ بھی تقریر ہے کم تیری شکر چھانٹنے سے
اتنی ہانکی جو زر زردیری مجذوب صفت

کس پہ صادق ہے نمکخوار کی تعریف تو دیکھ
کس کو عالم میں غلامی کی ہے حاصل نسبت

تو ہے اب میری نمکخواری کا محتاج کہ میں
کیوں لگاتا ہے تو بے اصل یہ مجھ پر تہمت

بے نمک میرے نہیں چلتا کبھی کام ترا
کام چلتا ہے مرا تیرے سوا بے دقت

گر نہ موجود ہو تو میرے پہ کچھ عیب نہیں
مجھ سے خالی نہیں رہتا کوئی خوانِ دعوت

شاذ و نادر نہ کسی جا پہ جو میرا ہو گذر
پھیکی رہتی ہے مرے کھانیکی از بس لذت

میں اگر چاہوں تو پل میں تجھے آزاد کروں
ابھی پلو میں نمک باندھ کے کردوں رخصت

تیز جملے یہ ترے مجھ پہ ہیں بے نمکی
یہ ترا شور و شغب یہ تری میٹھی حرفت

ننگ ہے اہلِ شجاعت کو ترے نام سے بھی
مرد کو گر کبھی میٹھا تو کرے وہ نفرت

بیٹھ خاموش تو گپ چپ کی مٹھائی کھا کر
کر نہ شورش کی تو چیونٹوں کی طرح ہجرت

ارشاد ہے باری تعالیٰ
الرجال قوامون علی النساء

زہر کے بدلے مجھے مار نہ شکر دے کر ۔۔۔ جلنا یہ تو نے کہا سب ہے ترے دل کی کھڑت

ملح کو شاہِ رسالت نے کہا نعم ادام ۔۔۔ کوئی کیا کر سکے پھر اُس کا بیانِ ذلّت

تھا ملاحت بھرا حضرت کا بھی وہ حُسنِ ملیح ۔۔۔ بعدِ حق جنکی زمانے سے ہوا فزوں وقعت

مجھ میں افراط کا تفریط کا کچھ دخل نہیں ۔۔۔ اہلِ سنّت کی طرح ہے مری اوسط حالت

خوش ہیں سب میری ملاحت سے حسینانِ ملیح ۔۔۔ جس غذا میں نہ ہوں میں نہیں ملتی لذّت

ملتی ہے مجھکو جگہ شاہوں کے دسترخوان پر ۔۔۔ تا چکھیں اول و آخر میں نمک با فرحت

بنتا ہے کانِ نمک میں مرے مردار حلال ۔۔۔ میرے ملنے سے نہیں رہتی ہے مُے میں حرمت

میری تاثیر سے ہوتا ہے نجس پاک سبھی ۔۔۔ سچ تو کہہ آئے گی تیرے میں کہاں سے یہ صفت

رفت ہر چیز کہ در کانِ نمک گشت نمک ۔۔۔ شورہ بختوں کو بھی اکسیر ہے میری صحبت

مصریوں نے کہا جس طرح سے یوسف کو غلام ۔۔۔ کیا ہو گر تو بھی غلامی کی مجھے دے نسبت

شیرِ مادر جو ہوا پیدا وہ تھا اصل میں خون ۔۔۔ خون میں دیکھ کہ موجود ہے کھاری لذّت

گرچہ پانی میں پگھلتے ہیں نمک شکر بھی ۔۔۔ پر فنا وزن میں ہونے کی ہے مجھ میں ہی صفت

کو دک و پیر ہی کیا مجھ سے ہیں خوش خاص و عوام ۔۔۔ کھا کے سب ہوتے ہیں سیراب مجھے ہے دقت

کامیابی کے لئے موں میں خور ند و کنار فیق ۔۔۔ تھوڑا کھا کر ہی تجھے پھیرنی ہے منہ خلقت

با مزہ عمدہ نمک دار وہ ماہی کے کباب ۔۔۔ سب سے پہلے یہ غذا چکھیں گے اہل جنت

کھائیں گے اہلِ جناں گاؤ زمیں کا بھی وہ گوشت ۔۔۔ جس کی قرآں کی تفاسیر میں لکھی ہے صفت

پیٹ میں ابر کے بنتا ہے جو میٹھا پانی ۔۔۔ اصل میں کھاری ہے دریا کی ہے اُس پہ رحمت

صحتِ جسم و بدن بچنے کو بیماری سے
ہے نمک اول و آخر میں بھی کھانا سنت

میوہ کے جھاڑوں کی دنیا میں جو ہے نشو و نما
خاک کی کھارے ہے اصل میں اُنکی طاقت

ملح کی شان میں ارشاد ہیں کتنے اوصاف
دیکھلو چلکے کتابوں میں حدیثِ حضرت

آب ہے چشمۂ زمزم کا جو دنیا میں ملیح
اُس کی ہے کوثر و تسنیم سے بڑھ کر وقعت

ہے دوا ہر مرضِ ظاہر و باطن کیلئے
ہاضم و دافعِ استقام و مزیلِ علت

کھارے دریا کا جو عالم میں کیا حق نے ظہور
کھار سے اُس کے ہوتا جسم زمیں میں طاقت

ہے ثرید[۱] ایک میرا نمکیں خبز و لطیف
فضل ہے عائشہ صدیقہؓ کے وہی ہے نسبت

لحم و بر کو جو ملا خاص سیادت کا خطاب[۲]
ایسی پھر سچ تو بتا کس کو ملی ہے عزت

پکتی ہیں عرس و نیازات میں لاکھوں دیگیں
عمدہ بریانی کی تاثیر ہو کھا کر خلقت

کھانے میں شادی کے مہمانوں کا ہے مجھ پہ مدار
ہوتی ہے کھارے سے ہر چیز میں خیر و برکت

ایک ہیں دیکھ علیؑ اور نمک کے اعداد
خاص ہے شاہِ ولایت سے مجھی کو نسبت

چشمِ انصاف سے گر دیکھیں تو ظاہر ہے یہ بات
نمکیں چہرۂ دلبر سے ہے سب کو رغبت

بھولے بھٹکے ہی کبھی تجھکو بلا لیتے ہیں لوگ
رات دن مجھ سے رہا کرتی ہے سب کو اُلفت

[۱] اشارہ بطرف حدیث فضل الثرید علی سائر الطعام کفضل عائشة علی سائر النساء

[۲] یعنی حدیث سید الطعام الملح

گریز بطرف مدحتِ شاہ

تو نے اے میٹھی میاں کھارے جو باتیں سنے
سچ تو کہہ اور بھی باقی ہے تری کچھ حجت

پیٹ میں باقی حسد کا ہے اگر میٹھا درد
کر لے حاصل نمکِ شورے مرے صحت

یہ نہیں ہے تجھے منظور تو چل شاہ کے پاس — ملے انصاف کی تا دونوں کو شہ سے لذت
شاہِ آصف کے ہیں ہم دونوں نمکخوار قدیم — فیصلہ دونوں کا وہ کر کے کریں گے رخصت

مطلع مدحت شاہ

یعنی وہ بادشہِ مُلکِ دکن ذی فطرت — میر محبوب علی شاہ سکندر شوکت
رونقِ تاج و نگین شاہِ سلیماں صولت — رشکِ جمشید و فریدوں شہِ دارا حشمت
آصفِ عہد سلیمانِ زماں شاہِ نظام — فخرِ کیخسرو و سلطانِ فلاطوں فطرت
ذی کرم رستمِ دوراں وارسطوئے زماں — والیٔ مُلک حضورِ دکن اعلیٰحضرت
منبعِ جود و اتم معدنِ الطاف و کرم — مخزنِ علم و ہنر صاحبِ جاہ و رفعت
فتح جنگ اعظمِ اعیانِ جہاں آصفجاہ — ناصرِ دولتِ اسلام و معینِ ملّت
جگ میں ہے شہرۂ آفاق ملاحت اُسکی — تا بہ قندھار ہے شیریں سخنی کی شہرت
شہ کی چہل سالہ ہے یہ سالگرہ کا جلسہ — ہے جو ہر ایک جگہ مجمعِ بزمِ عشرت
خوانِ دعوت پہ جو ہیں جمع یہ کھانے میٹھے — شکر و شیر کے مانند ہیں ہم با اُلفت
شہ کے خوانِ کرم و فضل کے ہیں ریزہ ربا — جتنے آتے ہیں نظر ہم کو یہ اہلِ دعوت
ذاتِ پاک اُسکی ہے انوارِ کراماتِ جہاں — ہر مسِ قلب کو اکسیر ہے اُسکی صحبت
مسندِ فضل و کرامات فریدِ دہر زکی — صاحبِ دانش و فرہنگ زکا ذی فطرت
مرجعِ اہلِ ہنر مظہرِ آیاتِ کمال — قدر دانِ شعرا فیض رسانِ خلقت

کیوں نہ دشمن کی اشارے سے کرے قطع امید | ابروئے خاص میں موجود ہے خنجر کی صفت
ہوتا ہے راہ میں اسطرح سواری کا عبور | جیسے گلزار میں بہتی ہے نسیم فرحت
عادل و باذل و ذی فطنت علامۂ عصر | حامیٔ دینِ متیں نورِ چراغِ ملت
شہ کے اخلاق کی کیوں ہر سو نہ پہنچے ضیا | جلوہ گر ہے رخِ روشن سے خدا کی قدرت
خنجرِ شہ سے کرے قصد جو دم بازی کا | موت دم بھر کی عدو کو نہ کبھی دے مہلت
عدلِ شہ سے نہیں کچھ بکریوں کو شیر کا خوف | ملی چوپانی کی ہے گرگ کو اُن پر خدمت
شاعر و عاقل و ذی فہم و ذکی تیز قلم | ماہرِ علم و ہنر واقفِ رمز و حکمت
وصف میں اُس کے پھر اک مطلعِ پرزور پڑھو | تا ہو تحسیں کی صدا زیبِ زبانِ خلقت

مطلع دوم

شاہ کو دی ہے خدا نے وہ شجاعت کی صفت | رستم و سام و نریمان کے ہے دل میں ہیبت
در پہ حاضر ہیں کمر بستہ بہم فتح و ظفر | بندِ شمشیر سے گویا کہ بندھی ہے نصرت
ظلمتِ ظلم کا باقی نہ رہا دہر میں نام | شاہ جس دن سے ہوا اورنگ نشینِ عزت
ہر جگہ دہر میں ہے اُس کی سخا کا چرچا | بھول جائیگی نہ کیوں حاتمِ طے کو خلقت
شۂ عادل کی عدالت کا ہے جب سے شہرہ | باگ بکری کو ہے اک گھاٹ میں باہم الفت
قصد سے تیز ہے جو شاہ کے توسن کا خرام | صرصر و بادِ صبا میں یہ نہیں ہے عجلت
فیلِ خاصہ نہ ہو کیوں رفعتِ عالی کا کفیل | ہے مقامِ قدمِ رفعتِ اعلیٰ حضرت

رجوع بہ تصفیہ مناظرہ

پھر نمک کھارے کا سنکر یہ کلام پرشور
میٹھا کہنے لگا بس اب نہ کر آگے حجت

میں بھی راضی ہوں کہ جو شاہ کرینگے فیصل
اس کی تعمیل میں ہم کچھ نہ کرینگے علت

الغرض دونوں ہم حاضر دربار ہوئے
شاہ کے روبرو اپنی ہی بنا کر صورت

شاہ نے دیکھ کے دونوں کو یہ ارشاد کیا
کس لئے آئے ہو بے وقت خلاف عادت

خاصہ کے وقت حضوری ہے تمہاری لازم
آج اس وقت نہیں خالی ہے کچھ از علت

عرض دونوں نے کیا ہیچ ہے یہ ارشاد حضور
جلسۂ سالگرہ میں تھی ہمیں بھی دعوت

میٹھی تقریر سے جب بڑھ گئی ہم دونوں میں بات
شوربشتی کی ہم پہنچ گئی تھی نوبت

اس لئے آئے ہیں ہم دونوں بہم فریادی
تا کہ اس جھگڑے کو فیصل کریں اعلیٰحضرت

شاہ نے سن کے بیاں دونوں کا یہ فرمایا
دل میں تم دونوں کے افزود ہے نفسانیت

بڑھ گئی تم میں اسی سے ہے خصومت باہم
اس لئے کرتے ہو اک دوسرے کی تم خفت

فیصلہ شاہ

گرچہ میری ہی طبیعت کو نمک ہی ہے پسند
پر نہیں میٹھے کے کھانے سے مجھے کچھ نفرت

جو ہے منصف [illegible]
کیونکہ ہوتا ہے یہ عیب وہ عدل بلحاظ رغبت

[illegible]
وہی کہتا ہوں جو ہے قابل عدل و نصفت

گر و تم دونوں نہ اک دوسرے کو اتنا ذلیل
جس سے پیدا ہو خرابی کا اثر اور ذلت

خوانِ نعمت کے قدیمی ہو ملازم دونوں
شکر و شیر کے مانند رہو با اُلفت

دونوں کی شان میں جتنے ہیں احادیثِ نبی
اُن کے معنی میں نہ پیدا ہو کہیں کچھ علت

سب برابر ہیں دونوں کے فضائل جزئی
نہ رہی ایک کو پھر دوسرے سے کچھ نفرت

مائدہ حق سے جو نازل ہوا میٹھا کھارا
من و سلوے میں بھی دونوں میں یہی نسبت

کیا رزاق نے جب دونوں کو کھانا بہم شیر و شکر
پھر بیاں کیسے کوئی کر سکے اُن کی عظمت

دعا برائے شاہ

ہو کے خوش دونوں نے دی ہاتھ اٹھا کر یہ دعا
رو بقبلہ تہِ دل سے بہ خلوصِ نیت

کھارے اور میٹھے کا تا دہر میں یارب ہے ظہور
شاہِ آصف کا کُشادہ رہے خوانِ نعمت

باحلاوت رہے خورسند جہاں میں دائم
ہم نمک خوار دل و جاں سے ہیں صاحبِ عزت

طلبِ جشن یہ ہیں کہ رہیں عالم میں مدام
سب ہوا خواہ رہیں ملک کے شوکت

شہ کے ہر آئین زمانے میں مرادات علی
کے ہر روز مسرت میں بعیش و عشرت

دورِ دولت کے جو دشمن ہیں ہیں رو سیاہ
رہے آباد ہمیشہ یہ بہ فتح و نصرت

یہ دعا سُن کے مُعلّیٰ نے کہا تھا جو آمین
کہ دعا گو ہے آبائی تمھاری خدمت

در مدح حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

صبا کی سن کے چمن میں وہ شور و غل سن سن
زبانِ حال ہے شاکر ہے ہر گُل سوسن

خرامِ ناز سے خوبانِ باغ کا وہ چلن
وہ سرو کا لبِ جو طنطنہ وہ قد کی پھبن

گھٹا ہے چھائی ہوئی ہر طرف سے بادل کی
جھکی ہوئی ہے صراحی کی شرم سے گردن

مشامِ جاں ہے معطر گلاب کی بو سے
مہک رہی ہے ہر اک سو جو نکہتِ گلشن

گلے کا ہار کہیں ہو نہ خارِ گردشِ دہر
اُٹھائے ناز سے خوبانِ باغ ہیں دامن

بشکلِ نائی گُلِ زنبق و گُلِ شبّو
کہیں بجاتا ہے شہنائی اور کہیں ارگن

ہر اک سمت سے جاں بخش چل رہی ہے ہوا
بہارِ عیش سے پھولا پھلا ہے سب گلشن

وہ عندلیب کی نغمہ سرائیاں سن کر
ہیں گوشِ گُل کی طرح رنگ نونہالِ چمن

وہ قمریوں کی صدا کو کنا وہ کوئل کا
وہ چہچہے گُل و بلبل کے اور وہ صوتِ حسن

بجا رہے ہیں چلا جل چمن میں برگِ شجر
ہیں راگ مالے کہیں بجتے اور کہیں ارگن

ہے دورِ ساغرِ مے بزمِ عیش میں جاری
جھکا کے شرم سے بیٹھا ہے محتسب گردن

ہے اعتدال پہ ہر گلرخِ چمن کا مزاج
کہ چل رہی ہے بہت معتدل ہوائے چمن

ہر اک نے قرینے سے سامانِ عیش ہے رکھا
بنا ہے باغِ خوشی اور سرور کا معدن

جو اتفاق سے میں بھی بسیرِ باغ چلا
نگاہِ خاص سے محوِ نظارۂ گلشن

تعجبانہ تماشائیوں سے کر کے خطاب
یہ میں نے پوچھا کہ اس جا ہے کون جشن وطن

یہ جمگھٹے ہیں خوشی کے ہر ایک جا کیوں جمع
ہر اک طرف ہیں چراغانِ عیش کیوں روشن

وہ ہنس کے کہنے لگے کیا تجھے نہیں معلوم
کہ شہ کی سالگرہ کا ہے جشن سرّ و علن

وہ شاہ عادلِ دوراں کہ جس کے عدل سے آج
ہے گوسپند کا اور شیر کا بہم مسکن

سُنے جو حال سخاوت کا اُس کی حاتم طی
بہ شوق و دید بحد سے چلے بسوئے دکھن

جہاں میں اُس کی شجاعت کا جب سے شہرہ ہے
چھپے بحد میں نریمان و سام و گیو و پشن

بشکلِ زال ہو ہیبت سے رستم سکزی
بسان موم گلے خوف جاں سے روئیں تن

زبانِ کلک سے کیا ہوں رقم صفاتِ جمیل
ہے جس کے خُلق کا شہرہ ز روم تا لندن

پڑھوں میں مطلعِ برجستہ بزم میں آکر
ہیں جمع باغ میں سب شاعرانِ ہند و دکن

مطلعِ دوم

نظامِ ملک شہِ ذی جاہ و صاحبِ فن
سخی کریم شجیع عفیف و متقی و محسن

نہیں عدیل زمانے میں اس کا اب کوئی
نہیں نظیر کوئی اس کا زیرِ چرخِ کہن

نیام و تیغ سے اس کے بندھی ہے فتح و ظفر
ہے شہرہ اس کی شجاعت کا روم تا چمن

ہیں ظلِ عاطفتِ حق میں دوست سب اُس کے
ہے زیرِ خنجرِ خونخوار گردنِ دشمن

ہوا اُس کے جود سے محتاج بھی غنی ایسا
ہما کی طرح سے جو جس کے سر پہ سایہ فگن

صفائی رخ سے زمیں ہو کے گرد ہوں
دکھا دے نعت کی کوئی حسین اگر انجمن

چھپا کے ابر میں رخ بھاگے مہر آگے سے
کہیں سے دیکھ لے بدلی ہوئی اگر چتون

ہے وصف شاہ دکن حیطۂ قلم سے برون
لکھے تو کیا لکھے تعریف کوئی اہل سخن

یہی ہے بس کہ کروں ختم میں دعا پہ کلام
کہ ہوں قدیم نمکخوار پادشاہ زمن

الٰہی تا بہ رواں دورِ چرخ گردوں ہے
ہے تا بہ رشتۂ تارِ حیات زیبِ بدن

رہے بہ رشتۂ عمرِ حضور مستحکم
نہ پہنچے ان کو کبھی صدمۂ فساد و فتن

بحفظِ حق بطفیل شاہ آل اور اولاد
رہیں خوشی سے زمانے میں سو ہزار قرن

قبول کر مرے مولا دعا معلّٰی کی
ترے ہی فضل پہ ہے سب مدار اہل دکن

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

بہت ہے ساقیا جو ترے فیض عام کی
حسرت بھری ہے دل میں مرے ایک جام کی

وہ جام دے کہ علت مشرب میں ہو حلال
اُس پر نہ رہ سکے کوئی تہمت حرام کی

ابر سیاہ مست کی گھنگور یہ گھٹا
کہسار پہ ہے چھائی ہوئی دھوم جام کی

تشنہ نہ رہے ترے جلد ساقیا
وہ دے شراب خاص جو ہے تیرے کام کی

حسرت ہے جام بادۂ خورشید رنگ کی
صورت بنے ہلال نہ ماہِ تمام کی

پیمانے میں بنا رہے میرا وہ ہمنشیں
مہلت نہ محتسب کو ملے روک تھام کی

پیرِ مغاں بھی دخترِ رز کا ہے مرید | بیعت نصیب شیخ کو ہو شیخ جام کی
کیفیتِ خمار میں اُس کے نہ ہو کمی | لکھ دے سند وہ شوق سے شہرتِ دوام کی
سرمست ہو کے حُبِ خدا و رسول میں | شاغل رہوں دعا میں شہِ نیک نام کی
دوں دوں صدائے تہنیتِ شاہ کیوں نہ میں | نوبت یہ دیر ہی سے ہے صبح و شام کی
یعنی نظامِ ملک شہِ آصفِ زماں | شہرت جہاں میں ہو چکی ہے خوش انتظام کی
اخلاق میں ہے اُس کے مسخر دلِ جہاں | کیا جال ہے بچھائی ہوئی اس نے دام کی
مقبولِ خلق اُس کے ہیں اخلاق سب حسن | توصیف کیا کروں شہِ عالی مقام کی
حامی ہیں جس کے حضرتِ محبوبِ عالم | اس نام کو ملی ہے مدد دونوں نام کی
یہ بھی اُسی کے وصف کا ہے فیض لاکلام | ہر ذائقہ جو طرز ہے میرے کلام کی
وہ شاہِ شاعراں ہے لکھوں کیوں نہ شعر بھی | لازم ہے مقتدی کو اطاعت امام کی
وصفِ کمالِ شاہ کے باعث ہے کیا عجب | نعت اب پڑھے جو اس غزلِ ناتمام کی

مطلع دوم مدحیہ

مدحت لکھوں میں کیا شہِ عالی مقام کی | طاقت ہے طاق خامۂ ناتمام کی
سنتے تھے مدح سلطنتِ روم و شام کی | حالت ہے چپ [illegible] کی
اے شہ نظامِ ملک ترے حق میں روز و شام | [illegible] مدد سے حضرتِ حیدر [illegible] نام کی
خاتم کبھی گئی نہ سلیماں کے ہاتھ سے | جو مہر جب لگی ہے [illegible] کی

شاہِ دکن کی ہیبتِ شمشیرِ عدل سے | کانپیگی روحِ رستم و گودرز و سام کی
خلقِ حسن نے تیرے مسخر کیا جہاں | خواہش ہے آہوانِ رمیدہ کو رام کی
شانِ کلامِ شہ جو کلام الملوک ہے | مشہور سچ مثل ہے ملوک الکلام کی
اعداد میں بھی تیرے کلام و کمال ہے | تعداد حق نے رکھی ہے امن و زنام کی
کاملِ کمالِ ملکی برائے شہِ دکن | مقلوب بعض میں بنی صورت کلام کی
خوانِ قدم کے رتبہ والا کو دیکھ کر | گردن خمیدہ چرخ نے بہرِ سلام کی
کیا اس نے گوہر رشتۂ اُمید کو تہی | ہے طولِ عمرِ شاہ کو نسبت دوام کی
انگشت کے نشان عارضِ پرنورِ شاہ سے | صورت ہلال کیوں نہ ہو ماہِ تمام کی
چھپ جائیں برجیاں ہوں سامنے ترکانِ چیں اگر | ترکِ نگہ نے بات میں ترکی تمام کی
باطن ہو کیوں نہ پاک ترا اصاف پُر صفا | ہے اصل نقطہ آصفِ ذی احترام کی
گھٹ کر زمانے کے چرخ نے زیرِ زمیں کیا | جم نے عدد میں کی جو مساواتِ بام کی
مشہور خلق ہوتی سخاوت تری اگر | شہرت جہاں میں ہوتی نہ حاتم کے نام کی
مخلوق تیرے عہد میں آزاد غم سے ہے | ہے میرِ گنجفہ میں بھی بازی غلام کی
روشن زنی کی تیری چمک کیسے چھپ سکے | تیغِ ہلال کو نہیں حاجت نیام کی
تیغِ رواں کی تجھ کو روانی پہ ناز ہو | تعریف اگر لکھوں فرسِ خوش خرام کی
شوخی روانی واں سے بادِ صبا کو بھی | پھر دوڑ میں نہ مِل سکے نسبت قیام کی
تیرے سمندِ تیز سے گر ہمسری کرے | طاقت رہے نہ وہم میں بھی اک گام کی

پہونچے غبارِ توسنِ شاہِ دکن اگر
چھپ جائے چھت بھی اس فلکِ سبز فام کی

خارج حدِ بیانِ زبانِ قلم سے ہے
توصیفِ فیلِ خاصۂ شاہِ نظام کی

جب اس کے وصف کا کوئی ہوتا نہیں کفیل
اک شعر پر ہی اس کی ثنا اختتام کی

دہلیزِ شاہ کو کعبۂ مقصود جان کر
لے راہ بھول کر بھی نہ بیت الحرام کی

سب مل کے اک زبان سے مداح ہیں ترے
خلقت فرانس و روس و حلب روم و شام کی

مخلوق غیر ملکی و اربابِ اہلِ ملک
اے شاہ مدح خواں ہے ترے فیضِ عام کی

ہوتا کبھی نہ اشرفی مہر کا چلن
ہوتی نہ مہر سکہ میں گر تیرے نام کی

حاسد ترا ہزار کرے سرد مہریاں
پہنچے نہ مغزِ غوک میں نوبت زکام کی

خواہش صلہ میں کیا ہو زر و مال کی مجھے
محتاج جنسِ وصف نہیں چھوٹے دام کی

مطلع سوم دعائیہ

خدمت میں التجا ہے یہ ہر خاص و عام کی
مانگیں سلامتی شہِ عالی مقام کی

ہر دم دعائے شہ کے سوا مجھکو اور کچھ
خواہش نہیں ہے مال و زر و آش طعام کی

دل سے کریں دعا ہی باخلاص اٹھا کے ہاتھ
درج اس دعا میں بات ہے سب کام کام کی

گر دیر سے دعا میں تو آمین ہی کہیں
تائید ہی کریں سب خالص کلام کی

باقی جہاں کا تا ہے یارب یہ سلسلہ
جب تک لگی ہو دہر کو نسبت قیام کی

آصف کو جاہ و ملکِ سلیماں حصول ہو
ملجائے عمرِ خضر نصیب استلام

یارب یہ شاہ ملک دکن فضل سے تیرے
ہیبت سے تیغ شاہ کی دشمن کا دل کٹے
دائم رہے پناہ میں خیر الانام کی
نوبت نہ آنے پائے برخروج نیام کی
افزوں شہِ دکن کی معلّیٰ ہو عز و جاہ
بڑھتی رہے جہان میں دولت نظام کی

مسدس در مدح حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

نظام الملکِ عالم تا سپہرِ نوعِ انساں ہو
خیالِ عدل تا محبوبِ طبعِ شاہ و سلطاں ہو
نگینِ خاتمِ ہستی پہ تا نامِ سلیماں ہو
سپہرِ ناظمِ دورِ جہاں تا نظمِ دوراں ہو
علمِ شاہی کا جب تک ور علم کی تا علو شاں ہو
نظام الملک آصفجاہ یارب شاہِ شاہاں ہو

درِ محبوب پہ تا عاشقوں کی جبہہ سائی ہے
یہ دونوں نام کا تعریف میں تا رہنمائی ہے
علیِ شیرِ خدا کو تا دمِ مشکل کشائی ہے
ہر اک دشواری و مشکل کی تا اُن سے بھلائی ہے
تری ہر مشکل اے شاہِ دکن عالم میں آساں ہو
ترا حامی علی مشکل کشا محبوبِ سبحاں ہو

سحابِ بخششِ حق سے ہو تا عالم کو فراوانی
سبوئے ابر جب تک بھی دریا کی ہی جولانی
کفِ امواجِ دریائے کرم کو تا ہو طغیانی
برستا تا رہے عالم میں ابرِ فیض سے پانی

تری جود و سخا کا ہر بشر اے شہ ثنا خواں ہو
تری ذاتِ مبارک بحرِ رحمت ابرِ فیضاں ہو

شرابِ عشق کا معدن ہے تو خمخانۂ وحدت
خلائق کی ہے تجھ سے بادۂ توحید کا رغبت

ہے اس بادہ میں جب تک نشۂ ہستی کی کیفیت
خمارِ عیش و عشرت سے ہے تا میخوار کو نسبت

تری سرشاریٔ محفل کا جامِ جم کو ارماں ہے
تری بزمِ طرب میں دورِ جامِ عیش ہر آں ہو

اثر جب تک ضیائے نور کا باقی رہے جاں میں
چمک ہے پرتوِ خورشید کی لعلِ بدخشاں میں

تجلی روشنائی کی ہو تا صبحِ چراغاں میں
ملے روشن [illegible] کی لطف تا انوارِ ایماں میں

ضیائے رخ تری غیرت فزائے مہرِ تاباں ہو
ترا جلسہ سالِ ولادت [illegible] ہو

شہاں دہر میں باقی ہے نسبت خلافت کی
ترا اقبال [illegible] کو ہے حکومت کی

ہے جب تک جانداروں کو ہوس تخت اور دولت کی
[illegible] ناقوس و نوبت کی

ترا اورنگِ شاہی غیرتِ تخت [illegible]
فلک زیرِ نگیں تو خسروِ کشور [illegible]

رہے جب تک مدح باقی شاہانی کی
[illegible] رسالی کا

[illegible] جب تک [illegible] جاودانی کا
[illegible]

ترا دل [illegible] شہ [illegible]

ہمیشہ تیرے گھر عیش و طرب شادی کا ساماں ہو

حرم اور دیر میں جب تک کہ یہ آثار باقی ہیں
نشانِ رشتہ ہائے سبحہ و زنّار باقی ہیں

بہم جھگڑے میانِ کافر و دیندار باقی ہیں
ظہورِ کفر و ایماں کے یہ تا اسرار باقی ہیں

ترا در مرجعِ کُل مصدرِ اغراض انساں ہو
ترا مداح عالم میں ہر اک ہندو مسلماں ہو

ہے جاری ابرِ نیساں کا کرم تا بحرِ عمّاں پر
صدف کے جسم کا تا دل ہے مائل گوہرِ جاں پر

ہے تا دریائے رحمت کا اثر ہستی میں انساں پر
نظر قطرہ کی تا خالق کے ہے فیضِ دُر افشاں پر

درِ مقصود سے خالی کبھی تیرا نہ داماں ہو
ہمیشہ کامیابی سے شہا دل تیرا فرحاں ہو

حوادث پر رواں تا بادبانِ دورِ عالم ہے
ہوا میں اُڑ رہا تا پردۂ زنگار کا دم ہے

طنابِ بے ستوں پر تا قیامِ چرخِ پرخم ہے
سفینہ ابر کا جب تک روانہ جانبِ یم ہے

تری اس کشتیِ اجزائے تن کا حق نگہباں ہو
تری دریا دلی سے دور رنجِ موجِ طوفاں ہو

ہر اک شاہ پر ہے تا فیضِ انعامِ الٰہی کا
ہر اک دل پہ تا ہے امیدوارِ انعامِ شاہی کا

عطا رزّاق کی تا رزق ہے ہر مرغ و ماہی کا
ہی خواہوں کو تا دعوی ہے اپنی خیر خواہی کا

کشادہ سارے عالم میں ترے انعام کا خواں ہو
خمیدہ گردنِ مخلوق زیرِ بارِ احساں ہو

دلِ شاعر کو تا فرحت رہی اشعارِ رنگیں سے
تعلق شعر طائر کو رہے تا نظمِ پرویں سے

سخن گویوں کو تا نسبت رہی نظمِ خوش آئیں سے
ہوتا قدرِ سخن ہر قدرداں کو چشمِ حق بیں سے

زباں تیری معلّیٰ وصفِ شیریں گوہر افشاں ہو
(غفراں مآب علیہ الرحمۃ)
ترا ممدوح دائم میر محبوب علیخاں ہو

مسدس

(جو)

مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن کے سالانہ جلسہ میں پڑھا گیا تھا

اُمِّ صفاتِ خالقِ کون و مکاں ہے علم
بے مثل وصفِ حضرتِ ربِّ جہاں ہے علم
عالم تمام جسم ہے رُوحِ رواں ہے علم
حق پوچھئے تو پہلی خدائی کی شان ہے علم

کونین میں ظہور ہے شیونِ عظیم کا
جاری ہے فیض علمِ خدائے علیم کا

اعیانِ ثابتہ سے جو ہر رنگ ظہور ہے
پھیلا ہوا جہاں میں کمالات نور ہے
درجِ کمال علمِ حضرتِ ربِّ غفور ہے
روشن اسی چراغ سے ہر شمعِ طور ہے

عالم میں جو اب معرضِ شہود ہوئے ہیں
جو ہیں تمام یہ صفتِ تعلیم کے ہیں

علم خدائے پاک کا کیا وصف ہو بیاں
دخل حدوث وصفِ قدیمی میں ہو کہاں
ظاہر ہے وہ جناب الٰہی کی خاص شاں
مطلق کا حال کیسے مقیّد پہ ہو عیاں

چھوٹی زباں سے کیسے بڑی بات بن سکے
دریا کا پانی چھلنی میں کسطرح چھن سکے

حادث جو علم عکس ہے علمِ قدیم کا
پھر ہم اداے وصف کا دعویٰ کریں تو کیا
وصف اُس کا بھی تو ہم سے نہیں ہو سکا ادا
خود علم اُس کا پورا کسی کو نہیں ہوا

جب رَبِّ زِدْنِی علما کا حضرت کو حکم ہے
ہر کوئی اُس کے دعوے میں بس صمٌّ بکمٌ ہے

جس علم کی طلب پہ ہیں مامور اہلِ دیں
ملے نصیب اُس سے نہ ذرہ جائے عالمیں
ظاہر فضائل اُس کے تو کرتا ہے بالیقیں
اُس کی طلب ہے فرض ہو گرچہ بہ ملکِ چیں

یہ علم وہ ہے جس پہ ہے ایمان کا قیام
دنیا و دیں کا اِس پہ ہے موقوف انتظام

اس پر تمام اہلِ تمدن کا ہے مدار
دنیا و آخرت کا اُسی پر ہے انحصار
ہمدردی و اتفاق کا ہے وہ مآلِ کار
اوصاف اُس کے گرچہ ہیں بے حد و بے شمار

لکھتا ہوں اُس کے چند فضائل میں مختصر
جس کی ملی ہے مجھکو احادیث سے خبر

عرفان اسی سے حق کی شناسائی ہو حصول
ہوتے اِسی سے کام ہیں بندوں کے سب قبول

سب کا رنیک کے ہیں اسی میں عیاں اصول
عاجز ہیں جنکی فہم سے جہال کی عقول

نورِ قدیم چمکے جو یہ رہنمائی کا
ہو جائے گل چراغ نئی روشنائی کا

تحصیلِ علمِ دیں ہے فزوں تر جہاد سے
ہوتے عمل قبول اسی کی ہیں یاد سے
بچتا ہے مومن اس کے ہی باعث فساد سے
محفوظ رکھتا ہے یہ حوادث کی باد سے

دونوں جہاں میں باعثِ امن و اماں ہے یہ
امراضِ باطنی کا مسیحِ زماں ہے یہ

اس علم ہی سے دونوں جہاں کی نجات ہے
نارِ سقر سے بچنے کی کامل برات ہے
سرمایۂ حمات و متاعِ حیات ہے
کونین کا وسیلہ یہی ذی صفات ہے

دنیا و آخرت کا سکھاتا ہے کام یہ
دونوں جہاں میں کرتا ہے بس نیک نام یہ

مہرِ شرف ہے برجِ سعادت کا ماہ ہے
جنت کو پہنچ جانے کی سیدھی یہ راہ ہے
دنیا و دیں میں باعثِ امن و رفاہ ہے
رہبر یہی ہے ہادیِ راہِ الٰہ ہے

طالب جو اس کے ہیں وہی مومن سعید ہیں
قطعی جہنمی ہیں جو اس سے بعید ہیں

اس کی طلب میں لوگ جو گھر سے کریں سفر
محکوم خدا سے آگے ملائک جو کریں [illegible]
ان کے قدم کے نیچے بچھاتے ہیں اپنے پر
رشد و شاد و [illegible] ثابت [illegible]

ان عالموں کا وزن سنا ہے یہ یوم دیں	
ہوگا زیادہ خون شہیداں سے بالیقیں	
اس علم کے حصول سے غفلت ہے کیوں تمھیں	اس کی طلب ہی باعث ذلت ہے کیوں تمھیں
گھیرا ہوا خیال جہالت ہے کیوں تمھیں	اس بے بہا خزانے سے نفرت ہے کیوں تمھیں
بدنام کرتے کیوں ہو بزرگوں کے نام کو	
سوچو ضرور اپنے تم ہر ایک کام کو	
شرماؤ اہل مذہب باطل کو دیکھ کر	حالات پہ تو اُن کے کرو غور سے نظر
مصروف اپنے دین کے ہیں کاموں میں کسقدر	کیسی خوشی سے دیتے ہیں امداد مال و زر
تم ہو کہ تم کو کچھ نہیں اسلام کا خیال	
اسلاف پر نظر ہے نہ کچھ نام کا خیال	
تم کو نہ دین حق کا کبھی کچھ خیال ہے	کچھ خوف عاقبت ہے نہ فکر مآل ہے
بیہودہ فضول کاموں میں سب صرف مال ہے	غفلت کا کسقدر پڑا آنکھوں پہ جال ہے
مائل نہ اس طرف کبھی کرتے ہو دل کو تم	
مقصود جانتے ہو فقط آب و گل کو تم	
سوچو تو علم دین کی نہ تائید ہو اگر	دارومدار دین کا ہے جس پہ منحصر
[illegible] کا کس قدر	اولاد کی ہی خوبی پہ کچھ تو کرو نظر
مقصود اہل علم اگر ہوں جہان سے	

اعدائے دیں کی بیخ ہو سکو گے زبان سے

دینی جو مدرسوں کا وجود اب ہیں ہے	اک مدرسہ نظامیہ مُلکِ دکن میں ہے
گویا کہ ایک روح زمانے کے تن میں ہے	خوبی کا جسکی شہرہ ہر اک اہلِ فن میں ہے

آتے ہیں لوگ اُٹھا کے یہاں سختی سفر
تحصیلِ علمِ دینی سے ہوتے ہیں بہرہ ور

چندہ اہلِ دیں کی ذات پہ تھا اسکا انتظام	حامی فقط ہے خرچ کا اُس کے شہِ نظام
اُس کو خدا رکھے معہ اولادِ نیک نام	باعدل و داد دہر میں وہ خوش رہے مدام

ادنیٰ اُسی کی ایک توجہ کا ہے ظہور
اس مدرسہ کا پھیلا زمانے میں ہے جو نور

ہر چند مدرسہ جو یہ مصرف کا رہے	جس پر نزولِ رحمتِ پروردگار ہے
مصرف کا جس کے شہ کی عطا پر مدار ہے	چندہ امر میں ترقی کا امیدوار ہے

کثرت جو طالبین و حوائج کی بڑھ گئی
افزودِ خرچ سے کمی آمد میں پڑ گئی

آئے ہیں جو یہاں طلبا دور دور سے [illegible]	ترک وطن [illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

ان شوقیوں کی تاب مدارا نہیں ہمیں
واپس بھی ان کو کرنا گوارا نہیں ہمیں
اور بار صرف اٹھانیکا یارا نہیں ہمیں
اس کے لئے کہیں سے سہارا نہیں ہمیں
محتاج مدرسہ ہے اسی انتظام کا
آمد پہ ہی مدار ہے ہر ایک کام کا

ان اہل شوق کیلئے کھانا ضرور ہے
رہنے کے واسطے بھی ٹھکانا ضرور ہے
ان کے لئے لباس بنانا ضرور ہے
درس اور کتب کا خرچ اٹھانا ضرور ہے
آمد کے در سے خرچ کا در ہے بڑھا ہوا
ہے جس کا بار چندے ہی پہ پڑا ہوا

[illegible] منیں سے [illegible]
اس [illegible] کا بھی تو جانب [illegible] ذرا
دنیا کے کام میں تو ہو مصروف [illegible]
آخر یہ آخرت میں تمہیں کام آئے گا
کرتے ہو [illegible] سیکڑوں کے فضول میں
دو کچھ کبھی تو راہ خدا و رسول میں

فضل خدا سے لاکھوں [illegible]
نام آوری سے شہرہ آفاق [illegible]
مشہور اہل خلق و سخاوت زمن میں ہیں
اکثر عمید و اہل سخا مرد و زن میں ہیں
[illegible] کریں
[illegible] سے بھریں

[illegible]
ورنہ [illegible] عشرہ میں بھی نہیں وہ [illegible] دیں

اس سے بھی کچھ زیادہ اگر دیں وہ یا نہ دیں
ہر حال کچھ تو دیں وہ کسی بھی بہانہ دیں

دنیا ہے کار خیر کا رکھیں یہ خوب یاد
ناٹک کے کچھ ٹکٹ کی رقم سے نہیں زیاد

دوگے یہاں جو ایک تو دس لے پاؤگے
جنت میں بھی مزے تم اسی سے اڑاؤگے
اس کی مدد میں تم نہ اگر کام آؤگے
سمجھو یقیں کہ نارِ جہنم میں جاؤگے

ادنیٰ سی بات کیلئے کیوں ننگ اٹھاتے ہو
راہِ ہدیٰ کو چھوڑ کے آتش میں جاتے ہو

ہے تم کو پاسِ عزتِ اسلام کچھ اگر
اس دینی مدرسہ کی طرف بھی کرو گزر
سب اُس کے حالِ آمد و مصرف کو دیکھیے
ممکن ہو جتنی اس پہ کرو لطف کی نظر

غیرت تمھاری کرتی ہے کیا بات یہ قبول
پا کر عروج مدرسہ حاصل کرے نزول

انجامِ کار دل میں ذرا اپنے سوچ لو
سنکر یہ حق کلام نہ آزردہ دل میں ہو
یہ پندِ خیر خواہ کی دل جان سے سنو
دنیا میں رہ کے جانبِ دیں بھی توجہ کرو

دُنیا نہ بہرِ خواب و خور و مقدرت ہی ہے
سمجھو ذرا کہ مزرعۃ الآخرت بھی ہے

یہ سامعہ خراشی حضرات میں نے کی
اس کے سبب سے آپ کو تکلیف جو ہوئی
عفوِ قصور کا ہوں ندامت سے ملتجی
کرتا دعا پہ ختم ہوں نیک بنیں سبھی

یارب ہی تو غنی ترے محتاج ہم ہیں سب
خواہاں مدد کے تیرے سے ہی آج ہم ہیں سب

تیرے حبیب پاک کی امت جو ہی تباہ
پھیر ان کو راہِ دیں کی طرف ہے جو سیدھی راہ

صدقے سے اپنی شانِ کریمی کے اے الٰہ
سن لے یہ التجائے معلائے داد خواہ

کر کے ہمارے سارے گناہوں سے درگذر
اپنے کرم سے لطف و عنایت کی کر نظر

واقف ہی تو کہ خاص جو بندہ ہے اک ترا
روشن ہو دین پاک ترا تا کہ جا بجا

قائم ترے بھروسہ پہ یہ مدرسہ کیا
اس مدرسہ کو تو ہی اب آفات سے بچا

شاہِ دکن جو دین کے حامی کار ہیں
وہ بھی ترے ہی فضل کے امیدوار ہیں

دائم انہیں عزت و اقبال و جاہ رکھ
دشمن کو ان کے خوار و ذلیل و تباہ رکھ

اور حکمراں انہیں صد و سی سال شاہ رکھ
اولاد پہ بھی ان کے کرم کی نگاہ رکھ

حاصل انہیں مدارج ہر دو جہاں رہیں
شاہی پہ بامرادِ دلی حکمراں رہیں

اس مدرسہ کے جتنے ہیں یارب معاونیں
تیرے سوا کسی کے نہ محتاج ہوں کہیں

بر لا تو سب مرادِ دلی ان کی بالیقیں
اور دوسرے بھی جتنے ہیں عالم میں اہل دیں

دونوں جہاں میں ان کو تو آباد و شاد رکھ

یعنی حضرت فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ بانی مدرسہ

دائم بعز و جاہ انہیں بامراد رکھ

یارب تو عیب پوش و رحیم و غفور ہے
تیرے کرم کا دہر میں جبتک کہ نور ہے

جب تک جہاں میں علم کا تیرے ظہور ہے
قائم زمانہ تا اثرِ نفخِ صور ہے

اس مدرسے کا جاری یہ فیض مدام ہو
مقصودِ اہلِ مدرسہ حاصل تمام ہو

دعائیہ

ترجیع بند

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

جب تک انسان کو تمنائے زر و مال رہے
حافظ اے شاہ ترا خالقِ افعال رہے
دشمن اے آصفِ دوراں ترا پامال رہے

دل میں جب تک طلبِ دولت و اقبال رہے
تجھ پہ دائم مددِ باطنِ ابدال رہے
سارے عالم پہ ترا سایۂ اجلال رہے

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

قابلِ حل ہے ثریا کا یہ جب تک عقدہ
بخت یاور رہے - ہو عمر فزوں تری شہا

دھرتی عمر کا مضبوط ہی جب تک رشتہ
ہے دائم یہ تری سالگرہ کا جلسہ

بجتا عالم میں رہے تیری خوشی کا ڈنکا
خضر و الیاس بھی کرتے رہیں ہردم یہ دعا

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

لو لوئے چرخ سے آباد ہے تا بزمِ نجوم
اے شہِ ملکِ دکن واقفِ اسرارِ علوم
رات دن ہوتے رہیں فرحتِ شادی کے رسوم
رقصِ زہرا پہ ستاروں کا ہے جبتک یہ ہجوم
عیش و عشرت کی ترے گھر میں ہمیشہ رہے دھوم
نغمۂ نے سے یہ ہوتا رہے مضمون مفہوم

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

خضر کے عمر کی تا دہر میں باقی ہے مثال
عمرِ آئندہ کی عقدوں گرہ ہو ہر سال
بدر بنتا ہے وہی مہ ہے جو گھٹتا ہے ہلال
تو سلامت رہے اے بادشہِ نیک خصال
کچھ گھٹا رشتہ تو کیا عقد کی بڑھتی ہے چال
یہ دعا دیتے رہیں تجھکو سب اربابِ کمال

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

جب تک اس سلطنتِ دورِ فلک کا ہے قیام
خسروِ ملکِ دکن اے شہِ جمجاہ نظام
نام والوں میں ترا نیکی سے مشہور ہو نام
مہر تیغ پہ ہے تا شہِ خاور کا مقام
رہے ہر نظرِ عاطفتِ خسروِ ایام
یہ دعا کرتے رہیں تیرے لئے خاص و عام

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے

جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

عدل و انصاف سے جبتک ہی زمانہ آباد ‏— ظلم و بے داد کی مذموم رہے تا بنیاد
عدل سے تیرے مٹے ظلم رہے عالم شاد ‏— ملکِ دنیا میں ہو مشہور ترا شہرۂ داد
اہلِ دیں مل کے سب اخلاص سے با صدق و سداد ‏— دیں دعا تجھکو یہ اے بادشہ نیک نہاد

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

نام تا جود و سخا کا ہے عالم میں عیاں ‏— تا رکھیں دوست سخاوت کو سب اربابِ جہاں
رہے عالم پہ تری جود و سخا کا احساں ‏— حاتم طے سے زیادہ ہو ترا وصف بیاں
مدح خواں جود کا تیری رہے اک انساں ‏— شعر برجستہ یہ ہر اک کے رہے ورد زباں

حکمراں مسند شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

جب تک آباد گلوں سے ہے جہاں کا گلشن ‏— طرب انگیز ہے تا جلوۂ نسرین و سمن
میر محبوب علی خلد اللہ ملکہ بادشہ ملکِ دکن ‏— آرزو کا تری دائم رہے سرسبز چمن
شکر میں تیرے شگفتہ رہے غنچوں کا دہن ‏— شعر پڑھتے رہے ہر دم یہ زبانِ سوسن

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

مے توحید سے جب تک رہے جان مست خمار ‏— بادۂ عشق الٰہی سے ہے تا دل سرشار

جامِ صحت سے رہے گرم ترا یہ دربار
محفلِ عیش ہو مشہور تری نیک شعار
دُردِ اسقام سے تو دُور رہی بلبلِ نہار
کرے یہ نغمہ سرائی ترا مطرب ہر بار

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

تا چلن دام و درم کا ہے بنی آدم میں
سکّہ جاری رہے شاہی کا تری عالم میں
اشرفی سے نہ بکے پیسہ ترا کچھ کم میں
لوگ تا باندھا کریں زر گرہ محکم میں
قدر بڑھتی رہے سکہ کی ترے ہر دم میں
یہ کھدا نقش رہے سکۂ ہر درہم میں

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

تا شجاعت کا رہے دل پہ شجیعوں کے اثر
تیغِ اعدا کو کرے قطع تری تیغِ ظفر
نامرادی کے سوا کچھ نہ ملے ان کو ثمر
تیغ تا پھل سے ہے اور پھول سے ہے سر سبز سپر
خاک و خوں میں رہے جسم ان کا تڑپتا بے سر
دیکھ کر تیری شجاعت یہ کہیں اہلِ ہنر

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

رونقِ شعر سے تا سینہ منوّر ہووے
یہ تری مدح میں شاہا یہ زباں تر ہووے
وصف تیرا ہی اُسے قندِ مکرر ہووے
خواہشِ مال نہ دل میں طلبِ زر ہووے
مدح خواں تیرا معلّائے سخنور ہووے
شعرِ برجستہ زباں پر یہی ازبر ہووے

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

رقعہ

سفارشِ مرزا قادر بیگ ملازم حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ صدر الصدور و معین المہام امورِ مذہبی سرکارِ عالی

بندۂ خاصِ خداوندِ کریم
عبدِ رزاق اے مہِ برجِ سخا
آپ سے حضرات کا فیضِ اتم
ڈھونڈے کوئی گر جہاں میں کرکے سیر
مرجع و ملجا غریبوں کے ہیں آپ
ہے سخاوت آپ کی حد سے فزوں
ہے تمھاری ذات بے مثل و عدیل
شاد و خرم دہر میں دائم رہو
بعد والے سنتِ خیر الانام

اے جنابِ مولوی عبدالرحیم[1]
خواجہ ابراہیم حاجی ذی وفا
دہر میں جاری رہے دائم بہم
دوسرا پائے نہ کوئی [illegible]
قدرداں صاحب نجیبوں کے ہیں آپ
شرم سے جس کی ہے حاتم سرنگوں
سایۂ گستر تم پہ ہو ربِ جلیل
تا صد و سی سال ترقی تم کرو
خدمتِ والا میں ہو خوش [illegible]

[1] مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل [illegible] ان کے منجھلے چھوٹے بھائی ہیں۔

مرزا قادر بیگ یہ مسکیں گدا — فکرِ عقدِ منت میں ہے مبتلا
ہو جو حالِ زار پر اس کے نظر — اجرِ حق دیگا تمھیں المختصر
اب زیادہ کیا کروں عرضِ کلام — ہو مدد پر آپ کی خالق مدام

سفارش نامہ

لعل محمد ملازم حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی سفارش میں مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل سمستانِ پالونچہ اور اُن کے بھائیوں کے نام

جنابِ مولوی عبدالرحیم عالیجاہ — تمھارے نام سے ظاہر ہے شانِ رحمِ الٰہ
جو خاص بندے خدائے رحیم کے تم ہو — تمھاری ذات میں حق نے رکھی ہے رحم کی خو
ہے تم میں شانِ غریبوں پہ رحم کرنے کی — اسی لئے تمھیں خالق نے عزّ و دولت دی
جو بھائی دوسرے رزّاق کے ہیں عبدِ یقیں — ہے اُن میں رزق غریبوں کو دینے کی آئیں
ہیں بھائی تیسرے چھوٹے جو خواجہ ابراہیم — ہے بھائی حضرت خلیل اُن میں مقیم
جو تینوں بھائی بھی تم اسم بامسمّٰی ہو — بعزّ و جاہ دوام رکھے خدا تم کو
پس از ادائے سلامِ نیاز عرض یہ ہے — کہ اس رقیمہ کا حالِ غریب دیکھو یہ
قدیم خاص ملازم ہے میرے حضرت کا — جو ساتھ حضرتِ والا کے مدتوں سے رہا

مدینہ مکہ میں بغداد و مصر میں ہر جا — اسی پہ خدمتِ حضرت کا بار تھا پورا
بہت ہی نیک نمازی یہ با دیانت ہے — مسمی لعل محمد یہ ذی اطاعت ہے
ہے ہمسری میں جو حضرت کی آج تک مشہور — یقیں ہے آپ بھی پہچانتے اسے ہیں ضرور
پسر کی اس کے ہے تقریبِ تسمیہ خوانی — ادائے رسم کی اس کو ہے فکر و حیرانی
کمک کا آپ ہی حضرات سے ہے جویا ہاں — کہ تا ادا ہو وہ رسمِ طریقۂ ایماں
عطا جو آپ اسے کچھ بقدرِ حال کریں — مجھے بھی داخلِ حسنات اور نہال کریں

قدیم دوست جو ایک آپ کا معلی ہے
امیدوارِ سفارش قبولیت کا ہے

تواریخ

تاریخ وفات نواب حیدر علیخاں حیدر حیدرآبادی مرحوم و مغفور

آفتابِ برجِ چرخِ شاعری — حیدرِ معجز بیاں غفراں پناہ
بست و سیوم اور سہ شنبہ کے دن — سنہ ہجری اول جمادی کا تھا ماہ
غم میں ہم کو چھوڑ کر سوئے جناں — جب ہوا راہی وہ رشکِ مہر و ماہ
مبتلائے رنج و غم کر کے ہمیں — دارِ فانی سے جو کی جنت کی راہ

اور مجھے اس صدمۂ جانکاہ میں	فکر تھی تاریخ کی شام و پگاہ
اے معلّی دل نے رو رو کر کہا	(مرگئے اُستاد مشفق آہ و آہ)
	۱۲۸۴ھ

قطعۂ تاریخ فی البدیہ

دستِ سبحان خاں سے ورزش میں	منہ پہ مگدر جو اُن کے چھوٹ گیا
دانت ٹوٹتے ہی یوں معلّی نے	کہی تاریخ (دانت ٹوٹ گیا)
	۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ تولد دختر امیر الدین صاحب پوہیری متوفی پور

امیر الدین صاحب کو خدا نے	جو دی پیری میں دختر فرحت انگیز
معلّی نے کہی تاریخ اس کی	پرانی شاخ کا میوہ دل آویز
	۱۳۰۴ھ

در تشریف آوری نواب فصیح الملک داغ دہلوی مرحوم

فن انتظام شاعری کے لئے	تھی ضرورت دکن میں اک بھاری
میں نے داغ آتے ہی کہی تاریخ	داغ ہے اب دوائے بیماری
	۱۳۰۷ھ

در تہنیت سرفرازی نواب سر آسمانجاہ بہادر (مرحوم) بعہدہ وزارت

بحمد اللہ اسمٰن جو دکن میں	وزارت لے کے جب تشریف لائے

معلّی نے کہی تاریخ اُس کی — وزیر اعظم نوّاب آئے

۱۳۱۴ھ

تاریخ تصنیف کتاب عقل مصنفہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ

حکم سے حضرت مصنف کے — طرزِ عمدہ پہ جب کتاب چھپی

سال فصلی کہا معلّی نے — خوب اچھی کتاب عقل لکھی

۱۳۱۵ف

در تہنیت جشن جوبلی چہل سالہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

اُس کی افزونی عمر و جاہ کی مانگیں دُعا — جو شہ عادل نظام الملک آصفجاہ ہے

معلّی اس ہمایوں جشن کی تاریخ عرض — کیا مبارک قدر جشن جوبلی شاد ہے

۱۳۲۲ھ

قطعۂ وفات امیر الشعراء منشی امیر احمد مینائی آمیر علیہ الرحمہ

امیر احمد استادِ شاعرانِ زمان — بُلا کے ہند سے جنکو یہاں قضا لائی

سن اُن کی موت کا فصلی کہا معلّی نے — دکن سے خلد میں پہنچے امیر مینائی

در تہنیت ولادت باسعادت احمد محی الدین خان شہزادہ حضرت آصف سادس غفران مکان علیہ الرحمہ

دیا حق نے اک اور فرزند شہ کو — ہو عمر اس کی با جاہ و دولت زیادہ

کرو عرض سال تولد معلّی — شہا یہ مبارک تجھے شاہزادہ

۱۳۲۵ھ

دیگر

دو شہزادے دئے خالق نے اس سال ... خوشی کا جشن ہو دونا مبارک
سنِ مولد معلّی نے کیا عرض ... دو شہزادے تجھے شاہا مبارک

۱۳۲۵ھ

در تہنیت ولادت باسعادت نواب شجاعت علی خاں بہادر شہزادۂ حضرت آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ نبیرۂ حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

ہوا دوم بھی ولی عہدِ ملک کو فرزند ... کہ ان کی عمر الٰہی ہزار سالہ ہو
کیا یہ عرض معلّی نے مصرعۂ تاریخ ... تجھے نبیرۂ دوم مبارک اے شہ ہو

۱۳۲۵ھ

تاریخ افتتاح مدرسۂ فوقانیہ واقع گلبرگہ شریف (دکن)

سعیِ جناب یوسف الدین صوبہ دار سے ... قائم یہ فیضِ مکتبِ تحتانیہ کا ہے
لکھا یہ سال فصلی معلّی نے فی البدیہ ... آج افتتاح مدرسۂ فوقانیہ کا ہے

۱۳۱۸ف

در تہنیت عقد ...... فرزند ارشد علی صاحب

[illegible] ... دائم حصول اُن کو ہر مقصدِ دلی ہو
[illegible] ... بیٹا بہو مبارک اے ارشدِ علی ہو

۱۳۲۶ ۱۳۲۷ھ

تاریخ غسل صحت شہزادۂ بلند اقبال

شفا شہزادے صاحب نے جو پائی	ہو عمر ان کی صد و سی سال افزوں
سن صحت معلی نے کیا عرض	اب ان کو تندرستی ہو ہمایوں
	۱۳۲۷ھ

در تہنیت مراجعت فرمائی حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

للہ الحمد شاہ ملک دکن	بامراد آپ کرکے طے رہ دور
عرض تاریخ کی معلی نے	بمبئی جا کر آج آئے حضور
	۱۳۲۷ھ

تاریخ طبع مقاصد الاسلام حصہ اول مصنفہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ

خدا کا شکر ہوا طبع حصہ اول	کتاب عمدہ کا جو اہل دین کے ہے مرغوب
زبان ہند سے فصلی کہو معلی سال	لکھی مقاصد اسلام تھی نہایت خوب
	[illegible]

تاریخ مرمت پل افضل گنج نیا پل

بحکم میر محبوب علی خان	شہ عادل رحیم و نیک طینت
گزشتہ سن میں طغیانی کے باعث	شکستہ ہو گئی تھی پل کی حالت
مہاراجہ معین السلطنت[1] نے	درستی اس کی کی حسب ضرورت

[1] مدار المہام وقت

بڑھائیں اور چند اس کی کمائیں	پئے آسایش و آرام خلقت
معلیٰ نے لکھا یہ سالِ ترمیم	صراطِ رودِ موسیٰ کی مرمت ١٣٢٧ ھ

در تہنیت عقد مولوی مظہر الدین احمد صاحب برادر زادہ حضرت مصنف

سعید دین میرے بھائی نے شادی	کی جو فرزند کی بکبّر و فر
سالِ شادی کہا معلیٰ نے	دولہ بازیب ہے میاں مظہر ١٣٢٨ ھ

در تہنیت مراجعت ثانی اعلیٰ حضرت قدر قدرت حضور پُرنور بندگانعالی حضرت آصفجاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

بمبئی اجمیر جا کے آئے گھر شاہِ دکن	روز افزوں اُن کا یارب جاہ اور اقبال ہو
مصرعہ سال آئی اے معلیٰ عرض کر	یہ سفر اجمیر کا شاہا مبارک فال ہو ١٣٢٢ ف

در تہنیت عقد جناب مولوی محمد حبیب الزمان خان صاحب فرزند حضرت مولوی مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور غفرانمکان علیہ الرحمہ قدس سرہ العزیز

جو اپنے بھائی کا احمد زماں نے شادی کی	ہے نام جنکا حبیب الزماں حمیدہ خصال
سن مبارک شادی کہا معلیٰ نے	عروس و نوشہ رہیں زندہ دل صدی و سال ١٣٢٩ ھ

در تہنیت مراجعت ثانی حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ از شہر دہلی

آگئے میاں اب سے شاہِ دکن کے سفر	تم کو اہلِ دکن مبارک ہو

سال اس کا کہا معلیٰ نے	جا کر آئے حضور دہلی کو ۱۳۲۹ھ

تاریخ غسل صحت نواب افسر الملک بہادر

للہ الحمد کہ کی کسل سے حاصل صحت	افسر الملک نے از فضل خدا رب عباد
سن صحت یہ معلیٰ نے دعائیہ کہا	رہو بفکر و سلامت صد و سی سال آباد ۱۳۲۹ھ

در تہنیت تشریف آوری اعلیحضرت حضور پرنور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ بمدرسۂ نظامیہ

جلوہ افگن مدرسہ میں جب ہوئے شاہ دکن	اہل دیں نے عمر و اقبال فزوں کی دی دعا
کی معلیٰ نے رقم تاریخ تشریف آوری	مدرسہ میں شاہ نیک آہنگ ہیں رونق فزا ۱۳۳۰ھ

در تہنیت مراجعت دہلی حضور پرنور بندگانعالی حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

شکر خدا کہ کرکے سفر خود حضور نے	کی خوب سعی دشمن شہ ہو آفات بے بسر
تاریخ اس سفر کی معلیٰ نے عرض کی	شہ آئے ہیں شہریار دکن کامیاب ہے ۱۳۳۰ھ

قطعۂ تاریخ مولود مسعود شہزادی صاحبہ بلند اقبال سلمہا

دی خدا نے شاہزادی شاہ کو جس پر	ماہ پیکر صاحب اقبال با حسن و ہنر
اے معلیٰ مصرعۂ سال تولد عرض کر	ہو مبارک شاہ کو شہزادی خورشید فر ۱۳۳۰ھ

تاریخ افتتاح مدرسۂ عثمانیہ در خلد آباد دکن

جو خلد آباد میں قائم ہوا ہی مکتب نو	بہ فیض نیک اثر بخش نیت شہ ہے
کہا یہ عرض معلّی نے مصرعۂ تاریخ	قیام مدرسہ وجہ عنایت شہ ہے ۱۳۳۰ھ

تاریخ تقرر حضرت فضیلت مآب علیہ الرحمہ بر عہدۂ جلیلہ صدر الصدوری صوبجات دکن

حضرت نواز اللہ جنگ صدارت حق نے دی	یہ خبر سنکر دلِ ارباب دیں خوش ہو گیا
سالِ تاریخ تقرر کا معلّی نے کہا	طالعِ بدر صدارت آج چمکا مرحبا ۱۳۳۰ھ

تہنیت ولادت باسعادت نواب میر احمد علیخان بہادر شاہزادہ حضور پرنور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

روز دو شنبہ مہ میلاد کی تھی چودھویں ۱۲	از طفیل خاص سلطانِ رسل جد الحسین
اعلحضرت کو ہوا پیدا قرۃ طلعت خلف	از عنایاتِ خدائے پاک رب المشرقین
تا صد وسی سال شہزادہ سلامت یہ رہے	ہمرہ جملہ برادر زیر ظل والدین
مصرع سال تولد نے معلّی عرض کر	ہو مبارک شاہ کو یہ شاہزادہ نور عین ۱۳۳۰ھ

تاریخ تکمیل چاہ باغ موضع چکاؤن جاگیر حضرت مصنف

[illegible] جو صفحۂ چاہ مع شجر	جاری اُن کے باغ میں یہ چشمۂ آب حیات

یادگار اس کی ہے تعلیقِ مصرعِ سن کی رقم	میوۂ باغِ یقیں ہے باقیاتِ صالحات ۱۳۲۱ ھ

در تہنیتِ ختمِ سپارۂ قرآن شریف صاحبزادگان بلند اقبال حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

پہلے کے پانچ سوا شاہِ دکن کو فرزند
ہوئے تین اور اسی ماہ میں بفضلِ خدا

میر عابد علی حیدر علی حشمت علی
گو یکے [illegible] ہے بجز ... بیجا

سر پہ ان کے رہیں شعر و شرف سے ہمیشہ تاج
آلِ اولاد کا [illegible] رہے دائم [illegible]

تینوں شہزادوں کا سن ایک ہی ہے
(عدد وہی سال رہیں آٹھوں شہزادے) ۱۳۲۱ ھ

ایک قصیدہ اور غزلیات بوقت منقبت غوثیہ سلسلے میں پانچ نو

ہے وہ عالی رتبہ غوث الوریٰ
تھا قدم جن کا بدوشِ اولیا

اے جنابِ غوثِ اعظم آسرا
عاصیوں کو حشر میں ہو آپ کا

[illegible] کیوں نہ ہو رتبہ فزوں
سب ہیں عاشق آپ معشوقِ خدا

پائے اقدس کی اگر مل جائے خاک
ہو مریضِ ہجر کو خاکِ شفا

روز و شب ہر لحظہ ہر دم ہر گھڑی
یا الٰہی ہے یہ میری التجا

ہیں زیارت اس شہِ دیں کی کروں
ہو میسر گر [illegible]

خاندانِ غوثیہ کا ہوں مرید
خاتمہ ہو [illegible]

گوہرِ دندانِ غوث آئیں نظر
تو مقصد ہو [illegible]

اُس شہِ زرّیں قبا کے فیض سے
خاک بھی بغداد کی ہے کیمیا

ڈر نہیں کچھ بحرِ عصیاں ہو مجھے
غوث ہیں کشتی کے مری ناخدا

کیوں نہ ہو [illegible] آسمان کے تلے
کون ہے ذی رتبہ ایسا دوسرا

نازہ [illegible] ہے [illegible]
نام لیوا ہے جو غوث پاک کا

ہاتھ [illegible] اور بلوا لیجئے
ہے مصلّی آپ کے در کا گدا

نہیں تم کو [illegible] فریاد کرنا
ہے لازم خاطرِ صیاد کرنا

مجھے اپنا [illegible] کرنا
بہر صورت مرا دل شاد کرنا

دکھا کر مجھ کو [illegible]
انہیں لازم نہ تھا برباد کرنا

نہیں فریاد [illegible]
عبث ہے اب مرا فریاد کرنا

عنادل کا [illegible]
ستم اتنا بھی اے صیاد کرنا

ستانا اپنے عاشق کو [illegible]
کبھی ناشاد کو بھی شاد کرنا

یہ سچ ہے ستمگر [illegible]
ستم ایسے ستم ایجاد کرنا

قدر [illegible]
خیال ایسا نہ اے شمشاد کرنا

نہیں ہو [illegible]
بُتِ کافر تجھے کیا یاد کرنا

مقابل [illegible]
غلام اچھا نہیں آزاد کرنا

بہت مضطر ہے دوری سے مصلّی

کبھی تو وصل سے دل شاد کرنا

سب تہِ خاک گیا عشق میں سامان میرا
اور کر سکتی ہے کیا گردشِ دوراں میرا

کل سے بیکل ہے جنوں پھر دلِ نالاں میرا
آج کیا حال کرے گی شبِ ہجراں میرا

جامۂ زیست ہو کیونکر نہ کتاں کی صورت
چاک فرقت میں ہوا اس کے گریباں میرا

میزباں غیر کے وہ ہیں تو یہاں حال ہے یہ
غم کا مہمان ہوں میں غم دل ہے مہماں میرا

ہو گیا ہجر میں مجموعۂ خاطر برہم
اس قدر حال کیا غم نے پریشاں میرا

باتوں باتوں میں کٹی ہائے شبِ وصل مری
دل کا دل ہی میں رہ گیا ارماں میرا

جان جانے سے نہ رکتی یہ شبِ فرقت کیلئے
غم ہے سینہ پہ بیٹھا ہے نگہباں میرا

واعظا تجھکو مبارک ہو مقامِ جنت
اور مسکن ہو سدا کوچۂ جاناں میرا

کیا خبر آپ کو نادان ہیں محفل میں صبا
غم سے جو زار ہوا ہے دلِ نالاں میرا

غیروں پہ [illegible] مہرباں ہے آج
اے جذبِ شوق تیری وہ طاقت کہاں ہے آج

بار الم سے خم [illegible] ب و تاب ہے
مجھ میں سنبھلنے کی طاقت کہاں ہے اب

دریائے چشم [illegible] کا جو گریہ سے یوں محیط
طوفانِ نوح ہوئیگا مجھ کو گماں ہے اب

[illegible] بندان نہ پوچھئے
جس [illegible] ہے

[illegible] جو نہ ہو غم سے چاک چاک
[illegible] ہوں

[illegible] ہی میں یہ اشعارِ بیخودی
[illegible]

آمدہ ہو گا عشق کا نقصان تو بھی
لا ٹانا ہے سوز مصحفی زباں ہوا اب

وعدۂ وصل رہ گیا ناقص
ہو گیا میرا مدعا ناقص

جلوۂ روئے ماہ رویاں نے
مہ کامل کو کر دیا ناقص

پہنچے حد کمال تک کیونکر
جس کو ہو عشق آپ کا ناقص

ہو گیا دعوئے کمال جسے
عشق اُس کا بہت رہا ناقص

حسن سے رشک رونق خورشید
ہو گئی ہے تری ضیا ناقص

میری آہوں کی چل رہی ہے ہوا
کیوں نہ ہو جنبش صبا ناقص

زلف دلبر کے آگے اے موسیٰ
ہو گیا آپ کا عصا ناقص

آگ لگ جائے ساقیا خُم کو
ساغر مے جو بھر دیا ناقص

اے مصحفی نہ چھوڑ گریۂ شب
دیکھ ہو جائے گی دعا ناقص

متفرق اشعار

شاید گزر ہے آج کسی گلعذار کا
ہے کس کی مدح میں یہ ترانہ ہزار کا
سنبل کو اہتمام ملا ہے جو تار کا

بہار کا
گلگشت
کا

دوڑا رہی ہے ریل یہ کس کیلئے صبا
انجن لگا کے طور کے شعلوں کی نار کا

کس مستِ ناز کا یہ اُسے انتظار ہے
نرگس کی آنکھ میں جو اثر ہو خمار کا

ہر سو ہیں نغمہ سنج ثنا طائرِ چمن
صلِّ علیٰ ہے ورد زباں [illegible] خار کا

نظر جو دور سے اڑتا کوئی غبار آیا
تو میں نے سمجھا کہ خط لیکے پیک یار آیا

کوئی مرض نہ کسی دن کبھی بخار آیا
اگرچہ بندہ مدینے کو چار بار آیا

سیرِ فضائے جنت اے باغباں نہ کیا
بھولا بھٹکا ہوا ہے دل میں چمن [illegible]

ہے اس پہ جب سے نامِ شہِ جن و بشر [illegible]
نگین دل ہمارا غیرتِ مہرِ سلیماں ہے

خاکساروں کو ہی راحت میسر [illegible]
[illegible] زمیں آرام ہے اور آسماں گردش میں ہے

ہے کون اپنا گنبدِ گردوں میں ادریس
آتی ہے پھر پلٹ کے صدا اگر پکارئے

کیوں بتوں کے ہوئے [illegible] دیوانے
اے معلّیٰ تمہیں ہوا کیا ہے

ابھی تک تو نے ابد خانہ [illegible]
تجھے پھر خواہشِ گنجینۂ اسرار کیسی ہے

ملائک حور و غلماں دست بستہ [illegible]
شہِ کون و مکاں کی عظمتِ دربار کیسی ہے

بندہ جب قرب [illegible]
[illegible]

وجہ نقصاں ہے تنک ظرف کو الفت [illegible]
شہد خالص بھی مگس کیلئے سم ہوتا ہے

چاہت کا میری دل میں [illegible]
[illegible] میرے تمہیں کچھ خبر بھی ہے

واپس عدم کو چھوڑ کے تنہا فقط ہمیں
سب ساتھ والے اپنے معلّیٰ چلے گئے

عشق ہی دل میں ہمارے اثر ہے پیمبر کا
داغ اپنا بھول ہے گلزار [illegible]

کھل جائیگا جو بابِ شفاعت حضور کا
رکھا رہیگا طاق میں دفتر قصور کا

جب مفرح سے مدینہ جلوہ گر ہونے لگا
فرحتیں بڑھنے لگیں غم مختصر ہونے لگا

دل سے کم ہونے لگی یادِ رفیقانِ وطن
جانبِ شہرِ مدینہ جب سفر ہونے لگا

چھوٹے کبھی نہ ہم سے مدینہ رسول کا
سر ہو ہمارا اور یہ زینہ رسول کا

کسی کے مرنیکا کچھ ہم کو غم نہیں ہوتا
کہ بیتِ حق کبھی بیت الصنم نہیں ہوتا

جو ابر بہاری عیاں ہو گیا
ہوا رنگ بادِ خزاں ہو گیا

کہتا ہے وقتِ قتل یہ قاتل کا اضطراب
ہم سے نہ دیکھا جائیگا بسمل کا اضطراب

پامال کچھ غیر نے چلکر ہے بچھائی شطرنج
آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

کہکے رہ جائیں نہ کیوں حضرتِ موسیٰ ارنی
جلوۂ طور ہے اس آئینۂ رخسار کا رخ

ہوتی نہیں جو دولتِ پابوس حصول
عشاقِ نبی دل پہ رکھیں اپنے طول

بوسے کے لئے عرشِ معلیٰ کی طرح
کافی ہے ہمیں نقشۂ نعلینِ رسول

دنگ ہیں آئینے میں اپنی بقا کو دیکھکر
بت بنے بیٹھے ہیں وہ صنعت خدا کو دیکھکر

کس کی زباں پہ حمدِ خدا کے بیاں نہیں
وہ کونسی ہے چیز جو تسبیح خواں نہیں

سینے میں سوزِ عشق ہے آہ و فغاں نہیں
آتش بھڑک گئی تو نکلتا دھواں نہیں

پستی اگر ہو تو بلندی کی شان نہیں
وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں

ہیں وصال کے قابل تو خیر مرکے اٹھیں
درِ رسول پہ بیٹھے ہیں کچھ تو کرکے اٹھیں

آئینہ دیکھکے جب اس نے کہا واہ رے میں
عکس بھی بول اٹھا یار کا اللہ رے میں

حج مبرور یہ دنیا ہے بشارت تم کو
حاجیو آؤ مبارک ہو زیارت تم کو

آتی ہے یاد شہِ دیں کی جو اس کو تنہا
ایسی دیکھی نہیں لیلیٰ کسی محمل میں کبھی

دلِ وحشی کو تڑپتا ہے سرِ گیسوئے علم
رہا مجنوں نہ یہ پابند سلاسل میں کبھی

نظر آ جائے جھلک اے شہِ دیں تیری ہی
تن میں باقی ہے ابھی جانِ حزیں تھوڑی سی

عرش بریں پہ پہنچے حضرت جو شان والے
حیرت میں تھے معلیٰ سب آسمان والے

مناجات بدرگاہ رب الحاجات

یا رب تو ذو الجلال غفور الرحیم ہے
خالق ہمارا صاحبِ فضل و کریم ہے

عالم پہ تیری رحمت بے انتہا ہے عام
بندوں پہ فضل کرنا ترا ہی ہے خاص کام

تیرے حبیب پاک کے ہم سب غلام ہیں
ہر چند مبتلائے گنہ صبح و شام ہیں

اُمت میں اُن کی تو نے جو پیدا کیا ہمیں
احسان ہے ترا کہ شرف یہ دیا ہمیں

دکھلا کے روز ہستی کی طغیانیاں ہمیں
غافل نہ رہنے کے لئے تنبیہ کی ہمیں

غفلت کے دام میں ہیں مگر ایسے مبتلا
تنبیہ خاص کا نہ اثر ہم پہ کچھ ہوا

غافل تری [illegible] تمام [illegible]
شرمندہ اپنے دل میں ہیں کاموں سے اپنے ہم

یا رب طفیل و صدقے سے اپنے رسول کے
صدقے میں سب صحابہ و آلِ رسول کے

تیرے حبیب پاک کی اُمت کے اولیاء
جتنے ہیں صالحین و بزرگانِ دیں [illegible]

اور عزّ و حرمتِ شبِ میلادِ شاہ سے
ہم کو بچا لے تو ضلالت کی راہ سے

غفلت کا پردہ آنکھوں سے یارب تو نے اٹھا
تا دل ہو تیرے تابع فرماں ہیں سدا

راضی تو ہم سے اور ترا راضی حبیب ہو
ہمکو محبت اُس کی دوا نصیب ہو

شاہِ دکن جو آصف ذی عدل و جاہ ہے
ذات اُس کی ہم پہ باعثِ امن و رفاہ ہے

اقبال و جاہ و دولت و عمر اُسکی ہو فزوں
اُس کا عدو ہو قعرِ مذلت میں سرنگوں

سایہ فگن ہو فضل ترا اُس پہ ہر گھڑی
ہو عمر اُس کی یکصد و سی سال سے بڑی

اولاد و آل اُسکی رہے شادماں یہاں
قائم رہے سلطنت اُسکی بعزّ و شاں

جب تک قیام دورِ زمیں آسماں رہے
باقی جہاں میں شاہی کا اُسکی نشاں رہے

اِس کے جو خیر خواہ ہیں اعیانِ سلطنت
دائم وہ خوش رہیں تہِ فرمانِ سلطنت

پائیں سب آس اُسکی مرادیں دلی تمام
اہلِ [illegible] ہوں یا کہ سبکا ہم

اِس مجلسِ سعید میں جو ہیں جمع حاضریں
اِن سب کا خاتمہ ہو بالخیر بالیقیں

بندہ جو تیرا ایک معلّی ہے پُر گناہ
بخش اُس کو بھی تو اپنی عنایت سے یا الٰہ

مناجاتِ دیگر

یارب بطفیل شاہِ لولاک — سلطانِ رسل و سیدِ پاک

صدقے سے رسولِ انس و جاں کے — اور صدقے سے انکے عمرؓ و عثمانؓ کے

اور اُن کے صحابۂ گرامی — سب آل اور اہلِ بیتِ نامی

عالم میں جو اولیائے دیں ہیں — جتنے شُہدا و صالحیں ہیں

وہ سب ہیں جو رہنما ہمارے — سردار و پیشوا ہمارے

اور شبِ مولدِ نبیؐ سے — اور حُرمت و جاہِ ہر ولی سے

اِن سب کے طفیل سے الٰہی — دھو دل کی ہمارے تو سیاہی

محبوب علی شہِ دکن کو (غفرانمکاں علیہ الرحمہ) — اولاد کو اُس کی اور وطن کو

آفات سے دہر کی بچا رکھ — باعزت و جاہ اُسے سدا رکھ

دے عمر دراز اسکو یارب — ہم سایہ میں انکے خوش رہیں سب

قائم رہے تخت و تاج اُس کا — تا حشر رہے یہ راج اُس کا

عالم میں ہو اُس کا سکہ جاری — مقبول تو کر دعا ہماری

دائم رہے اُس پہ فضل تیرا — فکروں کا نہ اُس پہ ہو اندھیرا

ہو فضل سے اُس کے ملک روشن — اقطاعِ دکن ہوں مثلِ گلشن

اولاد اور اس کی آل و احباب — سب شاد رہیں اے ربِّ ارباب
سب اس کے بر آئیں مقصدِ دل — مطلب ہوں دلی سب اسکو حاصل
ہیں اسکی جو سلطنت کے ارکاں — جتنے ہیں سب اسکے خیر خواہاں
تو ان کو بھی شاد رکھ جہاں میں — تابع رہیں اس کے ہر زماں میں
اس شہ کے یہ فیضِ نام نامی — قائم ہے یہ مدرسہ نظامی
پہنچا ہے جو عمدگی کے اوپر — ہے اُس کا مدار اُسی کے اوپر
حضرت جو ہیں مدرسہ کے بانی — دنیا میں نہیں ہے اُن کا ثانی
ہیں اسکے معاونین جتنے — سب تیرے ہیں در کے خاص بندے
جاری رہے فیض ان کا دائم — یارب رہے مدرسہ یہ قائم
فضل اپنا تو اہلِ دیں پہ بھی کر — دائم رہیں تابعِ پیمبر
خدام ترے حبیب کے ہیں — محتاج۔ دلی طبیب کے ہیں
عصیاں کے مرض میں ہیں گرفتار — بیماریٔ جرم کے ہیں بیمار
اپنی رحمت کی تو دوا دے — اِس در سے تو انہیں شفا دے
سب ان کے گناہ بخش دے تو — کچھ ان سے نہ انتقام لے تو
ہیں تیرے حبیب کے یہ خادم — سب اپنے گناہ پر ہیں نادم
عصیاں پہ نہ اُن کے تو نظر کر — سب اُن کے گناہ درگذر کر
ناکارے غلام بے سہارے — پھرتے ہیں جہاں میں مارے مارے

یہ نظامیہ [illegible]

حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ

ہے ربِّ غفور نام تیرا
رحمت کرنا ہے کام تیرا

ناکارے برے ہیں یا بھلے ہیں
بندوں میں ترے جیسے ہیں

جتنے ہیں یہ حاضرینِ مجلس
واعظ و مقررینِ مجلس

رحم ان کے تو حال پر ذرا کر
رد ان کی نہ کوئی التجا کر

اور بانیٔ مجلسِ مقدس
ہم اُن کے غلام جتنے ہیں سب

یہ چند غلام نام کے ہیں
خواہاں ترے لطفِ عام کے ہیں

ان سب کا بخیر خاتمہ ہو
فضل اُن پہ طفیلِ فاطمہ ہو

تو ہی مرا قرض سب ادا کر
تو ہی مرے درد کی دوا کر

پہنچا دے مدینہ کی زمیں پر
ہو جاؤں میں دفن تا وہیں پر

آقا کے جوار کی سیر ہو جائے
انجام مرا بخیر ہو جائے

خالص یہ تری دعا معلی
ہو رنگِ قبول سے مجلّا
آمین ثم آمین

تمت بالخیر

صحت نامہ ریاضِ معلی حصہ اول و دوم

حصہ	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	حصہ	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
اول اردو	۱	۱	معمہ	معما	اول اردو	۱۳۳	۱۲	کرم	بکرم
〃	۲	۵	فزا	فضا	〃	۴۹	۱۲	سپے	پپیے
〃	[illegible]	۳	علیٰ خُلقِ عظیم	علیٰ خُلقٍ عظیم	〃	۴۹	۱۵	صدا	سدا
〃	۶	۵	پھینکا	پھینکی	〃	۵۱	۸	میرے	مرے
〃	۶	۱۵	شوہر	شہر	〃	۵۳	۳	بڑے	بڑھے
〃	۹	۵	جھوٹے	یک	〃	۹۸	۱	توٹے	ٹوٹے
〃	۹	۷	ہو جاتا	ہو جانا	اردو دوم	۱۷	۱۶	ثُمّہ	ثمّہ
〃	[illegible]	۳	من فی ذراء الحق	من فی فدائی الحق	〃	۳۴	۳	ثُمّہ	ثمّہ
〃	[illegible]	۱۴	بارا	بارہ	〃	۳۲	۱۰	قالوا بلا	قالوا بلیٰ
〃	۳۳	۱۲	دین سے	دین کے	〃	۳۸	۱۳	دولت گنج	دولت و گنج
〃	۳	۲	لعلیٰ خُلقِ عظیم	لعلیٰ خُلقٍ عظیم	〃	۵۰	۱۰	رمزُ المؤمن حلو	رمزُ المؤمنِ حلو
〃	[illegible]	۳	من فی فراء الحق	من فی فدائی الحق				وحبُ الحلوا	وحبُّ الحلو
〃	۳۵	۷	لعلیٰ خُلقِ عظیم	لعلیٰ خُلقٍ عظیم	〃	۵۴	۱۳	ذلہ	زلہ
〃	[illegible]	۳	علیٰ خُلقِ عظیم	علیٰ خُلقٍ عظیم	〃	۵۴	۱۵	زکی - زکا فطرت	ذکی - ذکا فطرت
〃	[illegible]	[illegible]	سے	کے	〃	۸۱	۱۰	حیدر علیخاں	حیدر حسین خاں

ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

مجموعہ کلام فارسی مصنفہ حضرت مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صدیقی معلی علیہ الرحمۃ
حیدرآبادی سابق مددگار ناظم ثبت خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی

موسومہ

ریاض معلی

(۱) قصائد (۲) مناجات

حصہ سوم

مرتبہ خاکسار محمد ریاض الدین علی صدیقی ریاض حیدرآبادی
صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی

عماد پریس واقع چھتہ بازار طبع گردید

تعداد طبع ۵۰۰

بار اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازاں زمانہ کہ باشد لوائے بسم اللہ
کلید فتح نباشد سوائے بسم اللہ

ز روئے صدق و صفا بر نگینِ دل کندم
ہزار جانِ گرامی فدائے بسم اللہ

ز کاروانِ جہانِ شش جہات را ہر دم
رسد بگوش صدائے درائے بسم اللہ

ہزار گونہ فتوحات را نماید رو
بہر چہ کردہ شود ابتدائے بسم اللہ

تو قدر و منزلتِ بسملہ چہ می دانی
بر اوجِ عرشِ عظیم است جائے بسم اللہ

کشادہ قفلِ درِ روضۂ بہشت شود
بر اہلِ جرم بمفتاحِ بائے بسم اللہ

ہزار مرحلہ باشد ز شرِ شیطاں دور
رسید ہر کہ بگوشش صدائے بسم اللہ

سقیم صورت و معنیٰ دو جہاں یابد
بہر دو کون شفا از دوائے بسم اللہ

در مدینۂ علم نبیؐ صد اشتر گفت
کہ بار میکنم از شرح بائے بسم اللہ

رسد بکامِ دلِ خویش ہر کہ او آمد
بزیرِ سایۂ بالِ ہمائے بسم اللہ

مکن قبول معلّے ہنوز ارزان است
دہند اگر دو جہاں در بہائے بسم اللہ

چوں ہویداست شانِ حق زشانِ مصطفیٰ — گشت مسجودِ ملائک آستانِ مصطفیٰ
زیں چہ افزوں گو بیت توصیفِ شانِ مصطفیٰ — شد کلامِ حق ہویدا از زبانِ مصطفیٰ
خواست چوں خالق ظہورِ عزّوشانِ مصطفیٰ — کرد اندر لامکاں پیدا مکانِ مصطفیٰ
ما رمیت ہست نازل چوں بشانِ مصطفیٰ — منکشف کے گردد اسرارِ نہانِ مصطفیٰ
ذاتِ پاکش را چہ خوف از صدمۂ اعدائے دیں — حضرتِ باری تعالیٰ شد مدام پاسبانِ مصطفیٰ

بر مقامِ قاب قوسین او چو زد تیرِ مراد — گشت ظاہر زورِ بازوئے کمانِ مصطفیٰ
ہست محوِ جلوۂ دیدارِ حق در باغِ خلد — مرغِ روحِ قدسی عرش آشیانِ مصطفیٰ
از غمِ ہنگامۂ روزِ جزا محفوظ ماند — ہر کہ آمد در تحتِ ظلِ امانِ مصطفیٰ
در مقامِ استقامت ذرہ ہم لغزش نیافت — بارہا چوں کرد خالق امتحانِ مصطفیٰ
عَنِ الْهَوٰى مَا يَنْطِقُ اِلَّا وَحْيٌ گوش کن — حق تعالیٰ میکند وصفِ بیانِ مصطفیٰ

اے معلّٰی بہرِ عفوِ جرم و عصیان روزِ حشر
ایں وسیلہ بس کہ ہستم مدح خوانِ مصطفیٰ

بر جہاں دارد شرف ایوانِ فیضانِ شما — غیرتِ رضوانِ جنت ہست دربانِ شما
یا رسول اللہ شد ہر کس ثنا خوانِ شما — شد براو ہر دم کشادہ خوانِ احسانِ شما
یا نبی اللہ شد چوں شانِ حق شانِ شما — کے بود وصفِ منِ بیچارہ شایانِ شما
فخرِ شاہان چوں نباشند از گدایانِ شما — ہست خلقِ ہر دو عالم زیرِ فرمانِ شما
چوں نہ شق گردد ز اعجازِ شما ماہِ فلک — شد ہلالِ عیدِ قربان طاقِ ایوانِ شما

هر دُرِ دریا گِرِد و دُرّۃ التاجِ ملک | گر شد در بحر عکسِ حُسنِ دندانِ شما

مدّ ابرو مدِّ بسم اللہ خط شد آیتے | ہست چوں قرآنِ ناطق روئے خندانِ شما

چوں نباشد در لبِ جاں بخش تو بیانِ ما | ہست عیسیٰ زباں محتاج درمانِ شما

چوں نہ خم گردد فلک سوئے زمیں بہرِ سجود | ہست محرابِ عبادت طاقِ ایوانِ شما

می رسد بر اہلِ دیں ایں مژدہ از فضلِ نبی | ہست در باغِ جناں سرسبز بستانِ شما

روزِ محشر دارد ایں کمتر معلائے حزیں | یا رسولِ ہاشمی امیدِ فیضانِ شما

بہرِ امدادِ غریباں شاہِ جیلانی بیا | اُمتِ جدِّ تو ہست اندر پریشانی بیا

حملۂ اعدائے دیں بر اہلِ دیں از حد گزشت | مومناں را کن رہا زیں آفتِ جانی بیا

مشتعل از ہر طرف شد آتشِ شور و فساد | حامیِ دینِ رسولی کن نگہبانی بیا

در ضلالت مسلمیں افتادہ اند از جہلِ خود | از دلِ شاں دور کن وسواسِ شیطانی بیا

مبتلا در جرم و عصیاں ایں معلائے حزیں
لطف کن لطف اے شہِ محبوبِ سبحانی بیا

ز جامِ عشق جاں پیمانہ شد مستانہ تر بادا | اگر [illegible] دیوانہ شد دیوانہ تر بادا

چہ غم دارم اگر زاہد زمیں دامن [illegible] | الٰہی دامنم ز آبِ گہر [illegible] تر بادا

بنائے خانۂ دل ہم [illegible] بود نا محکم | ز آبِ سیلِ غم ویرانہ شد ویرانہ تر بادا

بگردِ شمعِ رخسارِ تو [illegible] پروانہ می باشد | سرِ شمشیرِ تو از خونِ ایں پروانہ تر بادا

اگر رندی عشاق را پیچ می دارند | پیچ او الٰہی طرز [illegible] شد [illegible] تر بادا

نکوئی حسن تو شهره است یا رب شهره‌تر گردد
بعالم حال من افسانه شد افسانه تر بادا

برای قتل مردان تیغ او مردانگی دارد
بقتل من الهی چابک و مردانه تر بادا

اگر ای زاهد از لذات عالم خواهشی داری
لب تو از شراب عشق او چاشانه تر بادا

دلم ای ساقی پیمان طلب گشتست پیمانه
مدام از باده عشق تو این پیمانه تر بادا

اگر تردامنی ز آب ندامت تازگی خواهد
ز آب دیده ام یا رب همه کاشانه تر بادا

بیک جامیکه خسرو مست شد گر آرزو داری
لب تو ای تعلی زان می خمخانه تر بادا

زجام عشق دل مخمور شد مخمور تر بادا
برسوائی اگر مشهور شد مشهور تر بادا

ز رنج عشق جان رنجور شد رنجور تر بادا
دلم از درد او مجبور شد مجبور تر بادا

بتیغ ناز اگر مغرور شد مغرور تر بادا
بقتل من دلش مسرور شد مسرور تر بادا

اگر خسته شد از تیر غمزه دل خسته تر خواهد
ز زخمش در جگر ناسور شد ناسور تر بادا

همه خوش از وصال او دلم از قرب مهجور است
ز دوری گردش شاد است جانم دور تر بادا

تعلی قرب حق خواهی بقرب خویشتن چون کن
کسی گوید سخن دور است یا رب دور تر بادا

گره دهی بزاهدان فرد قیام خویش را
خاص برا اهل جرم کن بخشش عام خویش را

ای مه من بمن نما جای مقام خویش را
بیش تو تابیان کنم حال تمام خویش را

خاص بر آشنا مکن جلوه عام خویش را
بند مساز بر کسی غرفه بام خویش را

قتل شدن زدستِ تو شیوۂ دوستانِ تست — بر سرِ دشمناں مزن ضربِ حسامِ خویش را
بادہ کشی اگر کنی ہمرہِ دوستانِ خود — ریز بیاد میکشاں جرعۂ جامِ خویش را
بہرِ سلام منتظر ہست ستادہ ہر کسے — بند براہلِ دیں مکن بابِ سلامِ خویش را
مرغِ دلم کہ مبتلا ہست بقیدِ زلفِ تو — بہرِ خدا رہا مکن بستۂ دامِ خویش را
ہست ضعیف و ناتواں بندۂ کمترینِ تو — از درِ خاصِ خود مراں پیرِ غلامِ خویش را

از فنِ شعر جا بیا ہست معلیٰ نابلد — بہرِ خدا بیا و نما طرزِ کلامِ خویش را

اعلیٰ تریں چہ رتبہ شانِ محمدؐ است — جاری کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است
رمزِ عجیب سرِّ نہانِ محمدؐ است — گویا زبانِ حق بلسانِ محمدؐ است
للحق چو لامکاں زمکانِ محمدؐ است — شانِ خدا بزرگ چہ شانِ محمدؐ است
تحمیدِ حق چو وصفِ نہانِ محمدؐ است — شانِ حق آشکار زشانِ محمدؐ است
در سینہ درہم اثرِ داغ ہائے عشق — سکہ زدہ بنام و نشانِ محمدؐ است
تشریحِ مارمیت و تفسیرِ اذ رمیت — تعریفِ زورِ تیر و کمانِ محمدؐ است
روشن دلِ صفا منشِ اولیائے حق — از نورِ ذاتِ فیض رسانِ محمدؐ است
از حکمِ خاصِ انا فتحنا لک مطیع — فتح و ظفر بہ تیغ و سنانِ محمدؐ است
رمزِ حدیثِ احمدِ بے میم بالیقیں — ظاہر بیانِ سرِّ نہانِ محمدؐ است
افزونیٔ اشاعتِ اسلام در جہاں — فیضِ زبانِ صدق بیانِ محمدؐ است
دارد چہ خوف گرمیٔ خورشیدِ روزِ حشر — ہر کس کہ زیرِ ظلِّ امانِ محمدؐ است

خورشید خاوری چو گدایان مستمند — محتاج یک کلیچهٔ نانِ محمد است

آن شاه را چه حاجتِ ملکِ جهان بود — ملکِ خدائے پاک ازانِ محمد است

جان از بیانِ وصفِ لبش زنده میشود — آبِ حیات آبِ دهانِ محمد است

دارد چه خوفِ حشر معلاے کمترین — از جان و دل غلامِ سگانِ محمد است

درو گرد خلق هر چون و چرا نیست — بگو واعظ و چون وعظ هست یا نیست

کسے واقف ز رازِ مصطفیٰ نیست — خدائی میکند لیکن خدا نیست

نمایان کثرتِ ما و شما نیست — کسے دیگر بجز ذاتِ خدا نیست

محمد را خدا گفتن روا نیست — ولیکن از خدا هرگز جدا نیست

وجودِ هستیٔ موهومِ عالم — بغیر وحدت کثرت نما نیست

بجز حسنِ رخ او در دو عالم — بچشمِ من کسے جلوه نما نیست

چو شانش بفضل الله ماشاء هست — کسے را طاقتِ چون و چرا نیست

عجب این ست صدها میکند قتل — سلاح او بجز ناز و ادا نیست

نیابد منزلِ مقصود هرگز — کسے کو طالبِ راهِ خدا نیست

علاجِ من چه سازید اے طبیبان — دوائے دردِ دل نزدِ شما نیست

شدن هم زخمِ او نیست ممکن — کسے ختمِ رسل در انبیا نیست

مکن فکرِ علاجم اے مسیحا — مریضِ عشق محتاجِ دوا نیست

برایں عمرِ دو روزہ چند نازیم / قیامِ ہستیِ دارِ فنا نیست
چہ بندی دل دریں گلزارِ عالم / کہ در وے نشّہ ہم بوئے وفا نیست
گرا گویم تمنائے دلِ خویش / کہ جز ذاتش کسے حاجت روا نیست
بہم دزدیدنِ دل ہائے عشاق / بجز چالاکیِ دزدِ حنا نیست
دلیلِ منزلِ سیمیں تناں ہست / کم از اکسیرِ خاکِ نقشِ پا نیست
بسوئے خویشتن کہ را کشیدن / بجز تاثیرِ جذبِ کہربا نیست
رسیدن در قیامِ منزلِ وے / بغیرِ جذبِ عشقِ دلربا نیست
براہِ حق بس ست ایں شوقِ کامل / دریں رہ احتیاجِ رہنما نیست
چرا بر ہستیِ موہوم نازیم / ثباتِ ما برنگِ نقشِ پا نیست
پئے عجز آفریدا و بندگاں را / کہ او زیبائے شانِ کبریا نیست
بدربارِ جلالت شانِ قہرش / کسے را تابِ عرضِ مدعا نیست
چہ پیشِ جلوہ ذاتِ قدیمش / ثباتِ ہستیِ موہوم ما نیست

مقیمِ سایۂ دیوارِ او را
معلی حاجتِ ظلِ ہما نیست

چو نورِ حسنِ احمد در خیال ست / بچشمِ من ہمہ عالم مثال ست
اگرچہ ناخنِ پایش ہلال ست / مہِ نو زو بہ تر از بدرِ کمال ست
تنِ پاکش کہ نورِ لایزال ست / سہی سروِ ریاضِ بے مثال ست

بود هر یک کمالے راز والے — جمالِ یار حسنِ لایزال است
لبِ او هست مهرِ حق تعالے — نگاهِ تیز قهرِ ذو الجلال است
چو شانش آیتِ لولاک باشد — تجلی شانش چو شانِ ذو الجلال است
همه عالم نگنجد در مثالے — تنِ بے سایهٔ او بے مثال است
براو زیباست چون وصفِ الٰهی — ز کنهِ وصفِ او گفتن محال است
برون آمد احد از پردهٔ میم — جمالِ احمدی حسن جلال است
بود حکمِ نبی حکمِ الٰهی — کلامش قولِ حق بے قیل و قال است
ز کلکِ دو زبان نگرار وصفش — محال است محال است محال است

شکرِ آں شکر لبے مصطفٰی
زبانم طوطیِ شکر مقال است

دل چرا در جستجوے اغنیا افتاده است — احتیاجِ کار هر دم با خدا افتاده است
دور تیر از صبر صبر رنج و بلا افتاده است — هر که دور گلزار تسلیم و رضا افتاده است
فکرِ اسبابِ جهان هر دم ترا افتاده است — کار من لے حضرتِ دل با خدا افتاده است
قدم کن در رہ عنانِ اسپ لے شهسوار — نقشِ سایه و نقشِ من زیرِ پا افتاده است
در وجودِ او چه لافِ آشنائی میزنم — هستی من چون حباب اندر فنا افتاده است
در شکن طرہ های موجِ زلف از روزِ الست — کشتی عمرم بگردابِ بلا افتاده است
نیست جز دیدارِ او بیمارِ الفت را علاج — این طبیبان را چرا فکرِ دوا افتاده است

هست اکسیرِ هوس خاکِ کوی سیم تن / بوالفضولانه به فکرِ کیمیا افتاده است

در رهِ عشقش نهاد از سهل انگاری قدم / دل نمی داند که در مشکل چها افتاده است

هر زمان در کوی قاتل رقصِ بسمل میشود / من نمی دانم دلِ مضطر کجا افتاده است

در خیالِ خود مخل دانیم دخلِ غیر را / این سبب صدها خلل در کارِ ما افتاده است

زاهدان راهست بر حسنِ عبادت اتّکا / مذهبِ عشاق زین مشرب جدا افتاده است

غم مخور نادان بحالِ افتقارِ خویشتن / جود را خود احتیاجِ ما گدا افتاده است

از ریاضت میشود دل را میسر قوتِ روح / دانه را منت بسنگِ آسیا افتاده است

در نمی آید بفهم اسرارِ جبر و اختیار / اندرین ره هر بشر بی دست و پا افتاده است

در علوِ همت بلندی در سفاهت قلت است / آسمان بر سر زمین در زیرِ پا افتاده است

از طنابِ رشتهٔ تدبیر کی یابد خلاص / هر که او در قعرِ چاهِ ابتلا افتاده است

می رساند روزیِ ما بی طلب روزی رسان / دانه از خود در دهانِ آسیا افتاده است

هست عرشِ او قلوب المؤمنین زاهد چرا / در پیِ این آیتِ عرش استوا افتاده است

در وجودِ وحدتِ او غیر را دخلی کجاست / دل چرا در وهمِ این ما و شما افتاده است

سهل انگاری مکن ای دل براهِ عشقِ دوست / مشکلِ بی انتها در ابتدا افتاده است

کی تواند غیرِ حق کردن بما جور و ستم / چرخ در گردش بخوفِ آهِ ما افتاده است

با بتان معشوق نردِ عشق می بازیم / شهرتِ حسنش که در ارض و سما افتاده است

در شناسائیِ ذاتِ او چه لافی ای دل / در مقامِ حیرت آخر عقلِ ما افتاده است

اہل جنت را بگو حال معلّی اے صبا
زیر دیوار شہید کربلا افتادہ است

منم کہ چرخ مشبک زنیر آہ منست — خم فلک ز گران باری گناہ منست
ز کوہ کوہ گناہان خود نیم محزون — محمد عربی بس کہ عذر خواہ منست
طواف کعبہ و مسجد چہ حاجت است مرا — کہ طاق ابروے دلدار قبلہ گاہ منست
زمانہ سنگ بلا بر سرم اگر بارد — چہ باک فضل خدائے مرا پناہ منست
ز شہر جانب صحرا نمیروم تنہا — جنون و حسرت و ارمان رفیق راہ منست

رقیب گفت معلّی ترا چہ دید برش
یکے ز حلقہ بگوشان رشک ماہ منست

آن نقطہ کہ بر لبش ز خال است — بسم اللہ سورۂ جمال است
از غمزہ بکش کہ کشتن ما — در مذہب دوستی حلال است
کاہیدہ تنم شد از غم او — انگشت نما چو ہلال است
تقدیم شہاب پیش آہنگ — بر مہر زریں نہ از کمال است
از آن لب شکّرینش امشب — یک بوسہ غم گسل سوال است
این خال کہ ہست بر بناگوشش — از بہر صلائے ما بلال است
گر صاف شود دل از کدورت — آئینہ صورت و جمال است

امشب کہ نیامد او معلّی
بے یار بگو ترا چہ حال است

سرکشی و عده‌خلافی شیوهٔ یار منست ‌ ‌ ‌ جان نثاری و وفاداری دلا کار منست
گریه کردن سوختن آیین من باشد چو شمع ‌ ‌ ‌ خنده کردن همچو گل مخصوصِ دلدار منست
کے نباشد بزمِ من روشن ز نورِ عارضش ‌ ‌ ‌ آهِ من چون روی او شمع شب تار منست
در جهان هرگز نخواهد دید روی انبساط ‌ ‌ ‌ هر که بی وجه و سبب در فکرِ آزار منست
برخلافِ غیر مشقِ آدمیت کرده‌ام ‌ ‌ ‌ شاهدِ دعوائے من دستار و رفتار منست
از دل و جان من زیانِ خویشتن دارم قبول ‌ ‌ ‌ سود و بهبودِ عزیزان گرد اضرار منست
طوطی از آیینهٔ وضعِ من آمد در سخن ‌ ‌ ‌ دید چون کردارِ من بر حسبِ گفتار منست

اے مصطفیٰ شکوهٔ من نیست از بیدادِ غیر
آنکه دل بُرد از برِ من یارِ عیار منست

عمر چون رنگ حنا بی گلعذار از دست رفت ‌ ‌ ‌ بی تماشائے گلِ رویش بهار از دست رفت
کوهکن را نارسد دامن کشان شیرین بسیر ‌ ‌ ‌ تیشهٔ ایام بر سر خورد و کار از دست رفت
بشنو و فردا بلند از خانه‌اش فریادها ‌ ‌ ‌ هر کرا امروز دامانِ نگار از دست رفت
بسکه افتادم چو اشک از چشم شوخِ یار خویش ‌ ‌ ‌ در میانِ خلق نقدِ اعتبار از دست رفت
اے صبا از یوسفِ من بوئے پیراهن بیار ‌ ‌ ‌ بسکه چون یعقوب چشم از انتظار از دست رفت
بلکه از چشم من خود [illegible] ‌ ‌ ‌ بشنوم سر رشتهٔ صبر و قرار از دست رفت

اے مصطفیٰ از شمار روز و شب فارغ شدم
تا عنانِ اختیارِ لیل و نهار از دست رفت

یار وحشت زدہ در خانۂ ما آمد و رفت
رفت رنگِ گل و بلبل بصد آئیں نالید
فکرہا در دلِ دیوانۂ ما آمد و رفت
درچمن زار چو جانانۂ ما آمد و رفت
ہوشمنداں ہمہ بیہوش وخرد گردیدند
بُرد گنجینۂ دل یار و خجل ماگشتیم
ہرکجا نالۂ مستانۂ ما آمد و رفت
سیل خالی چو بویرانۂ ما آمد و رفت
باصد انداز شب آں یار بغمخوارئ ما
بیش ازپیش نشد زخمی سنگِ اطفال
چوں ہوس در دلِ دیوانۂ ما آمد و رفت
بازدر شہر کہ دیوانۂ ما آمد و رفت

می برد راہ معلّی بہ کنوزِ معنی
ہرکہ چوں سیل بویرانۂ ما آمد و رفت

اے خوشا دیدہ کہ دیدارِ تو دیدن دانست
روئے تو ہرکہ بہر آئینہ دیدن دانست
خوشتر آں گوش کہ سترِ تو شنیدن دانست
گل نظارۂ انوارِ تو چیدن دانست
سر تہِ خنجرِ تسلیم نہادن ادب است
یافت از چشمۂ جاں ذوقِ حیاتِ ابدی
بسمل آں نیست کہ ہر لحظہ طپیدن دانست
ہرکہ او ذائقۂ موت چشیدن دانست
مسکنِ طائرِ قدس است بشاخ سدرہ
بے نیاز از ہمہ حاجات و تمنا گردید
مرغ آں نیست کہ تا بام پریدن دانست
بارِ نازِ تو ہر آنکس کہ کشیدن دانست
ہمرہِ شاہ سوارانِ فضائے قدس است
رم خود را بکشد تا حدِ صحرائے ارم
در رہِ شوقِ تو ہرکس کہ دویدن دانست
وحشی آں نیست کہ از سایہ رمیدن دانست
رخصتِ ہوش ربائی بمشامِ جاں داد
بوئے گیسوئے تو ہرکس کہ شمیدن دانست

عزم دیدیت کند اے یوسف مصر دلہا
دست خود را چو زناں ہر کہ بریدن دانست

خرمن ہستی خود ز آتش غم پاک بسوخت
ہر کہ او صورت سیماب طپیدن دانست

میرساند بہ معلی اثر نکہت زلف
از سر کوئی تو بادِ بکہ وزیدن دانست

دلبرا از رو آ کہ جائے تو بجز ایں خانہ نیست
در دلم جز یاد تو دیگر کسے بیگانہ نیست

جز شکستہ دل مقام و منزل جانانہ نیست
شاذ و نادر باشد آں گنجے کہ در ویرانہ نیست

نیستی باشد ز خط عالی رندان مست
محتسب را دخل ہرگز در حد میخانہ نیست

پیش مستان شراب وحدت بزم آنکہ
حالت لیلی و مجنوں ہم بجز افسانہ نیست

سیر حق اسباب باطن از غذائے معنوی است
مرغ روح عارفاں محتاج آب و دانہ نیست

ہر کجا روئے کنیم آید بہ پیش ما رخت
منحصر حسن تو اندر کعبہ و بتخانہ نیست

ذوق مستی معلی تو چہ دانی زاہدا
جانب مسجد برو جائے تو در میخانہ نیست

بہ پیش معرفت حق چہ حاجت نیاز است
بس ایں دلیل کہ ہر بندہ را خداوند است

پئے سرور دل منعم آرزومند است
گدائے گوشہ نشیں در گلیم خورسند است

نگاہ دار خدایا مرا ز گردش ہر
ازیں زمانہ کہ ہر بے ہنر ہنرمند است

فغان و نالہ و فریاد و آہ و شور و بکا
برائے یک دل زارم مصیبت چند است

اگر کہ جائے بہ پہلوئے یار شد حاصل

کنون مزاج معلی بحال و خورسند است

بجز در تو ندارم در دگر یا غوث | بحال زار من خسته یک نظر یا غوث
دلم ز حال جهان هست بیخبر یا غوث | که هست ورد زبان شام و هر سحر یا غوث
ز نور فیض تو شد جان عاشقان روشن | فدائے خاک قدومت دل و جگر یا غوث
بغیر نام تو حسن عمل ندارم هیچ | نه توشه خویش برا در ره سفر یا غوث
ز فیض بخشی تو مشکلم شود همه حل | کنی بحال غریبم اگر نظر یا غوث
ز فرط شوق ملک حور میزند بوسه | برآید از لب و دندان من اگر یا غوث
بکن مدد که سلامت بماند ایمانم | که هست نفس شقی در پئے ضرر یا غوث
گناهگارم اگرچه ولے غلام توام | بچشم لطف خفی سوئے من نگر یا غوث
نه بے نصیب شود از در اجابت حق | بده دعائے من خسته را اثر یا غوث
کریم ابن کریمی مبین گناه مرا | بکن ز فضل بدر من تو درگذر یا غوث

ببخش جرم معلی گدائے درگه تو
طفیل شاه رسل سید البشر یا غوث

نیست امشب یار در بر الغیاث | هست خاطر بس مکدر الغیاث
هر کرا دیدم بکین آغشته است | نیست بے کین صاف جوهر الغیاث
در شبستان غمش دارم چو شمع | جان سوزان دیدهٔ تر الغیاث
جوش زد دریائے هجر از سکون | کشتی دل باخت لنگر الغیاث

این دل ما کرد آشفته چو زلف — انقلاب چرخ اخضر الغیاث
دستگیرے نیست ما راے توکس — فیض گستر ذرّه پرور الغیاث

بسکه از یاران معلّی یافت رنج
روز و شب گوید مکرّر الغیاث

چو شمع سوخت دل امشب بزم یار عبث — سرشک گرم فرو ریخت چشم زار عبث
گشاده چشم چو نرگس بانتظار وصال — نشسته ایم ز عمرے بکوے یار عبث
ز سوز آتش نامهربانیٔ جانان — دل حزین شده همرنگ لاله زار عبث
چو اشک از نظر افتاده بت خویشم — خیال مهر رخش کرده بیقرار عبث
ز گل رخے و نه ساقی نه باده و مطرب — چه مانده ایم بصد غم درین بهار عبث

بزیر خاک معلّی شوند هم نفسان
نشسته تو چه در خانه سوگوار عبث

روے جانانهٔ من نیست بزیور محتاج — نیست چون ماه بآرایش دیگر محتاج
بسکه سودازده ام کاکل من چتر منست — همچو خورشید سرم نیست بافسر محتاج
شود خانهٔ عاشق بچراغان روشن — هست از بس بفروغ رخ دلبر محتاج
توشهٔ آخرت از مزرع دنیا برگیر — هر که آمد بجهان هست به محشر محتاج
بهر اشیا همه در عالم یارب — هر کجا هست بصراف بود زر محتاج
سر دهم از پے جانان چه قدر بیتابم — نبود پهلوے سیماب به بستر محتاج

ما فقیریم معلّیٰ بت ما عالیجاه
میشود ذرّه بخورشید منوّر محتاج

فرش مخمل چون نباشد خواب باید در رواج
بیتو در سوز و گداز م شمع سان شام و صباح

از مژه خنجر زار و تیغ دارد یار من
نیست ظالم از پئے قتلم بمید آن صلاح

من نمی گویم که خونِ من مریزای نازنیں
خاطرت در هر چه باشد هست آں عین صلاح

شد دلِ دیوانه ام پابندِ موئے زلفِ تو
نیستش از قیدِ آں زنجیر تا محشر فلاح

در گلستانِ جهاں چوں غنچهٔ تصویرِ دل
از نسیم صبح راحت رو ندید از انفتاح

اے معلّیٰ یار آمد زود ساقی را بگو
پنبه بردار د ز مینا پر کند ساغر ز راح

گشت مارا در فراقت اے شکر لب کام تلخ
همچو حنظل شد مرا شیرینیِ آرام تلخ

میکند در بزمِ جاناں زهر خندِ حاسد ان
خواب نوشینِ مرا از چشم صبح و شام تلخ

اے خوشا بیمار را امیدِ صحت رو نمود
نوش دارو ئی لبِ او باشد از دشنام تلخ

اے معلّیٰ ساختم با نوش و نیشِ روزگار
میخورم افیون اگرچه هست چوں بادام تلخ

صلی الله علیه وسلم

دو عالم روشن از روئے محمد
روان تازه از خوئے محمد

شبِ وعده و لیلهٔ مشک اذفر
جهاں بازیچهٔ گیسوئے محمد

ببازار فروش آید دو عالم
نمی ارزد به یک موئے محمد

بود امروز هر کس پیرو شرع — شود سیراب از جوی محمد
ملائک ور گنهگاران چو پیچیند — رسانم خویش را سوی محمد
بنفخ صور برخیزم که از قبر — شوم زنده من از بوی محمد
رهائی یابم از پاداش عصیان — زیک ایمای ابروی محمد
کنند از کشاکش در حشر مارا — گریزم من به پهلوی محمد

معلی افتخارت این قدر بس
که گویندت سگ کوی محمد

بحمد اللہ از ازل بس کامگارم ساختند — از مئی حسن بتان گلگون عذارم ساختند
من بصد ارمان پئے دیدار دام آرزو — بسکه خوبان از تغافل دلفگارم ساختند
چون شهید خنجر تسلیم گشتم دوستان — تخت خونین جگر لوح مزارم ساختند
بسکه پاشیدند از هجران نمک بر زخم دل — همچو شمع بزم جانان اشکبارم ساختند

ای معلی در جهان هر درد و اندوهی که بود
جمله را با دردمندان روبکارم ساختند

بغیر ذکر حق آبادی دلها نمی گردد — مکان چون از مکین خالی شود ویرانه می گردد
شوی چون از جماعت دور آفتی در مصیبتها — فتد در آسیا از هم جدا چون دانه می گردد
طلب کن از قلوب منکسر گر نور حق خواهی — که حاصل از تجسس گنج در ویرانه می گردد
بود قدر و منزلت خواهی مکن افسانه سر خود — زلب رازے که شد بیرون بخلق افسانه می گردد

مطیع تو شود مخلوق کن روشن دلی حاصل
چو روشن شمع شد از دل فدا پروانه میگردد
همه امر اہل عالم منحصر بر حکم حق باشد
خلاف حکم او حکمی که شد امضا نه میگردد

اگر شان علو خواهی معلی خاکساری کن
شجر گردد۔ نهان زیر زمین چون دانه می گردد

عشق اگر فرمانروای ملک جان من شود
آشکارا این همه راز نهان من شود
در خریداری تو هرگز ندارم جان عزیز
بر سر بازار هم گر امتحان من شود
قافله سالار شود اے همت مردان راه
راهی ملک عدم چون کاروان من شود
با همه عصیان بر آید وقت آخر کار من
نام تو آن دم اگر ورد زبان من شود
آن مه برج رسالت گر شود مهمان من
مهر گردون هم فدای آستان من شود
تا در درگاه شاه دین رسانید مرا
شکر تو یا رب ادا کے از زبان من شود
— سر نه پیچم گر ز حکم واجب التعمیل او
اے معلی جملگی عالم از آن من شود —

چو یاد تو بدلم بار بار می آید
بباغ سینهٔ محزون بهار می آید
صبا گرفته چو پیغام یار می آید
برون ز سینه دل بیقرار می آید
امید وصل صنم چون همی کند دل شاد
خیال زندگی مستعار می آید
پی نثار رخ او ز حق چو می طلبم
بدست گنج زر بے شمار می آید

شود خودی معلی ز قلب بیرون
چو یاد روی تو لیل و نهار می آید

چو طاقِ ابروئے تو سجدہ گاہِ من باشد — بہ از ہزار نماز ایں گناہِ من باشد
بلند بخت اگر خضرِ راہِ من باشد — قیامِ من بگذرگاہِ ماہِ من باشد
بسوئے ہر کہ شود دیدۂ دلم مائل — دوامِ روئے تو پیشِ نگاہِ من باشد
زیادِ من نرود ذکرِ نامِ نامیٔ تو — ہمیں وظیفۂ شام و پگاہِ من باشد
شود بنامِ تو روحم جدا ز جسمِ کثیف — خدائے پاک در آندم گواہِ من باشد

رخش چو جلوہ فگن بے نقاب می گردد — نہاں ز شرم بابر آفتاب می گردد
چو ذکرِ وصفِ رسالتمآب می گردد — نزولِ رحمتِ حق بیحساب می گردد
کسیکہ نفع نیابد ز فیضِ صحبتِ پیر — چو تشنہ ایست کہ اطرافِ آب می گردد
ز خلقِ ظاہرِ اہلِ دول امید مدار — کہ تشنہ سیر نہ ز آبِ آب می گردد
مشو بعید ز انوارِ مرشدِ کامل — کہ ذرّہ از دمِ او آفتاب می گردد
ز اشکِ دیدہ مکن انطفائے نارِ سقر — کہ سردِ آتشِ سوزاں ز آب می گردد
مشو ز جہل گرفتارِ دامِ نفسِ شقی — کسیکہ گشت مطیعش خراب می گردد
نزولِ رحمتِ حق می شود بر اہلِ نیاز — بسوئے پست رواں موجِ آب می گردد
چو رحمِ او طلبی اختیار کن زاری — ز گریہ حاملِ رحمت سحاب می گردد
گزیں طریقِ تواضع کہ دل شود روشن — ز نورِ فیضِ قمر فیضیاب می گردد
[illegible] نمی رسد بمراد — کسیکہ موردِ رنج و عتاب می گردد

ز آستانهٔ شاهِ رسل مرو بیرون | کسیکه دور از و شد خراب می گردد

ز گفت و گوی اولب را از قیل و قال مبند
غنیم اگرچه معلّی کتاب می گردد

بکثرت گناهان ز من دیده شد | دلِ یار ازین وجه رنجیده شد
ز زلفت سراسیمه گشته جهان | بهر تارِ موئے تو پیچیده شد
جمالت بمیزانِ ادراکِ عقل | نگنجید چون نیک سنجیده شد
نیاورد چون تابِ دیدارِ تو | نگه مثلِ لمعات ژولیده شد
چگونه توان دید حسن رخت | چو حیرت زده مردمِ دیده شد
شده مست از فرطِ شادی کلیم | چو آوازِ خاصِ تو بشنیده شد
شده چشمِ پاک درخشِ آفتاب | گلِ حسن روئے تو چون چیده شد
ز هر شئے شده رنگِ وحدت نمود | نگه چون ز اغیار دزدیده شد
بکن چاک تا جامهٔ نو رسد | لباسِ تنِ تو که پوسیده شد
شده جانِ من یادِ ساقی ز تو | مئے جامِ توحید نوشیده شد
چه سازم علاج از پئے عفو جرم | که سر بر قدم نیز مالیده شد
بمن گفت شو دور اے بے ادب | بخاکِ درش سر چو سائیده شد

معلّی بکن سجدهٔ شکر ادا
گناهانِ تو جمله بخشیده شد

گر گزارم بہ کوئے یار اُفتد
حاسداں رابجاں شرار افتد

بچمن جلوہ گر کند یارم
برق در خرمنِ بہار افتد

یکدمے در جہاں نیاسودم
خاک بر فرقِ روزگار افتد

میکند کارِ سرمہ در چشم
از سوادِ خطش غبار افتد

می شود بحر در فراقِ او
ہر سرشکے ز چشمِ زار افتد

مہرہٗ چشمِ یار را دارم
زلفِ او در پیم چو مار افتد

بیتواے آئینہ عذار دلم
ہمچو سیماب بیقرار افتد

یادِ زلف کہ در دلم بگزشت
ہر زمانم گرہ بکار افتد

اے معلّیٰ مرا ز شوقِ رخش
چاک در سینہ چوں انار افتد

مرا تا آں صنم در بر نباشد
بہ بالینِ تسلّی سر نباشد

شود نازل بلائے آسمانی
اگر در قوم پیغمبر نباشد

شہِ عادل اگر باشد در اقلیم
نظامِ دنیوی ابتر نباشد

وجنت نہ گردد باز بر او
اگر لطفِ علیؑ رہبر نباشد

کجا او راز دوزخ رستگاریست
غلامِ بندۂ قنبر نباشد

تمنا مدد از ہنر در کار امداد
ہر آنکس را بلند اختر نباشد

شہِ کاشانۂ خویشم معلّیٰ

چه شد بر سر اگر افسر نباشد

شاهِ خوباں جریدہ می آید	از رقیباں رمیدہ می آید
محوِ حُسنِ خود است دلبرِ من	رو در آئینہ دیدہ می آید
غنچہ از شوقِ دیدنِ رویش	جامہ بر خود دریدہ می آید
بے گنہ دلربائے قتلم	تیغِ ابرو کشیدہ می آید
چوں بپایاں رسد شبِ محنت	صبحِ راحت دمیدہ می آید
ز دلم خوں و از رہِ دیدہ	قطرہ قطرہ چکیدہ می آید

چوں معلّیٰ گریست شیریں کام
او لبش را مکیدہ می آید

اے پریرویاں مرا از عشق خود مجنوں کنید	پس بسنگِ کودکاں از شہر خود بیروں کنید
گر بظاہر نیست حاصل ولذتِ دیدارِ او	ہمچو من در دل خیالِ آں قدِ موزوں کنید
سینۂ دارم ز زخمِ تیغِ ابرو چاک چاک	مہ رخاں از حُسنِ خود بروے نمک افزوں کنید
از سمومِ دردِ ہجراں خاطرم افسردہ است	از شرابِ وصل آخر چہرۂ گلگوں کنید
میخورم خونِ جگر از دستِ ساقیٔ زماں	از برائم جاے مے پیمانہ پُر از خوں کنید

اے بود مضمونِ فریادِ معلّیٰ کو بکو
اے پریرویاں مرا از عشقِ خود مجنوں کنید

تا گردشِ پیالۂ چشمت تمام شد	در دیدہ خواب خستہ دلاں را حرام شد

عشقت نمود بسکہ چو نالِ قلم ضعیف
چوں نقشِ پا بکوئی تو مارا مقام شد

گردید بے خبر ز خود آنکس کہ چوں کلیم
در طُورِ قرب با تو دمے ہم کلام شد

از بہرِ صیدِ مرغ دل عاشقِ حزیں
خالِ تو دانہ وخمِ زلفِ تو دام شد

کم طالعی نگر ز برم رفت ناگہاں
وحشی نہاد من کہ پس از عمر رام شد

بنمود کسے در آئینۂ دل جمالِ دوست
چوں من زدودش زنگ زدائے ظلام شد

از پیشِ چشم رفت معلّی گہے کہ یار
از نفخ صور شور قیامت قیام شد

یار چوں گل شگفتہ می آید
ہمچو دُرِّ نسفتہ می آید

از حیا دلربا بہ محفلِ ما
روئے خود را نہفتہ می آید

خشمگیں قولِ مدعی دلبر
در حقِ من شنفتہ می آید

اے پریرو بیا در آغوشم
گر نشانِ تو جفتہ می آید

کن بلیلیٰ خبر کہ مجنونت
از غمِ راہ رُفتہ می آید

از عدم ہر چہ در وجود آمد
اللہ اللہ گُفتہ می آید

اے معلّی کجا شود بیدار
بختِ آنکس کہ خُفتہ می آید

بہر ہم شبی کہ چوں گُل بہار خواہی آمد
زہزار ناز و غمزہ بوقار خواہی آمد

بگذر ز شوقِ روئیت بہ تنم رواں در آید
تو شبے کہ شمع برکف بمزار خواہی آمد

بدلِ رقیب حاسد فتد آتشے ز حسرت	بہر از ناز چوں تو بہ کنار خواہی آمد
اثری ز رنگِ گلزار نبود برو اگر تو	بچمن چو کبک روزی بگزار خواہی آمد
چو حنا حیات رنگی ز نقاب خود ندارد	تو بگو مرا کہ کئے در دلِ زار خواہی آمد
ز شراب حسنِ مستی کہ نمکینی تو یا دم	چو میت رسد بیا یاں بخمار خواہی آمد

مہِ من بیا معلی رمقی ہنوز دارد
پس ازیں اگر بیائی بچہ کار خواہی آمد

چوں مسیحا ایں بتاں از جلوہ جانے میدہند	در خمِ گیسوئی خود دل را مکانے میدہند
کشتگانِ خنجرِ مژگانِ خود را از خرام	بے تکلف جانِ دیگر ہر زمانے میدہند
از برِ نخل حلاوت بارِ قدِ نازنیں	عاشقاں را لذتِ تازہ ہر آنے میدہند
نقطۂ موہوم نقاشاں گزارند از دہن	عاشقِ دیوانہ را ہر گہ نشانے میدہند
بہر صید مرغِ دل عشاق در دست بتاں	تیر از مژگاں و از ابرو کمانے میدہند
بست دل را ہر کہ با موئی میانِ او چو شمع	سینۂ سوزاں و چشمِ خوں چکانے میدہند
می کنند از ترشئی منت کم آخر خونِ تن	ہر کہ را ایں ناکساں یک آب نانے میدہند

از کلامت اے معلی شہد می بارد مگر
شاہد است از دہانِ خویش شانے میدہند

ماہ را گر دند حل و روئے جاناں ساختند	خاطرم را نیچہ زلفِ پریشاں ساختند
سالہا خوردند خونِ دلِ مہ و خورشید تا	از لبِ رنگینِ او لعلِ بدخشاں ساختند

چار عنصر در دہانِ غنچہ مانند نگار	صاف مروارید را گردند و دندان ساختند

این حکیمان اے معلی از کجا آرم بدست
چارۂ دردِ مرا از مارِ پستان ساختند

چون گرفتارِ بلائے زلفِ یارم کردہ اند	از کمندِ قیدِ ہستی رستگارم کردہ اند
کارسازا اینکہ در عالم شمارم کردہ اند	مبتلائے ہستیِ ناپائیدارم کردہ اند
مائلِ نظارۂ نقش و نگارم کردہ اند	بے نصیب از جلوۂ دیدارِ یارم کردہ اند
عاشقِ چشم و رخ و گیسوئے یارم کردہ اند	مبتلائے گردشِ لیل و نہارم کردہ اند
پا بہ اوجِ عیشتی از خاکساری میزنم	بر سریرِ ملکِ ہستی شہریارم کردہ اند
کے توانم دست و پا در موجِ طوفانہا زنم	غرق در دریائے ناپیداکنارم کردہ اند
سیرِ باغِ داغہائے سینۂ خود میکنم	اندرین فصلِ خزان محوِ بہارم کردہ اند
طوقِ مختاری بہ گردن پائی در زنجیرِ جبر	قیدیِ زندانِ جبر و اختیارم کردہ اند
در حضیضِ خاکساری مینوازم کوسِ فخر	نقشِ پائی رہروانِ کوئے یارم کردہ اند
می شتابم جانبِ جولانگہِ ملکِ عدم	بر سمندِ تیزِ عمر اے دل سوارم کردہ اند
سرمہم کافورِ دید از تو دارم آرزو	بسکہ خوبان از تغافل دلفگارم کردہ اند
خوبرویانیکہ بر زخمم نمک پاشیدہ اند	ہمچو شمعِ بزمِ جانان اشکبارم کردہ اند

اے معلی در جہان ہر درد و اندوہی کہ بود
جملہ را نا دردمندان روبکارم کردہ اند

کارِ عالم همه بر حکمِ قضا می باشد
ای خوشا بنده که راضی برضا می باشد

یار هرچند که مائل به جفا می باشد
شکوه کردن نه مگر شیوهٔ ما می باشد

هر طرف پیشِ نظر روئے خدا می باشد
قصد هر سو که کنم سجدهٔ ما می باشد

اے مسیحا مکن از بهر دلم فکر دوا
این نه دردیست که محتاجِ دوا می باشد

هست خواهانِ رهائی ز سرِ زلفِ بتان
دل که وابستهٔ زنجیرِ بلا می باشد

بر امیدِ کرم و لطفِ تو اے ربّ غفور
نفسِ من مرتکبِ جرم و خطا می باشد

رزقِ ما هست چو بر ذمهٔ رزّاقِ کریم
بهرِ روزی بدلم فکر چرا می باشد

حکمِ خلّاق که جاریست کسے را نه درو
طاقتِ دم زدن و چون و چرا می باشد

بر غریبان مکن از بهر خدا جور و جفا
که نه این شیوهٔ اربابِ وفا می باشد

چشمِ بیمار تو اے نورِ نظر رشکِ مسیح
بهرِ دردِ دلِ عشاق دوا می باشد

خواهشِ جنت و انکار ز دوزخ چه کنم
من ندانم که چه منظورِ خدا می باشد

اے معلّی که دلم هست تهِ خاک طپان
اثرِ شوخیِ نقشِ کفِ پا می باشد

نیست بے تو نعمتِ عمرِ ابد جانا لذیذ
زندگانی خضر را باشد کجا تنها لذیذ

بلبلانِ خسته جان را اے گلِ رخسارِ تو
نیست سیرِ گلشنِ دنیا و ما فیها لذیذ

رستگار است آنکه دارد کام خود را از سه چیز
عدل و احسان و سوم ایتائِ ذی القربیٰ لذیذ

تلخ کامی از فراقت اے شہِ خوبان مکن
از گلِ رخسار و قندِ لب و هانِ ما لذیذ

از جگر دارم کباب از خونِ دل دارم شراب — نیست صحبت بے کباب و قلقلِ مینا لذیذ

آرزوئے بوسہ دارم کے بگیرم از لبت — از لبِ شیرینِ خود کن کامِ جانم را لذیذ

اے معلّٰی مختلط با جاہلاں ہرگز مشو
مردِ عاقل را نباشد صحبت آنہا لذیذ

صلی اللہ علیہ وسلم

ای کہ از نورِ تو جانِ انس و جان شد جلوہ گر — از ضیائے فیضِ تو کون و مکاں شد جلوہ گر

ظلمتِ کفر و نفاق از دورِ عالم گشت دور — از ظہورِ تو زمین و آسماں شد جلوہ گر

پرتوِ خود ذاتِ تو چوں اندریں عالم فگند — از تہِ کنجِ عدم گنجِ نہاں شد جلوہ گر

ذاتِ پاکِ تو شبِ معراج چوں جلوہ فگند — از درِ بیت الحرم تا لامکاں شد جلوہ گر

از ضیائے نورِ رخسار و رخِ زیبائے تو — ہر گل و برگِ درختانِ جہاں شد جلوہ گر

از عرب چوں نورِ دینِ تو رسیدہ تا عجم — از فیوضِ او زمینِ این و آں شد جلوہ گر

ہست چوں نورِ خدا در ذاتِ پاکِ تو نہاں — از بیانِ وصفِ پاکِ تو زباں شد جلوہ گر

بوئے پیراہانِ تو در دل بصیرت ہا فزود — ہمچو چشمِ پیرِ کنعاں چشمِ جاں شد جلوہ گر

پرتوِ اجلال چوں افگند فیضِ عامِ تو — از فیوضِ ہر دلِ پیر و جواں شد جلوہ گر

چوں صبا آورد بوئے حسنِ تو اندر جہاں — چشمِ نرگس ہم بہ صحنِ بوستاں شد جلوہ گر

اے معلّٰی از چراغِ داغِ عشقِ مصطفٰی
بر دلم صد گنجِ اسرارِ نہاں شد جلوہ گر

در مقامِ قربِ حق چوں گشت جائے دستگیر — گردنِ جملہ ولی شد زیرِ پائے دستگیر

حرزِ جانِ خویش می سازند اربابِ صفا — بر زمین آید نظر گر نقشِ پائے دستگیر
کرد فضلِ حق عطا از بهرِ فیضِ عامِ خلق — نعمتِ محبوبیت خاص از برائے دستگیر
طالبِ امداد از وباشی که در وقتِ الم — حامیِ کارِ تو نبود کس سوائے دستگیر
در دو عالم نوبتِ اسبابِ شاهی میزند — هر که از جان و دلِ خود شد گدائے دستگیر
از درش هرگز مگردان رو که بهرِ نفعِ عام — ردّ نمی گردد ز حق دستِ دعائے دستگیر
گردد ایمن از بلائے صدمهٔ آفاتِ حشر — جاگزین شد هر که در زیرِ لوائے دستگیر
از حوادث هائے چرخ و انقلابم خوف نیست — می پرد مرغِ دلِ من در هوائے دستگیر
در مقامش اولیا را هم رسائی مشکل است — هست بر عرشِ برین دولت سرائے دستگیر
خارج اوصافِ کمالِ اوست از حدِ بیان — کے شود از من ادا حقِّ ثنائے دستگیر
حق تعالی شد چو بر عرشِ دل او مستوی — هست بالرحمان علی العرش استوائے دستگیر
ذاتِ والائش چو شد فانی بذاتِ پاکِ حق — غیرِ حق کس نیست در زیرِ قبائے دستگیر

زیرِ ظلِ آستانش اے معلی جاگزین
می پرد در اوجِ قربِ حق همائے دستگیر

بیرخش بیرخش قرار قرار — میکند میکند فرار فرار
بیرخش بیرخش سلام سلام — بیرسان بیرسان بیار بیار
بر سرش بر سرش چو مهر چو مهر — بشوم بشوم نثار نثار
سوختم سوختم چو شمع چو شمع — بنوای بنوای نگار نگار

میروم میروم چو رنگ
میروم میروم بدبناکش
ساقیا ساقیا صبوح صبوح

از کفش از کفش بهار بهار
سایه وش سایه وش دیار دیار
تا بر و تا برد خمار خمار

از رهش از رهش معلی رفت
با مژه با مژه غبار غبار

بے سبب بے وجه و علت بے نفار
می فتد از دست یاران صد گره
همچو نقطه دور افگنده زخود

منجلم در چشم مردم همچو خار
هر زمان چو شاخ گل ما را بکار
گرد هر کس گشته ام پرکار وار

اے معلی از گله لب را ببند
خصم خود را تو به حیدر واگزار

اے دل از غیر خدا چون مردم دنیا مترس
گردد امروز اگر روشن دل از حب علی
مستی عاشق بود از جام مست دست یار
هر گره چون شاخ گل انداخت در کار رقیب
گرچه عمرے شد که جانانم دبا خود جان چو دل

باش با حق همدم و از شورش و غوغا مترس
با گناه کوه کوه از پرسش فردا مترس
گر نباشد در کفت پیمانهٔ صهبا مترس
بشنو از ناخن الطاف جانان ام مترس
باز آرد در تنت جان دلبر رعنا مترس

خصم دون دارد معلی از پیش فریادها
سنگ چو بیند ماه را طالع کند غوغا مترس

دلِ گرفتارِ دامِ گیسویش / پائے جاں بستۂ سرِ مویش
میرسد ناوکِ مژه پیهم / بر دلم از کمانِ ابرویش
تا نه بینم رخش چو نقشِ قدم / برنمی خیزم از سرِ کویش
بسکه دل وانشد ز لاله و گل / می کنم سیرِ گلشنِ رویش
همچو گل در چمن ز بادِ صبا / غنچۂ دل شگفته از بویش
همچو آں آهوئے رمیده ز سنگ / میگریزم ز تندیٔ خویش

اے معلّی مدار کار که چرخ
شد مشبّک ز ناوکِ مویش

شاملِ کفار یا در حلقۂ دیندار باش / هر کجا باشی بباش و در خیالِ یار باش
می نماید راهِ ظلمت اکثر این نفسِ شقی / اے دلِ ناداں ز مکرِ این عدو هشیار باش
می نخواهد غیرتِ او اختلاط و دخلِ غیر / تا توانی دور تر از صحبتِ اغیار باش
گر طمع داری که باشی یومِ دین در ظلِّ عرش / ساکنِ کوئے نبیؐ در سایۂ دیوار باش
گر تو میخواهی که گردد صحتِ کلّی حصول / چند در دار الشّفائی این دلِ بیمار باش
بسترِ راحت اگر خواهی مرو در راهِ عشق / دور تر از خواهشِ این منزلِ پُرخار باش

هیچگه مائل مشو از عزّ و جاهِ دنیوی
اے معلّی در رهِ اُلفت ذلیل و خوار باش

اے شهاں سوده بدرگاهِ تو روئے اخلاص / کوئی خود ساخت مقرر دلِ شیدائے خاص

در جہان گوہر مقصود بدستش آید
کہ زند غوطہ بدریای طلب چون غواص

آمدم از ستم چرخ گریزان سویت
جز در ت در نظر من نبود بسکہ مناص

قید و محبوس بہ خم زلف تو باشند دل من
ساز از بہر خدا زود ازین قید خلاص

رفت روح تنم از زہر تغافل ہایت
زندہ اش کن چو مسیحا زدم خاص الخاص

اے معلی شدم از تیر نگاہش کشتہ
قاتلم را نبود ہیچ بدل ترس قصاص

بسمل بکرد دلبر و بخشید جاں عوض
صبرم گرفت و کرد کرامت فغاں عوض

بے یار زندگی نبود ہیچ خوش مرا
نستانم ار دہند تمام جہاں عوض

آں شخص را کہ حسن عمل کرد در جہاں
اورا دہند روز قیامت جناں عوض

در غفلت ہوا و ہوس زندگی گزشت
ایں عمر رفتہ را نبود جز زیاں عوض

یارم چو دید گشتہ معلی تنم چو مو
بخشید مہرباں شدہ موئے میاں عوض

بعد ازیں از کوی جاناں پا کشیدنہا غلط
رشتۂ الفت ز دلدارے بریدنہا غلط

از گل عہد بتان دلربا بوے وفا
آمدن اول غلط دوم شمیدنہا غلط

غنچۂ دل را خبر کن در گلستان جہاں
با شدت چون گل گریباں را دریدنہا غلط

ہمچو نقش پا ندارم قوت برخاستن
بعد از نیم بر سر کویت رسیدنہا غلط

گر ندارد جلوہ ات بیدار امشب ہمچو شمع
خواب کردنہا غلط دل را رمیدنہا غلط

ہمچو مرغ رشتہ بر پا ماندہ ام در دست تو
از تو رستن ہا غلط از من پریدنہا غلط

کردہ ام جانا چہ من گوئی معلی بعد ازین
لب مکیدنہا غلط در بر کشیدنہا غلط

دلم ز لذت گفتار می شود محظوظ
چنانکہ چشم ز دیدار میشود محظوظ

زبار نامہ داری بگو بہ قاصد
کہ گوش از خبر یار میشود محظوظ

کسی کہ بست بموئی میان او دل را
کجا ز صحبت اغیار میشود محظوظ

ز سیر لالہ و نرگس شگفتہ کی گردد
دلی کہ از گل رخسار میشود محظوظ

مدہ صبوح معلی بدلبر مخمور
کہ جان ز نرگس خمار میشود محظوظ

از جہان بر خاستہ آئین یاری الحفیظ
شد دل آزاری بعالم رسم جاری الحفیظ

رفتم از خود نا زتیغ ابروی آن نازنین
خوردہ ام بر روی خاطر زخم کاری الحفیظ

در شبستان دیدنا لا چہ مرا آموخت شمع
اضطراب و سوختن آئین زاری الحفیظ

تا خرامان از نظر بگذشت آن گلگون عذار
در دل من میخلد ہر لحظہ خاری الحفیظ

کشتیم در قعر دریا لنگر خود باختہ
میکنم سعی و نمی بینم کناری الحفیظ

از بہار باغ و خزانی او چہ سود
نخل امید مرا چون نیست باری الحفیظ

ای معلی خود بگو چون میتوانم زیستن
گر نباشد در بر من گلعذاری الحفیظ

دارم سخنے از لبِ دلدار توقع | با نغمتِ پُر لذّتِ دیدار توقع
امروز کہ اسبابِ طرب ہست مہیا | دارد دلِ من جلوۂ دلدار توقع
از ساغرِ چشمش کہ جہاں گشت سیہ مست | ہم ہست مرا نشۂ سرشار توقع
ہستند بتاں بسکہ سیہ چشم ندارم | زیں فرقہ وفا ذرۂ زنہار توقع

کردم برہش فرشِ دل و دیدہ معلّی
اکنوں گزرے ہست ازاں یار توقع

آنچہ بابا کرد ہجرِ یار ما دانیم و دل | سوزِ ہجراں را چو شمعِ زار ما دانیم و دل
کرد روشن پرتوِ شمعِ رخش بزمِ جہاں | قدرِ حُسنِ آتشیں رخسار ما دانیم و دل
بسکہ از دیر و حرم مطلب ہمیں یکجا منجر است | صلح و جنگِ کفر و دیں را عار ما دانیم و دل
میکنی اے شیخ چوں بالا نشینی اختیار | اعتبارِ جبّہ و دستار ما دانیم و دل
زاہدِ خشک از مئے و مُیخوار دارد نفرتے | تر دماغیِ مئے سرشار ما دانیم و دل
کس چہ داند رتبۂ خاکِ شہیدِ کربلا | قدرِ خاکِ سبحۂ ابرار ما دانیم و دل

اے معلّی در حدیثِ ما و دل خلے مکن
با تو گفتیم ایں سخن صد بار۔ ما دانیم و دل

بشگفت بہ صحنِ چمن از بادِ صبا گُل | ایں مژدہ رسانید بہ بلبل شدہ وا گل
بر حُسنِ دلاویزِ تو حُسنِ دگر افزود | چوں کرد بہ سر گوشۂ دستارِ تو جا گُل
با روئے فروزاں ز چمن چوں تو گزشتی | گردید خجل دید چو رخسارِ ترا گُل

بلبل بچمن بہرِ گل از بہرِ چہ نالد | دیدیم ندارد چو حنا رنگ بقا گل
دیدند کہ دل خستہ ہزار است طبیباں | کردند بر آتش ہمہ تجویز دوا گل

داریم معلّی ز شرر ریز زمانہ
چوں داغِ پلنگاں تنِ خویش جا بجا گل

یا رسولِ ہاشمی ہر دم ثنا خوانِ توام | بلبلِ بے خان و ماں شیدۂ بستانِ توام
اے سہی سروِ ریاضِ خلد قربانِ توام | راست میگویم فدائے قدِّ ذیشانِ توام
صورتِ پروانہ دارم آتشِ داغِ جگر | مجمرِ سوزِ چراغِ روئے تابانِ توام
یا نبی روزے کہ عیسیٰ بر زمیں آید ز چرخ | از مرض ہائے گنہ محتاجِ درمانِ توام
خاکسار و عاجزم افتادہ در راہِ طلب | نقشِ پائے زائرِ درگاہِ ذیشانِ توام
چوں سرِ خود را نہ تابم از گدائی درت | اے شہِ عالم گدائے از گدایانِ توام
یا شفیعِ روزِ محشر مظہرِ ستار العیوب | با ہمہ چاکِ گریباں زیرِ دامانِ توام
یوسفِ مصرِ نبوت والے عزیزِ جان و دل | کمترین ادنیٰ غلام از غلامانِ توام
در بلائے عشقِ تو پابندم از روزِ الست | مو بمو پیچیدۂ زلفِ پریشانِ توام
کے بزمِ سودائے نعمت ہائے جنت یا نبی | گوش بر آوازِ فضلِ خوانِ احسانِ توام

ہست ایں عرضِ معلّی در حضورِ عالیت
یا نبی مستدعیٔ انوارِ فیضانِ توام

جفا مکن کہ بدل طالبِ وفائے توایم | توشاہِ ہر دو جہانی و ما گدائے توایم

چو دیدۂ تو منوّر ز کحلِ مازاغ است ۔ نگاہِ لطف بکن بندۂ خدائے توایم
بروزِ حشر مراں از درِ شفاعتِ خود ۔ غلامِ بارگہِ خاصِ کبریائے توایم
بجز گناہ نہ کردیم ہیچ کارِ رضا ۔ بدل اگرچہ ہمہ طالبِ رضائے توایم
بذاتِ پاکِ تو ختم است چوں مسیحائی ۔ برائے دردِ دلی طالبِ دوائے توایم
کجا رویم بغیرِ تو نیست کس حامی ۔ اگر وفا نکنی ہم خوشیم از جفائے توایم
بدہ پناہ تو از تابِ گرمیٔ محشر ۔ شہا فتادہ تہِ سایۂ لوائے توایم
ز فرطِ جرم شدہ مبتلائے بیماری ۔ پئے شفا ہمہ خواہانِ خاکپائے توایم
دراں زماں کہ شود خوانِ بخششِ تو وسیع ۔ ز دل شدہ ہمہ تن گوش بر صلائے توایم

شریکِ حلقۂ خدّامِ تو معلّی دار
اُمیدوارِ شفاعت ز فضلہائے توایم

بدل نہ حسنِ عمل ہیچ غیر ازیں دارم ۔ کہ نامِ پاکِ تو کندہ بر ایں نگیں دارم
خیالِ بادہ کشی در دلِ حزیں دارم ۔ ز پندِ پیرِ مغاں یاد نکتۂ ایں دارم
بحشر سازِ شریکِ گروہِ دیں دارم ۔ وسیلہ جز تو نہ اے شاہِ مرسلیں دارم
شود مرادِ دلم حاصل آں زماں کہ بصدق ۔ بر آستانۂ پاکِ درت جبیں دارم
نگاہِ دیدہ بعالم رسد بہ نورِ یقیں ۔ ز خاکِ کوئے تو چوں چشمِ سرمگیں دارم
اُمیدوارِ شفاعت ز فرطِ بارِ گناہ ۔ دلِ فسردہ و چشمانِ شرمگیں دارم
بجرم دور مفگن مرا ز زمرۂ خویش ۔ شمارِ لطفِ تو اُمیدِ من ہمیں دارم

نیم چو لائقِ کارے ہمیں بس است مرا
کہ در گروہِ غلامانِ کمتریں دارم

دمِ عنایتِ تو خضرِ راہِ من چو شود
قدم بصدق و صفا در رہِ یقیں دارم

چو ذرۂ در خورشیدِ عالمِ قدسم
دماغِ خود بسرِ چرخِ چارمیں دارم

کنم نظارۂ کثرت جمالِ وحدت و بس
نہ احولم کہ رخ دیدہ را دو بیں دارم

خیالِ نفسِ شقی زہر قاتل است ہمہ
چرا نہ خوف ازیں مارِ آستیں دارم

زجملہ اہلِ مذاہب جداست مذہبِ عشق
نہ کافرم نہ یہودی نہ گبر و دیں دارم

بحیرتم چہ کنم نظرِ یار وقتِ وصال
کہ جانِ خستہ شکستہ دلِ حزیں دارم

بس است ایں کہ شوم بارکش ظلوم و جہول
نہ جاں دقیقہ رس و عقلِ خردہ بیں دارم

رساند فخرِ غلامئ تو مرا بہ فلک
قیام اگرچہ برایں سطحۂ زمیں دارم

طریق نعت گزینم بشعر گوئی و بس
چرا نظر بہ خیالاتِ نکتہ چیں دارم

تمام عمر معلی ثنائے او گویم
بجانِ خویش تمنا نہ غیر ازیں دارم

بسینہ سوز دروں تا بکے نہاں دارم
کہ تابِ صبر نہ من طاقتِ فغاں دارم

زقیدِ جسم بروں گشتہ عزمِ جاں دارم
گزشتہ ام زمکاں شوقِ لامکاں دارم

بباید آنکہ خرید از گنجِ اسرار است
کہ جنس ہائے گرانمایہ در دکاں دارم

بدرد و رنج خدایا مگیر سخت مرا
کہ روئے صبر نہ من تابِ امتحاں دارم

اگر بمنزلِ مقصود رہ برم چہ عجب
کہ در ضعیفئ خود پیرِ نوجواں دارم

خیال غیر ازین رو بدل نمی آید
که خوف رنج دل یار بدگمان دارم

خوشا دمیکه رسم تا بکوی منزل دوست
سر ارادت خود را بر آستان دارم

مرا چو گردش چشمش در انقلاب فگند
شکایت از تو نه ای دور آسمان دارم

گزشته ام چو معلی ز فکر دشمن و دوست
چرا امید عداوت ازین و آن دارم

بهر رنگی جمال یار دیدن آرزو دارم
زهر گل بوی رخسارش شمیدن آرزو دارم

به بزم قربت جانان رسیدن آرزو دارم
بهر سو در تلاش او دویدن آرزو دارم

به شوق جلوهٔ نور تجلّی گاه ذات او
ضیای شمس در هر ذرّه دیدن آرزو دارم

چو مجنون در سر لیلای زلف عنبرین او
بهر صحرا سراسیمه دویدن آرزو دارم

حجاب غیریت برداشته از چشم وحدت بین
ز حسن او گل نظاره چیدن آرزو دارم

نموده کار خود تسلیم بر نعم الوکیل ای دل
بمیدان توکّل آرمیدن آرزو دارم

زهر دو کان بازار جهان در فکر سودایش
متاع حسن یوسف را خریدن آرزو دارم

خلاصی جسته از دام تعلق های دنیاوی
ببال شوق در راهش پریدن آرزو دارم

بگوش جان معلی از زبان بیزبان هر دم
صدای نغمهٔ هو هو شنیدن آرزو دارم

وی غم که ز دل ستُرده بودم
با یار شراب خورده بودم

تریاق وصال گر نمی بود
از زهر فراق مرده بودم

با یار رقیب را چو دیدم
دندان بجگر فشرده بودم

از یار بدست من نیامد
آن دل که به او سپرده بودم

او را چو روان بخانه دیشب
پوشیده ز غیر برده بودم

او کرد خوشم وگرنه چون گل
از صرصر غم فسرده بودم

منظور شدم ز بسکه خود را
کمتر ز سگش شمرده بودم

او را که بسر چو جان در آمد
لیموش صفت فشرده بودم

بے یار تمام شب معلّٰی
بیتاب ز درد گرده بودم

دوش سرو قامت او بود شمع خانه ام
گرد چون پروانه آخر جلوه اش ویرانه ام

خوبئ زلف کج او راست آید کے بشرح
بے تصنع صد زبان باشد اگر در شانه ام

در گلستان بلبل و قمری بسر برده بیان
هر یکے را رفت هوش از نالهٔ مستانه ام

من انیقدر که ازان زلف یار می ترسم
نه از گزیدن دندان مار می ترسم

ازان بزلف عروس جهان نه بستم دل
که از عواقب انجام کار می ترسم

چنان بروئے چو خورشید تو کشایم چشم
ز خنجر مژه ات بیشمار می ترسم

اگرچه خاطرے چون گل شگفته دارم
ولے ز صرصر لیل و نهار می ترسم

ز ابروان خود اے مه مکن اشارتها
گزین دو تیغهٔ آب دار می ترسم

ازانکه طائرِ دل را اسیر خواہی کرد | زدامِ زلفِ تو بے اختیار می ترسم

جگر ببینہ معلّیٰ ازاں طپید در وصل
کہ از مفارقتِ گلعذار می ترسم

ما نشّہ زچشمِ یار بُر دیم | سعیٔ عجبے بہ کار بُر دیم
رقتیم بہ بزمِ آں زری پوش | پنبہ بدمِ شرار بُر دیم
ظاہر بہ رقیب راز کر دیم | حاجت برِ نا بکار بُر دیم
چوں ابر ز آبِ چشم گریاں | از رہ گزرش غبار بُر دیم
منصور صفت زگفتنِ حق | خود را بہ کنارِ دار بُر دیم
زلفِ بتِ خویش را گرفتیم | در دیدہ ازیں دیار بُر دیم
آں شعلۂ آہ ہست روشن | آں شمع کہ بر مزار بُر دیم

از سوزِ غمش بہ دل معلّیٰ
بس داغ بہ یادگار بُر دیم

ہزار اشک بہ بزمِ تو ریختم رفتم | چو غنچہ بندِ قبا را گسیختم رفتم
زسوزِ عشقِ تو اے شمع ہمچو پروانہ | بمحفلِ تو پر و بال ریختم رفتم
گرہ نیست طاقتِ دیدار از تو باش اینجا | کہ من زمہر چو انجم گریختم رفتم
دلم بہ کوئے تو گم شد ازاں بہ پردۂ چشم | غبارِ راہگذارِ تو بیختم رفتم

عروسِ دہر معلّیٰ تیا مدم در بر

که تا ز طولِ امل را گسیختم رفتم

هنوز با تو نیازے که داشتم دارم | چو شمع سوز و گدازے که داشتم دارم
در انتظارِ تو اے مرهمِ دلِ افگار | چو زخم دیدهٔ بازے که داشتم دارم
ز تیره بختیٔ خود در قلمروِ امکان | چو زلف عمر درازے که داشتم دارم
اگرچه همدم باشم ز تو ولے ز امید | بروئے دل درِ بازے که داشتم دارم
کند بزنگِ دگر هر نفس رقیب سلوک | هنوز شعبده بازے که داشتم دارم
نشد ز کجروئی چرخ شادگاهے دل | غمِ نشیب و فرازے که داشتم دارم
سیاه بختیٔ را ببین چسان دلِ خود را | اسیرِ زلفِ درازے که داشتم دارم

نظر ز دیدنِ رویش نشد معلّی سیر
دراز رشتهٔ نازے که داشتم دارم

امشب که ترا به بر ندارم | بر بالشِ عیش سر ندارم
بے روئے چو ماهِ نو عجب نیست | از خویش اگر خبر ندارم
از خوئی بدِ رقیب عمریست | در کوئے بتان گزر ندارم
دستم نرسد بزلف جانان | از بسکه بدست زر ندارم
صد شکر که من چو نرگس امروز | بر دستِ کسے نظر ندارم
پرواز خیالِ من بر اوج است | هرچند که بال و پر ندارم

از نیک و بد جهان معلّی

باللہ کہ من حذر ندارم

قربانِ یار میشوم و گریه می کنم
چون ابر زار میشوم و گریه می کنم

پروانه وار گرد تو اے شمع بزم ناز
هر دم نثار می شوم و گریه می کنم

بیتاب هر زمان که ترا یاد می کنم
سیماب وار می شوم و گریه می کنم

در دامِ زلف چون دلِ سودا زده ام
پا بندِ تار می شوم و گریه می کنم

در چشمت اے گلِ چمنِ دلبری چو خار
بے اعتبار می شوم و گریه می کنم

در بزمِ انتظارِ تو شبها بسانِ شمع
گرم اشکبار می شوم و گریه می کنم

چون رعد و برق و ابر معلّی ببین که من
بیتاب بار میشوم و گریه می کنم

از فراقش چند نالم پیرِ کنعان نیستم
چند دُر از دیده ریزم ابرِ نیسان نیستم

ریخت از من دردِ او بال و پر و تاب و توان
تا بکے باشم صبور ایوبِ دوران نیستم

گلعذاران خنده ها دارند از پشتِ خمم
قد علم تا چند باشد سروِ بُستان نیستم

هست تکرارِ سخن دور از فصاحت در کلام
ضبطِ این معنی کنم تا چند سحبان نیستم

ملک دلها کرده ام تسخیر از افتادگی
حکمرانی بیش ازین تا کے سلیمان نیستم

گوش بر آوازِ من باشند تا کے خاص و عام
صاحبِ اعجازِ داؤد خوش الحان نیستم

نفسِ فرعون خوی اهلِ جاه را از راهِ کبر
باز دارم من چسانِ موسیٰ عمران نیستم

از برائے دولتِ ناپائیدارِ دهرِ دون
چند بر درها نشینم خانخانان نیستم

کردہ ام کنج قناعت اے معلی اختیار
چند باشم در تکاپو مہر تابان نیستم

ہمچو گل در مشت اے دل گوہرے میداشتم
در بغل من نیز ہر شب دلبرے میداشتم

گر و مہر و مہ ز فیضِ صحبت جانان رقیب
می بُریدم گردنش گر خنجرے میداشتم

عرش حق کان آشیانِ طائرِ روح منست
می پریدم از قفس گر شہپرے میداشتم

ہیزدم بر شیشۂ دل سنگ آسودگی
از قناعت گر سپاہ و کشورے میداشتم

میکشیدم خط بطلان بر سرا اہلِ جنون
چون دلِ خود پر ز داغش محضرے میداشتم

کشتیٔ من کے شدے سرگشتہ طوفان سعی
نوح مانند از توکل لنگرے میداشتم

رنگ دنیا را بطرزِ تازہ می ریختم
چون خلیل اللہ با خود دیگرے میداشتم

میگرفتم کار دنیا را ز دیوانِ جہان
چون سلیمان گر بدستِ انگشترے میداشتم

مدعا را پیش می بردم ز ابنائے زمان
در مزاجِ خود اگر شور و شرے میداشتم

اے معلی آہ و گریہ پیش حق باشد عزیز
کاش من ہم نالہ و چشم ترے میداشتم

بیقراری در فراق از آفتاب آموختم
گریہ چون پیر کنعان از سحاب آموختم

دیو کبر نفس را کردیم از خاطر بدر
خاکساری از فیضِ بوتراب آموختم

از کمالِ باطنِ ما ہیچ کس آگاہ نیست
کسب کیفِ معنویت از شراب آموختم

در تبِ ہجران و تابِ دوری خورشید روئے
گشتن از پہلو بہ پہلو از کباب آموختم

بسکہ گردیدیم بیجا خانۂ دل شد خراب
شیوۂ بیہودہ گردی تا ز آب آموختیم

ہر کہ با ما ہم نفس شد از دمِ ما شاد گشت
نغمہ ہائے روح پرور از رباب آموختیم

برنمی تابد دلِ ما حرفِ تندِ غیر را
این تنک ظرفی معلیٰ از حباب آموختیم

دادی تو مرا جان ز چہ رو جان تو بخشیم
از ملکِ من آن چیست بگو آن تو بخشیم

من مفلسِ بے مایہ تو سلطانِ غنی دل
پس من چہ براین بے سروسامان تو بخشیم

عالم ہمہ پیشِ تو بہ دانگے نمی ارزد
آن جنس گران چیست کہ ازان تو بخشیم

✥✥✥

دل در خمِ گیسوئے تو بستیم و گزشتیم
چون گرد بکوئے تو نشستیم و گزشتیم

بدمستیٔ ما نیست ز پیمانۂ ساقی
از چشمِ سیہ مستِ تو مستیم و گزشتیم

از کعبہ و بتخانہ نداریم حدیثے
ما مستِ مئی عہدِ الستیم و گزشتیم

با قافلۂ سوز و الم از سرِ دنیا
ہمچون شرر از سنگ بجستیم و گزشتیم

چون بادِ صبا بسکہ نمودیم تردد
از بندِ غمِ ہجرِ تو رستیم و گزشتیم

با دلبرِ گل چہرہ و از سیرِ گلستان
صد شکر معلیٰ کہ شگفتیم و گزشتیم

بلبل صفتِ نغمۂ تو گفتیم و رفتیم
چون گل بہ گلستانِ تو شگفتیم و رفتیم

با غیر چہ دیدم کہ ترا راز و نیاز است
از رشک چو زلفِ تو برآشفتیم و رفتیم

چوں راہ روِ منزلِ مقصود دریں باغ
در سایۂ سروِ تو دمے خفتم و رفتم
با قافلۂ حسرتِ جاں سوز ازیں شہر
چوں لالہ بدل داغِ تو بنہفتم و رفتم

خوش باش کہ در رشتۂ تحسینِ معلّیٰ
دُردانۂ ہر بیتِ ترا سُفتم و رفتم

حجابِ غیرت تا کے بروئے دلبر اندازیم
بیا زاہد کہ ایں پردہ ز چشمِ سحر اندازیم
بیا ساقی شبِ وصل است مے در ساغر اندازیم
فسانۂ دورِ فرقت را بہ کنجِ دفتر اندازیم
زحالِ سوزشِ دردِ فراقِ او چہ می پُرسی
جہاں سوزیم اگر در خرمنِ اخگر اندازیم
سبب غیرِ او کس نیست چوں در عالمِ ہستی
بروئے جملہ اسبابِ جہاں خاکستر اندازیم
نگہداریم در پیشِ نظر الفقر فخری را
بیا خاکِ مذلت بر سرِ گنجِ زر اندازیم
تمنائے دلِ ما اے ہُما از روزِ میثاق است
کہ مشتِ استخواں پیشِ سگِ کویش در اندازیم
بزہد و پارسائی راہِ مقصد چوں نشد حاصل
بیا رختِ سفر تا در طریقِ دیگر اندازیم
بہ بحرِ عشقِ پُر آفت رواں سازیم کشتی را
زخوفِ موج تا کے در سواحل لنگر اندازیم
کنیم انوارِ داغِ دل اگر اظہار در عالم
نشانِ داغِ حسرت بر دلِ ہر اختر اندازیم
کنیم از چشمِ دل نظارۂ حسنِ جمالِ اُو
وجودِ خودنمائی از نظر یکسر بر اندازیم
پئے تسخیرِ ملکِ جاں بجوشِ نشۂ ہستی
کمندِ آہ را بر بامِ چرخِ اخضر اندازیم
نمازِ ظاہری چوں نیست اجرِ رندِ مستاں را
بیا اے ساقیٔ میخانہ در سجدہ سر اندازیم

تمنائے دلی ہست اے معلّیٰ تا دمِ آخر

بزیر سایهٔ دیوار کویش بستر اندازیم

بهر جانب که می تازد نگاه شرمسار من — نمی آید نظر در چشم غیر روی یار من
چه دعوای عمل بکند دل ناکرده کار من — بدست اوست پیچیده عنان اختیار من
کند از چشم رحمت گر تجلی گلعذار من — شود پیدا اسرار طور از شمع مزار من
چنان مدهوش گردیدم ز تاثیر نگاه او — نمی دانم کجا شد طاقت صبر و قرار من
بگردد مرغ جان من فدای چنگل نازش — کند آن باز سلطانی اگر قصد شکار من
بکن ای سرو خوبی سیر باغ داغهای دل — بهاری بی خزان دارد مدام این لاله زار من
کرم فرما بسوی کلبهٔ احزان من گاهی — نمی دارد قیام این هستی ناپایدار من
کنم نظاره گر از چشم دل در عالم هستی — نمایان هست هر سو جلوهٔ حسن نگار من
نظر چون بر خطاب معنی لا تقنطوا دارد — شود پابوس کی از تو دل امیدوار من
بجز تو از که گویم حالت بیتابی خود را — که موقوف است بر فضل تو جمله کار و بار من
شود خم گردن جانم صبا از بار احسانت — بصحرای [illegible] گرفته نشست غبار من
ز جرم من شده نفرت گنهگاران عالم را — نبودی صفت ستاری تو گر پرده دار من

معلی رحمت او بین که جرمم بیحدی گوید
مشو نومید از الطاف من ای جان زار من

[illegible] دل بی نشان کن — مکان کن ترک و عزم لامکان کن
[illegible] ابرو کمان کن — بناز و عشوه قتل عاشقان کن

نمی گویم چنین کن یا چنان کن | نظر هر دم بحکم کن فکان کن
نفس را در هوایش پاسبان کن | روانه کشتی عمر روان کن
ز فکر نفس سرکش در ضعیفی | طلب امداد از پیر و جوان کن
محبّان را به تیغ ناز کن قتل | حیات بد نصیب دشمنان کن
ببزم او نشین چون شمع خاموش | زبان بند از بیان این و آن کن
شود هر شیٔ بعالم جلوه افزا | چو می فرمایدش حق هر زمان کن
خلیل آسا در ملک یقین زن | رخ وجهت وجهی سوی آن کن
اگر خواهی نجات از سختی مرگ | دلا نام نبی ورد زبان کن
عطا کن شربت دیدار جانان | علاج جان زار عاشقان کن
فنا کن هستی خود در وجودش | تنفر از خیال این و آن کن
بهل امیدوار فضل او باش | حذر از دعوی هر امتحان کن
بگیر از هر لباسے بو چو یعقوب | تلاش یوسف اندر کاروان کن
ز باطل بگذر و حق گو چو منصور | مقام دار را دار الامان کن
دل روشن مراده یا الٰهی | سیه روی نصیب دشمنان کن
فگن بر دوش خود این طرهٔ ناز | بدام زلف تسخیر جهان کن
مکن اسرار دل بر کسے فاش | ز چشم خویش هم گاهے نهان کن
چمن زار دل پر داغ ما را | شگفته از بهار بے خزان کن

ز خال و زلف اینجا دانه و دام
شکارِ مرغِ دل از این و آن کن

ز جورِ آسمانِ تیره بنگن
حذر از آهِ آتش بارِ جان کن

دل از هجرِ ظالم پا گسسته دار
روانه کشتیِ عمرِ روان کن

بشو خاکِ غبارِ خاکساران
گزر بر اوجِ هفتم آسمان کن

اگر خواهی ثوابِ حج معلی
طوافِ خانهٔ پیرِ مغان کن

گل را نه بود عاشقِ دیوانه به از من
بلبل نه زند چهچهٔ مستانه به از من

گوئید بشیرین که ندارد دلِ ما جا
فرهاد نه کرد است بنا خانه به از من

صد عاشقِ دیوانه بهر سو ز تو باشد
دارد خبر از زلفِ تو کی شانه به از من

از کوهِ تهی دستِ دل و زلفِ پریشان
دارد که سرِ رشتهٔ افسانه به از من

از ساغرِ چشمت همه مستند ولیکن
لیکن نبود سرخوشِ پیمانه به از من

چون شعلهٔ جواله شدم وا ز تو شمع
کی گشت بگردِ تو پروانه به از من

چون راز نهانم بدلِ خویش معلی
پنهان شده کی گنج بویرانه به از من

بسکه آن شوخ را ستودم من
قدرِ خود را سبک نمودم من

در دلِ خاص و عام جا دارم
گردِ شتهٔ خویش را دودم من

رتبهٔ من گذشت از افلاک
بسکه سر را بپایش سودم من

ظاهر است این عشقِ خود چون مهر / حُسنِ آن مه جبین فزودم من

در جنون نیست ثانیٔ مجنون / لیک گوئی سبق ربودم من

بگذرم از فلک اگر دانم / از کجا آمدم چه بودم من

گشتم آسوده تا ز مرأتِ دل / رنگ زر و هوا زدودم من

نه کشیدم گہے پشیمانی / آزموده نیازمودم من

از ازل در قلمروِ حیرت / پادشاهِ جنون جنودم من

شد معلّی ز خود به نغمۀ خویش
دوش چون این غزل سرودم من

بر اسیران کرم توان کردن / فارغ از قیدِ غم توان کردن

بر مزارِ شہیدِ غمزۀ خویش / رنجه گاہے قدم توان کردن

مردگانِ فراق را زنده / چون مسیحا ز دم توان کردن

دردِ ہجران که عالمے دارد / با دلِ ریش ضم توان کردن

یار آید اگر به کلبۀ من / چون الف قد علم توان کردن

دیده ام شد سفید چون نرگس / بعد ازین گریه کم توان کردن

دل بود خانۀ خدا بیشک / طوفِ بیت الحرم توان کردن

نشنود پندِ تو اگر نادان / لب ز گفتن بہم توان کردن

دلِ معلّی شد از کدورت پُر

صاف چون جامِ جم تواں کردن

حق بہ قرآں یاد کرد از خوئی زن — مکر باشد بستہ ہر موئے زن

انبیا و اولیا را صد بلا — آمدہ بر جانِ پاکاں سوئے زن

صحبت زن آفتِ مرداں بود — دور بہتر مرد از پہلوئے زن

کردہ ام گوش از بزرگاں بارہا — جاں سلامت کس نبرد از کوئے زن

افترا و فتنہ و کذب و صد پیچ — ہست موج کوہ کوہ جوئے زن

بر نیاید صاف دل جوئی بہشت — گر کند پیوستہ شست و شوئے زن

تا نفس را ہست آمد شد بہ تن — ہرگز منما خدایا روئے زن

میکند رسوائے عالم مرد را — دشمنِ خونخوارہ قابوئے زن

دل گریزد ہمچو آہو بعد ازیں — بادیہ در بادیہ از بوئے زن

برکتے از خانہ بیروں می شود — گر نباشد خیر خواہ شوئے زن

اے سہیلی کس ندید از زن وفا
جا مدہ دل را تو در گیسوئے زن

سراپا [illegible] ام خونیں [illegible] نتواں گفتن — ز سوزِ عشق بریانم کبابم نتواں گفتن

جگر [illegible] ز دست چشم [illegible] — ہمہ تن چشم گریانم سحابم نتواں گفتن

[illegible] — درین صحرا رسد بہ نیرم او کتابم نتواں گفتن

[illegible] — تمنا ہم نتواں گفتن ترا ہم نتواں گفتن

چناں از اختلاطِ تشنگانِ چشمۂ دنیا	اگر بیزارم بیا یا تنہا سرائیم میتواں گفتن

معلی او ندارد گر دماغِ گفتگو با من
بگو از چشم یا ابرو جوابم میتواں گفتن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے کہ وہیم رسالت بر سرِ زیبائے تو / والے قبائے وحدت خوش است بر بالائے تو
اے مقامِ قابِ قوسین است ادنیٰ جائے تو / غیرتِ عرشِ معلیٰ درگہِ والائے تو
رشکِ مہرِ خاوری شد چہرۂ رعنائے تو / قامتِ طوبیٰ فدائے قامتِ بالائے تو
ہست رشکِ مرغزارِ چرخ چوں صحرائے تو / غیرتِ خلدِ بریں بامِ فلک فرسائے تو
از حدِ یثرب دلا بیروں منہ گیں پائے خود / نیست جز کوئے محمد مسکن و ماوائے تو
قطرۂ شد زاں حیاتِ خضر و عیسیٰ را سبب / آبِ حیوان است در لبہائے شکر خائے تو
بعد مردن ہم ز خاکِ گور بالا می پرد / مرغِ جانم در ہوائے چترِ گردوں سائے تو
از سرِ گیسو شبِ تاریک از روزِ فراق / ایں دلِ سودا زدہ تا گشتہ در سودائے تو
آہِ آتش بارِ من از شاخِ طوبیٰ بگذرد / سر کشیدہ در دلِ من عشقِ قامت بالائے تو
یا شفیع المذنبیں یا رحمۃ للعالمیں / روزِ محشر کن مداوائے دلِ شیدائے تو
مردمِ دیدہ بر آرد سر بہ محشر چوں عیں / توتیائے چشمِ من گردد چو خاکِ پائے تو
کے نیابد از خدا عمرِ حیاتِ جاوداں / خضر چوں بوسہ زند خاکِ کفِ پائے تو
چونکہ اے موسیٰ کند نورِ یدِ اللّٰہی ظہور / یا نبی دارد یدِ طولیٰ یدِ بیضائے تو
مہر ہم بر چرخِ اخضر داندا بہرِ طواف / میکند گردش بگردِ گنبدِ خضرائے تو

ذاتِ اقدس چون بنا شد رحمةً للعالمین
آمد از دریائے وحدت گوہرِ والائے تو

اُمتِ مرحومۂ تو ہست افضل از اُمم
فخر بر دین است دین و ملتِ غرّائے تو

حاصل از خوانِ مدینہ گر شود نانِ شعیر
کے خورم اے موسیٰ عمران منّ و سلوائے تو

دیدے صحرائے مدینہ ناقہ اے مجنون اگر
کے بسوئے نجد رفتے محملِ لیلائے تو

یک شبش در خواب بنما حسنِ بے لعفت یا نبی
این معلّائے حزین تا کے پئے سودائے تو

فرخندہ اے کسے کہ دلش شد فدائے تو
خوش طائرے کہ می پرد اندر ہوائے تو

از پرتوش شود مسِ تن زرِ جعفری
اکسیرِ خالص است اثرِ خاکِ پائے تو

بہرِ علاج سوئے مسیحا چہ میروی
دردِ دوی است اے دلِ نادان دوائے تو

قدرِ علوئے رتبہ چہ داند خاکیان
عرش بریں است زینۂ دولت سرائے تو

سوئے شہِ مدینہ بروا اے مریضِ عشق
خاکِ درش بس است برائے شفائے تو

ہر چند نیست نسبتِ خورشید ذرّہ را
دل آشنائے صورتِ ناآشنائے تو

تو یاد او کنی و کند یاد او ترا
تو از برائے اوست معلّی برائے تو

اے صبا در گل و بلبل چہ سخن بود بگو
با تو در حقِ دلِ آشفتہ چہ فرمود بگو

از فراقش شدہ ام نالِ قلم یار چو شمع
کے کند جلوہ بہ بزمِ برما زود بگو

کفِ پا را صنم از رنگِ حنا آگین کرد
با نجون نالۂ این دیدۂ تر سود بگو

گشت آئینه معلی دل تو از رویش
زنگ غم مصقله لطف که بزدود بگو

شد از مهتاب عریان شب تن او
اگر بود از کتان پیراهن او

رها چون دل نخواهم کرد این بار
اگر آید بدستم دامن او

کسی دیوانه اش باشد که خورده
ز طفلان سنگ بر خود چون من او

چرا سرگشته صحراست مجنون
که بود آغوش لیلی مامن او

نگاه التفاتی داشت بر من
رقیب بد سیر شد رهزن او

مجرد شو که عیسی را معلی
نداده بر فلک ره سوزن او

بیشود عقده گشا یار من انشاء الله
میرسد شمع شب تار من انشاء الله

نیستم تنگدل از رنگ جهان چون غنچه
میگشاید گره کار من انشاء الله

گر دلم داغ تو دارد چه غم از مرهم صبح
میرسد مرهم افگار من انشاء الله

چند سوزم ز درازی شب هجر چو شمع
میشود صبح شب تار من انشاء الله

ظلمت از روی جهان یکسره میبرد
آفتاب رخ دلدار من انشاء الله

بر کفر تیغ علی میخورد الله شهید
مستعد هر که به پیکار من انشاء الله

چون فلک از صفت حیدر کرار بلند
میشود رتبه اشعار من انشاء الله

عمل صاعقه با هستی بدخواه کند
شعله آه شرربار من انشاء الله

کفر و دیں اند ہم نوا م تو تا رسجہ
رفتہ رفتہ شود آویزہ گوشِ اقبال

بیشو د رشتۂ زنّارِ من انشاء اللہ
دُرگنجینۂ گفتارِ من انشاء اللہ

بلبلان زار بگریند معلّٰی بہ فغاں
چوں شود واگل دستارِ من انشاء اللہ

رسید آں یارِ من الحمد اللہ
کند ہر دم بذکر یار حرکت
بسان خال بر رخسار او گرد
بعشقم رفت شیریں راز خاطر
چو طوطی کرد آں آئینہ رخسار
نباشد ہمدر آرائے دلِ من

شگفتہ چوں چمن الحمد اللہ
زبانم در دہن الحمد اللہ
نگاہ من وطن الحمد اللہ
حدیث کوہ کن الحمد اللہ
مرا شیریں سخن الحمد اللہ
بغیر پنجتن الحمد اللہ

اگر آلائی حق خواہی معلّٰی
بگو ہر دم چو من الحمد اللہ

اے کہ از انوارِ خود روشن جہاں را کردہ
باعثِ ایجادِ عالم ہست ذاتِ پاکِ تو
ہست از ادراک بیروں رتبۂ والائے تو
تابعِ فرمانِ تو جن و بشر حور و ملک
راہِ توحید خدا بر ما فنودی آشکار

از ضیائے خود منور انس و جاں را کردہ
از ظہورِ خویش پیدا این و آں را کردہ
در ادائے وصف قاصر ہر زباں را کردہ
زیرِ حکمِ خود زمین و آسماں را کردہ
دور از دلہائے ما وہم و گماں را کردہ

کے شود از ما ادائے شکر ہر احسانِ تو　　روشن از نورِ ہدایت انس و جان را کردہ

کردہ ظاہر بر مسلمانان ہمہ احکامِ دیں　　بستۂ احسانِ خود ہر این و آن را کردہ

مبتلا جان و دلِ ما بود در کفر و نفاق　　از ضیائے نورِ ایمان روشن آن را کردہ

از فیوضِ جذبِ دل گشتیم اسیرِ زلفِ تو　　بستۂ زنجیرِ احسان مؤمنان را کردہ

تازہ کردی از بہارِ فیض باغِ جانِ ما　　وز پئے اصلاحِ دل پیدا تو قرآن را کردہ

وصف از کردن چہ داند این مقلِ [illegible]

کند در اوصافِ خود تیغِ لسان را کردہ

اے محسن و منّانِ من از من چرا رنجیدہ　　دردِ دلہا درمانِ من از من چرا رنجیدہ

اے باعثِ ایجادِ من وے موجدِ بنیادِ من　　کن رحم بر فریادِ من از من چرا رنجیدہ

ہستم ضعیف و ناتوان کردم گناہ بیکران　　فضلِ تو ہست افزون ازاں از من چرا رنجیدہ

کردم بسے جرم و گناہ وا رہم نہ ہیچک زادِ راہ　　جز تو نمی دانم پناہ از من چرا رنجیدہ

بخشندۂ عصیان توئی دردِ مرا درمان توئی　　غفارِ ذی احسان توئی از من چرا رنجیدہ

مرا دیوانۂ رخسارۂ خود ساختی رفتی　　ز عشقِ خود عجب شورے بدل انداختی رفتی

ز بندِ نشۂ ہوش ہمی جانان شدم فارغ　　ز ناکہ شانۂ جان و دلے را باختی رفتی

نہادم گردنِ تسلیم و در اپیشِ تو اما　　چہ پیش آمد نہ کشتی تیغِ ابرو آختی رفتی

ز تمنای دلِ عاشق کہ کردی اے شہِ خوباں　　لوائے نیکنامی در جہاں افراختی رفتی

ز بزمم دوش مستی زجا جستی و با اغیار
بسانِ شمع از غیرت مرا یکبا گداختی رفتی

ز بستی طرفی از آمدشدِ نفسِ عزیز خود
معلّی از جهان خود را اگر نشناختی رفتی

خجل از بیت ابرویت هلالی
ثنا خوانِ مهِ رویت جمالی

کجا کیفیتِ چشمِ تو دارد
شرابِ نشّه بخشِ پرتگالی

ز فیضِ لذّتِ آبِ دهانت
شدم رطب اللسان همچو زلالی

دلم را مستئ شد کرده همیشه
تو از تیرِ نگه هائے غزالی

چو آئینه شوی با من مقابل
بخوانم همچو طوطی شعرِ حالی

خیالِ سرو قدِّ نازنینت
مرا بخشیده جانان فکرِ عالی

اگر یابم ببزمش ره معلّی
بخوانم جز غزلهائے وصالی

ماهِ من از عرب آمد بجمالے عجبے
با رخِ روشن و ابروئے هلالے عجبے

جلوه گر در نظرم اوست بحالے عجبے
چشمِ بد دور که هستم بخیالے عجبے

در بشر شامل و بهتر ز همه خلق و بشر
در جهاں گشته ظهورش بکمالے عجبے

بے زباں بے ره گوش بدل می شنوم
گفتگوئے عجبے حسنِ مقالے عجبے

گشته ام از اثرِ تابِ غمِ فرقتِ او
مبتلائے الم و رنج و ملالے عجبے

باطنِ من همه مملوست به اسرارِ کمال
گرچه ظاهر به تنم هست زوالے عجبے

والضحیٰ وصفِ رخش مدحتِ زلفش واللیل
مه لقائے عجبے مہر جمالے عجبے

جامهٔ غیریت از جسم خود افگنده برون
شد مشرف شب اسریٰ بوصالے عجبے

تابع او شده فوجِ ملک از حکم اله
شانِ عالی عجبے جاه و جلالے عجبے

ہمچو خالِ رخ محبوب ز فیضِ شہ دیں
گشته مقبول خدا حسنِ بلالے عجبے

مثلکم گفتش از حکمِ خداوندِ جہاں
شانِ ہمثلی او راست مثالے عجبے

گشته در شکل بشر جلوهٔ حق جلوه فزا
ذی جمالے عجبے صاحبِ خالے عجبے

باطنِ او ہمه واصل بحق در ظاہر
شاملِ خلق شده باخط و خالے عجبے

فیض یابِ اثرِ رحمتِ او ہر دو جہاں
معدنِ جود و سخا بحرِ نوالے عجبے

خالقش گفت بہ قرآں لعلیٰ خلقٍ عظیم
حسنِ خلقے عجبے نیک خصالے عجبے

ہست دل شیفتهٔ چشمِ رسولِ عربی
اے معلیٰ شده ام صیدِ غزالے عجبے

بیا ساقی بده مے
کہ دل از مے شود حے

بگو بے باده باشم
خمار آلوده تا کے

جگر دو وا چو غنچه
دلم بے مضطرب و مے

شو مست مے حسن
بہار نیست بے وے

بیا د او نفس مسیح
ہمیشه ہست ہر شے

بہانه لبش داشت
کجا جمشید و ہم کے

دلم را هیچ آرام
شعلی نیست بی وی

دارم از یارِ خویش شکوه بسی
کو کسی بشنود حدیث کسی

ای فلک تا بدورِ تو بخوشی
بخشیدیم در جهان نفسی

آئینه زان عذار می خواهم
بخدا نیست غیر ازین هوسی

که بمیدانِ عشقِ او چون من
تا نشد ماندهٔ صبا فرسی

در گذرگاه روان و من در خواب
کرد بیدار نالهٔ جرسی

سیرگاهِ منست در جبروت
گشته ناسوت بهرِ من قفسی

از لبش بند می شود لب من
گاه بوسه ز شهد چون مگسی

نثره رفتم گذرگاهت
بس خرامان بیا که نیست خسی

ای شعلی غنیمت است اکنون
نرسد نفع و هم ضرر ز کسی

چون خبر نیست ز حالِ کسی
نیست ترا رنج و ملال کسی

بهر پریدن بهوائے وصال
نیست مجال پر و بال کسی

پیشِ فقیرانِ توانگر مزاج
هیچ نیرزد زر و مال کسی

دانه و دام است پئے مرغِ دل
وصف جمال خط و خال کسی

من صفت یار کنم گر بیان
هیچ نگنجد بخیال کسی

دور ز تشبیه چو تنزیه او ست — نیست برابر و راست مثال کسے

بر عمل اے زاهد خود بیں مناز — قرعه فضل است بفال کسے

جز بخیالات صنم هیچ نیست — من چه کنم باز خیال کسے

هستی ما جمله که مال خداست — بازیچه نازیم به مال کسے

اکه ز خوان کرم و فضل تو — ق — رد نشده دست سوال کسے

باز رسان تا بدر اکبرم — بے مدد و منت مال کسے

جز ره تسلیم معلی مرو
باز مجو نقش کمال کسے

در فضیلت جشن میلاد النبی صلی الله علیه و آله و صحبه وسلم

بیا که محفل میلاد مصطفی این جاست — نزول رحمت پروردگار ما اینجاست

بدل اگر اثر عشق مصطفی داری — بیا که مجمع عشاق بے ریا اینجاست

قدم نهوده ز سر با ادب تو اے طالب — بجشن خاص ز اخلاص لبیا اینجاست

ملک ز چرخ طبق هاے نور میریزد — بیا که جلوه انوار کبریا اینجاست

ز فیض نور سراج منیر عالم قدس — ظهور روشنی قدرت خدا اینجاست

زپرتوِ شرفِ ذکرِ سیّدِ عالم — ضیائے جلوۂ حق نازل از سما اینجاست
زچرخ حور و ملک جوق جوق می آیند — کہ ذکرِ مولدِ سلطانِ انبیاء اینجاست
زعکسِ روشنیٔ او زمانہ پر نور است — بیا ببیں کہ عجب حسنِ دل کشا اینجاست
بکن نظارہ بیا و ببیں ز دیدۂ دل — کہ گنجِ جلوۂ فیضانِ حق چہا اینجاست
زہر چراغ نمودار شعلۂ طور است — ز ذرّہ ذرّہ عیاں مہرِ پر ضیا اینجاست
بیا و از دہنِ غنچہ ایں صدا بشنو — کہ ہر گل از شرفِ خوبش جاں فزا اینجاست
بیا کہ ہست دریں بزم ہر مسیح نفس — برائے دردِ دلِ اہلِ دیں دوا اینجاست
بیا بیا کہ دریں جا شوی زرِ خالص — پئے صلاحِ مسِ جہل کیمیا اینجاست
بکام یابیٔ مقصد بیا کہ موقع خاص — پئے حصولِ مرادات و مدعا اینجاست
بیا کنیم دعا بہر شاہ و سلطنتش — کہ بہرِ دفعِ بلا موقعِ دعا اینجاست
نظامِ ملکِ دکن شاہ آصف ذیجاہ — کہ ذاتِ او سببِ حفظ و امنِ ما اینجاست
سلامت او صد و سی سال شادماں ماند — کہ از عدالتِ او امن جابجا اینجاست
بہ ظلِ عاطفتش شاد باد اولادش — ظہورِ دورِ زماں را قیام تا اینجاست
صبا بہ شاہِ مدینہ رساں درود و سلام — بگو کہ مجمعِ خدّام با وفا اینجاست
بگو تو از رہِ اخلاصِ باطنی ہر کس — امیدوارِ عنایاتِ تو شہا اینجاست
بگو یکے ز غلامانِ تو معلّی ہم — بقیدِ نفس گرفتار و مبتلا اینجاست
بر آستانۂ عالی طلب بکن او را — کہ در بلائے تعلق اسیرِ پا اینجاست

قصیده

در تہنیتِ جشنِ جوبلی چہل سالہ حضورِ پُرنور اعلیحضرت بندگانِ عالی
نواب میر محبوب علیخان بہادر آصف سادس سلطانِ دکن غفرانمکان علیہ الرحمہ

اے کہ در کوئے جلالت ذرّہ شانِ آفتاب | زینۂ بامِ مکانت سائبانِ آفتاب
چون ندارد تابِ دیدارِ رخت از حسرتش | میکند گردش نگاہِ ناتوانِ آفتاب
ہست مصروفِ طوافِ آستانت [illegible] | او ازانِ جانم و جانم ازانِ آفتاب
تا کہ پائے شحنۂ عدلت شود گرمِ روش | دیدۂ خفاش گردد پاسبانِ آفتاب
گر کند نظارۂ شانِ عقابِ ہیبتت | مرغِ ہوش آید برون از آشیانِ آفتاب
تا نگردد فیضیابِ نورِ باطن از درت | برنتابد اخترِ بختِ جوانِ آفتاب
طرۂ دستارِ تو دارد کلہ گوشہ بر اوج | افگند تا پرتوِ خود بر مکانِ آفتاب
چون ز خوانِ نعمتت زلّہ ربائی میکند | زان سبب گشتہ است پُر زر ہمیانِ آفتاب
گر دو چوبہ باشدش غیرت خیالِ ہمسری | زرد شد رنگِ رخ چون زعفرانِ آفتاب
پرتوِ نورِ سعادت بر جہان می افگند | میرِ محبوب علی شہ (خلد مکان) رازدانِ آفتاب
طبعِ روشن گر بسنجد نورِ عقلت را باو | منکشف گردد ہمہ رازِ نہانِ آفتاب
گرم رو گردید در گردِ جہان بہرِ صلاح | لمعۂ عدلِ تو چون شد حکمرانِ آفتاب

همسری چون کرد با حسنِ رخت هر روز و شب — می فرستد فوجِ ظلمت بر مکانِ آفتاب
شمس نورِ خویشتن بروے نمی سازد نثار — بر درت تا خم نگردد آسمانِ آفتاب
تا نه گردد او خریدارِ متاعِ حسنِ تو — پر نشد از گوهرِ مقصد دکانِ آفتاب
سرد بیش حسنِ تو شد گرم بازاری او — هست ارزان از سبب حسن گرانِ آفتاب
حاسد از حسنت نه بیند هست مثلِ شپره — تا نه بیند جلوهٔ زینت نشانِ آفتاب
اے شهِ ملکِ دکن عادل سخی با دل کریم — کس نه یابد چون تو در وهم و گمانِ آفتاب
کور گردیده است چشمِ او ز دیدِ حسنِ تو — مثلِ شپره هر که می جوید نشانِ آفتاب
هر که با تو در دلِ خود کاشت تخمِ حاسدی — سوخته گشت او بحکمِ قهرمانِ آفتاب
در تمناے حصولِ جامِ بزمِ عیشِ تو — گشت ازاں باده [illegible] آفتاب
شاه بهر ذرهٔ عالم ز فیضِ عامِ خود — سایه افگنده چو تو بیکرانِ آفتاب
[illegible] دیده مست [illegible] کیفِ عشق — خونِ دل گردد [illegible] آفتاب
گشته عالم را ز جودِ تو چنان حاصل غنا — کس نمی گردد گهے [illegible] نانِ آفتاب
چون نه نازم من که شاها از ضیاے مدحِ تو — روشنی طبعِ من شد همزبانِ آفتاب
نیست کو بر روشنی طبعِ من تحسین کند — زین جهان رفت است عرفی در جهانِ آفتاب
از ضیاے فیضِ مدحت اے ممدوحِ شرف — شهرهٔ آفاق گردیدم بسانِ آفتاب
وصفِ آصف حد ندارد اے معلّی بر دعا — مختصر کن این بیانِ داستانِ آفتاب
آفتابِ عمر و اقبالِ تو اے شاهِ دکن — باد تابان هست تا دورِ زمانِ آفتاب

باد عالم بہرہ یاب از فیضِ خوانِ نعمتت
بر بساطِ چرخ تا باقیست نانِ آفتاب

باد زیرِ تیغِ قہرت گردنِ اعدائے تو
ہست تا تیرِ شعاعی در کمانِ آفتاب

جشنِ سالِ مولدِ تو اے شہِ ملک کن
باد صد چل سال تا دورِ زمانِ آفتاب

بر سرِ اولاد و اعیاں باش قائم با مراد
ہست قائم در جہاں تا عز و شانِ آفتاب

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

حمدِ خدا کز و گلِ ہستی بہار یافت
صد رنگِ تازگی چمنِ روزگار یافت

حیوان و جن و انس و ملک جماد و نبات
از ذکرِ او وظیفۂ لیل و نہار یافت

ہم نعتِ آنکہ از پئے ایجادِ جملہ خلق
ذاتش مدارِ کارِ دو عالم قرار یافت

آں شافعی کہ حامیٔ کارِ نجاتِ ماست
تسکیں بروزِ حشر ازو جانِ زار یافت

از حرمتِ طفیلِ صحابہ و آلِ او
دل ہرچہ خواست از کرمِ کردگار یافت

بر بندگاں مواہبِ احسان و نعمتش
ہر چند از دہان نتواند شمار یافت

آرے عطائے او چہ شمار و بدل کسے
در ضمنِ نعمتے چو کرم صد ہزار یافت

عادل شہے کہ گرد مظفر برائے ما
بہتر ازو کسے نتواں شہریار یافت

شاہے کہ ہست رستمِ دوراں خطابِ او
از بندگیِ او شرف اسفندیار یافت

در عہدِ تو رسیدہ بہ فیروز طالعی	بر روزگارہا شرف این روزگار یافت
در نام تو چو نسبت محبوب با علیؑ است	تیغ تو در غزا مدد از ذوالفقار یافت
اصلاحِ ما ز غصۂ گرم چو برق تو	طوریکہ خلق منفعت ابل و تار یافت
از شاخِ خشک میوۂ تر برگ نو دمید	قوت چو نامیہ ز نشہ نا مدار یافت
آوازۂ عدالتِ تو شہرہ چون فگند	کسریٰ بخیر گور نہ جائے قرار یافت

مطلع دوم

یک ذرہ ہم بدل نہ خلش زریکار یافت	گل گرچہ جائے خویش بہ پہلوئے خار یافت
گنج ہنر کہ بود نہاں زیرِ خاکِ جہل	ہر کس درین زمانہ بدل آشکار یافت
گردید از وبہ ہر معطر مشامِ جاں	چوں بوئے زلفِ نافۂ مشکِ تتار یافت
زیباست نازہا در گیتی اگر کند	زیرا کہ مثلِ تو خلفے روزگار یافت
از پائے نغزِ ہر چہ پرواست زانکہ شا	در راہِ شرعِ حق قدمِ استوار یافت
از چشمِ بد عدوئے تو چوں ہیبتِ تو دید	جائے قرار او نہ مرقد قرار یافت
ہر احتیاج مند کہ آمد بہ پیشِ تو	ہر حاجتے کہ داشت بلا انتظار یافت
از باعثِ عدالتِ تو اے شہِ نظام	ہر انتظامِ ملک بمرکز قرار یافت
نام تو گرچہ آصف جاہ ہست در خطاب	حکمِ تو ہمچو حکمِ سلیماں قرار یافت
از بندِ تیغِ تست عیاں فتح جنگ ہا	نصرت ز حق بمعرکۂ کارزار یافت

در هر ممالکش است مظفر چو ذاتِ تو — سالاریِ سپاهِ وفادار یار یافت

رخشِ تو از تبخترِ شوکت دمِ خرام — نازد بخویشتن که چو تو شهسوار یافت

فیلِ سواریِ تو به فیضِ قدومِ تو — اصحابِ فیل در نظرِ خویش خوار یافت

از فیضِ جود و بخششِ تو در جهاں کسے — محتاج هیچ کس نه بملک و دیار یافت

دارد کلاه گوشهٔ فخرش بر آسماں — از لطفِ تو هر آنکه بدربار بار یافت

بادا وجودِ دشمنِ تو پائے مالِ اُو — در دوستی هر آنکه قدم اُستوار یافت

خالی چو داشت دستِ طلب از عطائے تو — زاں رو شرارِ آتشِ حسرت چنار یافت

چه کند شمارِ بخششِ بے انتہائے تو — هر کس که مال و گنج و گهر بیشمار یافت

سفتم بنظم چوں دُرِ مضمونِ مدحِ تو — هر نقطه آب و تابِ دُرِ شاهوار یافت

در نظم کار از همه شد پیش کارِ او — چوں خلعتِ وزارتِ تو پیشکار یافت

در حسنِ انتخاب شها بختِ یاورت — دستور هم مدبر و عالی وقار یافت

وصفش زحد فزوں است معلّی بحق دعا — دل مژدهٔ قبول ز پروردگار یافت

دستِ دعا بصدق بسوئے فلک فراشت — از حق چو ایں نوید دلِ بیقرار یافت

یارب بده نوید که عمرِ شهِ دکن — تعدادِ سالِ گره فزوں از شمار یافت

هر آرزوئے او که بود نفع بخشِ او — مقصودِ دل ز رحمتِ پروردگار یافت

یارب بده بشارتِ آں هم بگوشِ من — شه حاجتے که داشت بلا انتظار یافت

بهرِ فزودِ دولت و اقبال و عمرِ شه — بافالِ نیک مژده دلم بار بار یافت

در مدح نواب انتظام جنگ بهادر

رسید مژده که نواب مستطاب آمد / سپهر جود امیر فلک جناب آمد
گره کشای عقود مراصد عالم / کلید قفل فتوحات شیخ و شاب آمد
انیس غمزده ها مونس شکسته دلان / ظهیر گوشه نشینان روان جواب آمد
دماغها نشود چون بطیب عطر اندوز / که از دیار ختن بوی مشکناب آمد
برای رد شیاطین گروه کفره / ز اوج فضل خدا ناوک شهاب آمد
پیمبری ز خداوند رتبه آر حق / برای تصفیه ملک با کتاب آمد
شد از سموم جهان خشکزار چون آن ملک / برای نزهت سرسبزیش سحاب آمد
سپید دیده شد از انتظار عالم را / ولیک زانچه فیض او شتاب آمد
کباب شد جگر از آتش توقف او / اگرچه زودتر از نشهٔ شراب آمد
سپه سپاه ظفر رنگ انتظام جنگ دلیر / برای صید عصافیر چون عقاب آمد
هزار شکر که خان خان بهادر دوران / بعون پنجتن پاک کامیاب آمد
شکسته بود چو عشقش ز دولت خمول / کنون ز مژده برون ز حجاب آفتاب آمد
سپهر کج که درین آنکه بود بدخواهش / چو شاخ بید ز رعشش در اضطراب آمد
چو غنچه گل شگفته مشتعلی دل از نسیم کی / که قطب دوله ز دلها با خطاب آمد

قطعہ

صلی اللہ علیہ وسلم

اے جلوۂ نورِ کبریائی — زیبندۂ شانِ مصطفائی
ہرچند نہ گوییت خدائی — لیکن ز خدا نہ ہم جدائی

قطعاتِ عید

بدہر آمدِ عید صیام دل شاد است — ز مقدمش دلِ مومن مسرت آباد است
بمومنین ز طفیلِ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ — ورودِ رحمتِ حق دولتِ خدا داد است

دیگر

مہِ صیام چو بگذشت روزِ عید آمد — بشارتِ شرف از بہرِ ما پدید آمد
بفضلِ حضرتِ حق از ادائے صوم و صلوٰۃ — نویدِ اجر پئے مومنِ سعید آمد

دیگر

نویدِ آمدِ عید مہِ صیام آمد — بشارتِ شرف و فضل در انام رسید
طفیلِ صوم و صلوٰۃ از خزینۂ رحمت — مرادِ خاطرِ اربابِ دیں بکام رسید

قطعات تواریخ

تاریخ تخت نشینی حضرت غفران مکان علیه الرحمه

چو آمد میر محبوب علیخان (غفران مکان)	زمسند ناز بر اورنگ شاهی
معلی گفت تاریخ جلوسش	بماند قایم این ظل الهی ۱۲۸۵ھ

در تهنیت جشن جوبلی چهل ساله حضرت غفران مکان علیه الرحمه

جشن چل ساله مبارک جوبلی شهریار	شد درین ایام از فضل خدائی لایزال
در سن فصلی معلی هاتف غیبی به من	عمر شه تا یکصد و سی سال ها وا گفت سال ۱۳۱۵ ف

تاریخ آوردن ریل در مدینه منوره خلیفة المسلمین سلطان عبدالحمید خان فرمانروای ترک دولت عثمانیه

از جاری ریل در ملک عرب	چون شه عبدالحمید ذی کرم
مصرع ثانیش معلی گفت دل	شد مشرف از مدینه ریل هم ۱۳۲۶ھ

تاریخ ورود حضور آصفجاه سابع سلطان دکن خلدالله ملکه بمقام راجوڑواڑی احمد نور بانه ولیعهدی

[illegible] لطف خود برای ملک	شهزاده بهادر عالی به نیک فال

سالِ قدومِ نیک معلی نمود عرض	راجورہ شد زمقدم شہزادہ باکمال ۱۳۲۱ھ

تاریخ طبع رسالہ اثبات المولود مصنفہ حضرت مولانا فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ استاد سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

چو حضرت مولوی انوار اللہ	کتاب عمدہ تر تصنیف فرمود
جزاک اللہ فی الدارین خیرا	کہ از مضمون او فرحت بیفزود
معلّی گفت سالِ طبع فصلی	جواب منکر و اثبات مولود
گر آں را از لب طاہر بخوانی	ہلالی سن شود حاصل ترازود

۱۳۲۷ھ

تاریخ تشریف آوری اعلحضرت امیر کابل سراج الملۃ والدین در ہندوستان

خوشا زماں کہ بہندوستان شہ کابل	سراجِ ملت دیں آمدہ بشوکت جم
ز فرطِ شوق معلّی برائے سال قدوم	چہار بار (سحاب کرم) بگفت دلم

۱۳۲۴ھ

تاریخ کنندگی چاہ بنا کردہ مولوی عبدالواحد صاحب

بنا چوں کرد عبدالواحد ایں چاہ	کہ فیضش باقیات الصالحات است
معلّی گفت تاریخ بنائش	نزول چشمۂ آب حیات است

۱۳۲۴ھ

تاریخ انتقال نواب شمس الملک مغفور

گوئے اوصاف نیک و خلق حسن
کن معلی سن وفات رقم

زجہاں چوں ربود شمس الملک
بجہاں رفت زود شمس الملک
۱۳۲۴ ھ

تاریخ تعمیر مسجد بنا کردۂ مولوی عبد الرحیم صاحب وکیل سمستان بالونچہ

ہم اخوان دلا عبد الرحیم ایں
معلی از لب آمین سنش گفت

بنا چوں کرد از بہر عمل خیر
جزاک اللہ فی الدارین الخیر
۱۳۲۴ ھ +۱=۱۳۱۵ م

تاریخ طبع دیوان نعتیہ مصنفہ مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ

وزیر ملک دکن چوں نعت شاہ رسل
دل معلی تاریخ طبع دیوانش

در معانی روشن بسلک مضمون سفت
پسند خاطر شاہ امم بود سن گفت
۱۳۲۵ ھ

تاریخ سفر رحمت آباد ہمراہی حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاد سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

چوں زدرگاہ مکرم شرف اندوز شدم
کے معلی دل من فقرۂ تاریخ سفر

ہمرہ قبلۂ دیں قدوۂ ارباب رشاد
گفت اللہ مبارک سفر رحمت آباد
۱۳۲۵ ھ

تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب قدس سرہ استاد حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

اے معلی چوں مسیحائے زماں
رفت از دنیا بسوئے خلد زود

دراداے شکر تاریخ وفات — گفت روحش (یاغفور یا ودود)
۲۸ ۱۳

تاریخ انتقال اہلیہ مولوی حمید الزمان صاحب خلف حضرت مولوی مسیح الزمان خاں علیہ الرحمہ بصنعت تخلیہ

زوجۂ اہلیہ مولوی حمید زماں — بشوق دید لقا پیش کبریا آمد
شنیدم از لب اہل ارم ہمیں خوانش — بجلسہ گاہ جناں فضل النساء آمد
۱۳۲۸ + ۱ = ۱۳۲۹

قطعۂ تاریخ بصنعت تدخلہ و تخرجہ وفات حسرت آیات حضرت آصف سادس غفران مکان و تخت نشینی حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

رخت از شاہی اقلیم دکن — میر محبوب علی چوں بربود
او برفت و بمقامش آمد — شاہ عثمان علی نیک وجود
۱۱۷۶ + ۱۵۳ = ۱۳۲۹

تاریخ تشریف آوری حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ در مکہ مسجد بغرض ادائے نماز جمعہ بزمانۂ تخت نشینی
۱۳۲۹

نظام ملک دکن شاہ آصف سابع — شدہ بحسن عمل رہنمائے راہ ہدیٰ
بہ بست و ہشتم ماہ صیام در مسجد — بیامد و بنمودہ ادائے حکم خدا
چو گشت جان و دل اہل دیں ازو خرسند — ازیں عمل شدہ بر روئے دل زبانۂ
پس از دعائے فراوانش معلی گفت — شہ علیم صلوٰۃ جمعہ کرد ادا
۱۳۲۹

تاریخ طبع حیات مسیح سوانح حضرت مولانا مسیح الزمان خاں صاحب مغفور استاد سلطان دکن غفران مکان علیہ الرحمۃ

سانحات عمر استاد نظام — گشت چوں تالیف با حال صحیح
بہر تاریخش معلّٰی فی البدیہ — گفت سال و نام تاریخ مسیح ۱۳۲۶

دیگر

[illegible] فضل مولوی مظفر حسین خاں — تالیف چوں نمود رسالہ نکو سرشت
تاریخ او بگفت معلّٰی بن سروش — احوال صدق و نمک مسیح الزمان نوشت
۱۳۲۹ھ

تاریخ عقد قاضی احمد الدین صاحب فرزند مولوی محمد حمید الدین صاحب برادر خرد حضرت مصنف

گشت چوں عقد برادر زادہ ام — با عروس دخت عم مہر لقا
[illegible] سال تزویجش بگو — نیک آہنگ احمد الدین کتخدا
۱۳۲۹ھ

تاریخ [illegible] حضور پرنور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضرت آصف سابع سلطان دکن خلد اللہ ملکہ از اجمیر

از زیارت خواجہ اجمیر گشتہ مستفیض — باز پس آمد شہ ملک دکن مسرور شاد
[illegible] عرض کردم مصرعہ سال سفر — واپس از اجمیر آمد شاہ قیصر با مراد
۱۳۳۰ھ

تاریخ تشریف آوری حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ در مدرسہ نظامیہ دکن

چو شد در مدرسہ شہ رونق افروز — کمان ہر یک بہ تسلیمش شدہ خم

بگو سال قدومش اے معلّٰی	بیا شاہا بیا با خیر مقدم ۱۳۰۳ھ

اشعار متفرقہ

بجز ذات قدیم خاص وے را	بقائے نیست حاصل ہیچ شئے را
میان انقلاب دور گردوں	بخاک آرد سر کاؤس و کے را
بہ پندار انیکہ مست بادۂ عشق	بجام جم فروشد جام مے را
اے کہ نام تو زبان را راحت است	ذکر تو روح روان را راحت است
فیض عشق تست فیض او جہا	یاد تو جان جہاں را راحت است
شب گزشتہ نہ تنہا ز تپ بدن میسوخت	دلم ز سوز تو چوں شمع انجمن میسوخت
ز گرمی نگہ یار آتشیں جولاں	چو شمع دوش ز سر تا بپائے من میسوخت
جاں بستۂ سلاسل زلف رسائے تست	مرغ دلم اسیر کمند بلائے تست
چو قصد آمدنت بر مزار من باشد	بخلق موجب عزّ و وقار من باشد
دمے ز یاد رخ و زلف تو نیم غافل	ہمیں وظیفۂ لیل و نہار من باشد
صبا چو وقت سحر از مدینہ می آید	بہار تازہ بگلزار سینہ می آید
بطوف گنبد خضرائے سیّد عالم	خوشا دلیکہ ز سر تا بزینہ می آید
خاک من بے سبب اے یار مریز	رنگ حسرت بدل زار مریز
طائر دل کے پرد بر اوج ہنگام شباب	وقت شب ہا مرغ پنہاں در زمین میشود

ترک اسبابِ جہاں در رہِ جاناں کردم — خوب سامانِ دلِ بے سر و ساماں کردم

بہ ذکرِ حق دلِ منصور وار میدارم — مدام ورد زباں نام یار میدارم

سرِ مشتاق خم با حمد رب کن — فدائے نام سلطان عرب کن

بگوش من کند القابت شیریں مقالِ من — بحسن فیض نگاہ خویش را محو خیال من

شدم غرقِ گناہاں اے مہ صاحب کمال من — نگاہے کن بہ لطف خویشتن بر خستہ حال من

بگوش من ہمی گوید بتِ شیریں مقالِ من — کہ جز فانی شدن حاصل نمیگردد وصال من

بیانِ حسنِ او چہ کند زبان کج مقالِ من — کہ وصف او بروں است از حدِ وہم گمان من

انکہ درد تو دوائے جان من — کفر تو سرمایۂ ایمان من

شرح حالِ بے نہایت وصف تو — ہست بیروں از حد امکان من

اے گلبن زیبندۂ گلزار خدائی — گویم نہ خدایت مگر از وے نہ جدائی

اے آنکہ ز روئے تو عیاں شان خدائی — حسنیکہ تو داری بکس آں را نہ نمائی

ہر کجا یاری رود خود را — ہمچو سایہ ردیف گردیمش

ہست ایں دیو نفس رہزنِ دیں — بریاضت ضعیف گردیمش

نعتِ دلبر بہار عیش و طرب — اے معلی خریف گردیمش

مناجات بدرگاہِ رب الحاجات

اے کریم کارساز بے نیاز / درمصیبت بندگان را چارہ ساز
ما ہمہ محتاجِ درگاہِ توایم / چوں گدا استادہ بر راہِ توایم
گرچہ آلودہ گناہاں ایم ما / لیک بر امید احسانیم ما
انچہ احساں ہا نمودی ز ابتدا / آن عنایت ہا ندارند انتہا
حد ندارد رحمت و اکرام تو / جیبِ عصیاں پیشِ لطفِ عام تو
بے طلب ما را عطا کردی وجود / ازعنایاتِ خود اے ربِّ ودود
درعدم بر ما عطائے بے شمار / ازکرم کردی تو اے پروردگار
در سبب ما را مسبب ہم توئی / جام ایں جملہ جہاں را جم توئی
لیک شکر تو نہ کردم ہیچگاہ / وائے بر فعلِ من و حالِ تباہ
در غلامانِ حبیبِ خود مرا / آفریدی اے شہِ ارض و سما
درگروہِ اہلِ سُنت نام زد / ہم مرا کردی تو اے ربِّ صمد
حبِ اہلِ بیت و اکرامِ بتول / الفتِ اصحاب و اولادِ رسولؐ
در دلم محکم تو کردی از کرم / شاملم کردی بسلکِ غوثؒ ہم
پیرِ ہم دادی جواں بخت و کریم / عالمِ شرع و طریقت مستقیم
حامیِ شرع و طریقت را پناہ / ازجبینش ظاہر انوارِ الٰہ
با زر و مال اندریں دنیائے دوں / عزّت و جاہ ہم عطا کردی فزوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُناجات

اے کریم کارساز بے نیاز ۔۔۔ واقفِ مقصودِ دلِ دانائے راز

ذاتِ تو منّان و غفار الذنوب ۔۔۔ خالق و رزّاق ستّار العیوب

رحم کن بر حالِ زارِ اہلِ دیں ۔۔۔ از طفیلِ شاہِ ختم المرسلین

جز درِ تو نیست چوں جائے دگر ۔۔۔ از لبہا آرزو ہا وائے دگر

گردن از بارِ گنہ خم می شود ۔۔۔ شرم و استغفار ہر دم می شود

در دہن گرچہ زباں داریم ما ۔۔۔ مہرِ خجلت بر دہاں داریم ما

واقفِ رازِ دلِ ہر کس توئی ۔۔۔ حسبِ قولِ مولوی معنوی

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو ۔۔۔ ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

نخلِ حاجت را ثمر بخشیدئی ۔۔۔ ہم دعا را تو اثر بخشیدئی

ہست بر عالم کشادہ خوانِ تو ۔۔۔ درد و درماں جملہ در فرمانِ تو

بر در آمد بندۂ بگریختہ ۔۔۔ آبروئے خود بعصیاں ریختہ

تو علیمی تو کریمی اے رحیم ۔۔۔ جرمِ ما را بخش اے ربّ کریم

شه نظام الملک آصف جاهِ ما
تا صد و سی سال ماند شاهِ ما

زیر ظلِّ او همه اولادِ او
شادمان مانند هم احفادِ او

تخت و تاجِ او بود قائم بدهر
باد ملک و جاه او دائم بدهر

خیرخواهان و همه اعیانِ او
شاد و خوش مانند در فرمانِ او

بانیٔ مجلس و جمله حاضرین
جمله خدّام شفیع المذنبین

گردد الطافِ تو یارِ ما همه
نیک باد انجام کارِ ما همه

عرض ما را اے خدا مقبول کن
از معلّی این دعا مقبول کن

آمین ثم آمین

تمّت بالخیر

تقریظ

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی ایس آئی پیشکار و سابق وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن دام اقبالہ

ہمارے دکن کے مجلس شعرا میں جہاں نامی شعرا بزم افروز ہوتے رہے ہیں انہیں روشن دماغوں سے شبستان سخن کے روشن چراغ ہمارے مولانا محمد مظفر الدین معلیٰ بھی تھے جو استاد سخن شیخ حفیظ کے شاگرد رشید تھے شیخ حفیظ فقیر کے جد امجد مہاراجہ چندو لال کے دربار کے نامی شعرا کے گروہ میں ممتاز تھے ان کا کلام افسوس ہے کہ جمع نہیں ہوا چیدہ چیدہ اشعار لوگوں کی زبانوں پر رہ گئے ہیں۔ معلاؔئے مرحوم سے فقیر کو ابتدائے سخن گوئی میں تلمذ تھا معلیٰ مرحوم باخدا نہایت خلیق حلیم الطبع ذی مروت اور علم دوست تھے تین مرتبہ حج بیت اللہ اور چار مرتبہ مدینۂ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کیا تھا بڑے متقی پرہیزگار اور شب بیدار تھے نماز پنجگانہ تو ان کا فریضہ تھا مگر تہجد کو بھی کبھی قضا نہیں کیا۔ آپ کی صحبت میں فقراء ابرار علمائے باعمل اور شعرائے نازک خیال کا مجمع رہتا تھا۔

آپ کی محفل بلالحاظ مذہب و ملت نہایت وسیع تھی۔ سرمایۂ علمی آپ کی گرانقدر زندگی کا راس المال تھا حضرت معلیٰ نے ۸۰ سال کی عمر پائی اور ۲۶ شوال ۱۳۳۵ھ پنجشنبہ کی رات میں گیارہ بجے راہی عالم بقا ہوئے حضرت معلیٰ نے اپنے انتقال کی تاریخ خود فرمائی تھی وہ یہ ہے۔

اے معلیٰ گرچہ ہوں عصیاں میں غرق
رحمتی سبقت علیٰ غضبی عیاں
کہ اسی رحمت کی سبقت کے سبب
رب کریم اور ہیں حبیب اُس کے کریم
جاں نکلکر جسم سے کہتی ہے سن

رحمت خالق پہ تکیہ ہے میرا
بہر بخشایش وثیقہ ہے میرا
شافع محشر وسیلہ ہے میرا
دو کریموں پر بھروسہ ہے میرا
بخشنے والا اب اللہ ہے میرا
۱۳ ھ ۳۵

حضرت معلّیٰ طبعاً شاعر ہونیکے علاوہ عروض میں ایک حد تک تبحر رکھتے تھے۔ آپ نے دردبھرا دل پایا تھا۔ کلام میں عجیب سوز و گداز اور جذبات کے اثرات ہر ایک بات سے پیدا تھے آپ کا دیوان تین حصوں پر منقسم ہے۔ حصہ اول اردو نعتیہ۔ حصہ دوم اردو منقبیہ۔ قصائد مدحیہ۔ قطعات مناجات وغیرہ۔ حصہ سوم فارسی۔ محمد ریاض الدین علی ریاض فرزند رشید حضرت معلّیٰ مرحوم مستحق شکریہ ہیں جنھوں نے اپنی سعی بلیغ سے اپنے والد ماجد کی تصنیف پریشان کو ایک جگہ جمع کر دیا اور دیوان کی صورت میں چھپوا کر پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔

قطعۂ تاریخ طبع دیوان

معلّیٰ کا دیوان اعلیٰ چھپا ہے
لطیف و فصیح و بلیغ و سلیس

جو پوچھے کوئی سال تاریخ اس کی
کہو شاد نظم معلّیٰ نفیس

۱۳ ہجری

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از جلیل القدر جناب مولوی حافظ جلیل حسن صاحب المخاطب بہ نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

خوشا فکر معجز نظامِ معلّیٰ
زہے چشمۂ فیض عامِ معلّیٰ

خورشید افزوں فروغِ معانی
زگردوں بلند است نامِ معلّیٰ

ز انوارِ دیوان والاست روشن
کہ این است ماہِ تمامِ معلّیٰ

چہ عنقائے مضمون چہ مرغانِ دلہا
ہمہ اوفتادہ بدامِ معلّیٰ

چہ سازش چہ دردی چہ سرشار و حالی
ہمہ مست صہبائے جامِ معلّیٰ

جلیل این چنین گفت تاریخ طبعش
کہ الہامِ غیبی کلامِ معلّیٰ

۱۳ ہجری

دیگر

مزہ آتش تر کا دیتا ہے کیا کیا
ہر اک گرم مضمون نظمِ معلّیٰ

جلیل اس کی تاریخ مستانہ کہئے
یہ ہے جامِ گلگونِ نظمِ معلّیٰ

۱۳ ھ ۴۰

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ طبع دیوان نتیجہ فکر حضرت مولانا شاہ حسین محمد المجتبیٰ حسینی صاحب مدظلہ المتخلص خسرو سجادہ روضۂ حضرت خواجہ بندہ نواز

ریاضِ معلّٰی کے ہر شعر کو
محبت بھرے دل کے اسرار ہیں
کیا تم نے یہ کام اچھا ریاض
سن طبع دیوان کہا خسرو نے

بجا ہے جو الہامِ غیبی کہو
کلام ایسا کیوں کر نہ مقبول ہو
دعا ہے کہ دارین میں خوش رہو
ریاضِ معلّٰی ہمایوں نکو
۱۳۵۱ھ

از جناب مولوی حکیم عاشق حسین صاحب ہاتف مدظلہ

دل کشا ہے ریاضِ خوش اسلوب
طبع کا سال ہے یہی ہاتف

تازہ تر ہے چمن معلّٰی کا
دل نشیں ہے سخن معلّٰی کا
۱۳۵۱ھ

قطعات تاریخ نتیجہ فکر شیریں کلام مشہور انام مولوی سید عبد الغفور صاحب جعفری چشتی قادری نقشبندی سہروردی دمعری المتخلص ضرغام برادر ماموں زاد حضرت معلّٰی علیہ الرحمۃ

چو گلزارِ اشعار دیدم بدیدم
سن طبع مطبوع ضرغام آمد

بہ گلگشت چوں نزد حافظ مصلّٰی
بگو نیک دیوانِ ریاضِ معلّٰی
۱۳۵۱ھ

دوسرا قطعہ

شدہ چاپ دیوان چو گلہائے تازہ
سن فصلی بنوشت ضرغام طرفہ

با فضال و الطاف ایزد تعالےٰ
پسندیدہ دلہا ریاضِ معلّٰے
۱۳۴۱ ف

تیسرا قطعہ

چھپا جب یہ دیوان تو دل نے کہا ۔۔۔ سراپا یہ شایانِ تقدیس ہے
ہے ضرغام سنہ صوری و معنوی ۔۔۔ دو سنہ زیب تیرہ سو اکتیس ہے
۱۳۳۱ ف

چوتھا قطعہ

ہے معلّی کا معلےٰ سر بسر دیوان چھپا ۔۔۔ حبذا تصنیفِ نیکو مرحبا برحالِ طبع
طبع کا سنہ کہدے اے ضرغام صوری و معنوی ۔۔۔ تیرہ سو چالیس ہجری ہے معلےٰ سالِ طبع
۱۳۴۰ ہ

قطعۂ تاریخ طبع از حضرت مولوی محمد سعد الدین صاحب قبلہ المتخلص بہ سعد جاگیردار اربد برادر حقیقی حضرت معلّی علیہ الرحمہ

دیوانِ معلّےٰ کی تعریف بے ادبی ہے ۔۔۔ ہر شعر بجائے خود اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہے
انداز بیاں دلکش پھر اس پہ زباں شستہ ۔۔۔ سب کچھ ہے غرض اس میں پھر کیوں کیا ہے
آورد میں آمد ہے۔ آمد میں اثر پنہاں ۔۔۔ نیرنگیِ مضموں میں اک وسعتِ معنیٰ ہے
ہر حرف نگینہ ہے بس خاتمِ مضموں کا ۔۔۔ الفاظ کی بندش بھی سونے پہ سہاگا ہے
آئینِ محبت کا آئینہ اسے کہئے ۔۔۔ حیرانیِ عاشق کا بے مثل سراپا ہے
حسن اور محبت کے منظوم کرشمے ہیں ۔۔۔ حالِ دلِ مجنوں ہے وصفِ رخِ لیلیٰ ہے
بے شبہ حقائق کا ملتا ہے سبق اس سے ۔۔۔ دریائے معارف کا گویا دُرِ یکتا ہے
عشاقِ حقیقی ہے نعتِ شہِ دیں اس کا ۔۔۔ دیرینہ ریاضت کا مقبول نتیجا ہے
اسرارِ نہاں بیشک ہوتے ہیں عیاں اس سے ۔۔۔ الفاظ کی کثرت میں وحدت کا معمّا ہے
اصلاحِ عقائد کی کرتا ہے بہر صورت ۔۔۔ ایمان کا حامی ہے خضر رہِ عقبیٰ ہے
تاریخ کہی میں نے اے سعد یہ چھپنے کی ۔۔۔ دیوانِ معلّا کیا فیضانِ معلا ہے
۱۳۴۰ ہ

نتیجہ فکر جناب صوفی مولوی مشرف علی صاحب مشرف ساکن سکندر آباد تلمیذ حضرت معلّی علیہ الرحمہ

وہ استاد میرے جناب معلی — دکن کے بزرگوں میں اک نامور تھے
نہیں ان کی تعریف کی مجھ میں قدرت — بیاں سے زیادہ ہیں اوصاف ان کے
مرتب ہوا جب یہ دیوان ان کا — نہایت تردد سے اور کوششوں سے
رکھا نام اس کا "ریاض معلےٰ" — کہ تا ہوں معطر دماغ اس سے سب کے
کہا طبع کا سال میں نے مشرف — ریاض معلی کے گل ہیں یہ اچھے

قطعہ تاریخ طبع از جناب سید اعظم حسینی صاحب اطہر وکیل ضلع تلمیذ حضرت معلی علیہ الرحمہ

تجلی، مجاہد، ریاض اور رضوان — ہیں چاروں جو فرزند حضرت معلا
یہ اچھا نتیجہ ہے کوشش کا ان کی — "ریاض معلی" دکن میں جو نکلا
سن طبع ہجری کہا میں نے اطہر — ہے عموی معلی کا یہ باغ اچھا
معلی کی یا چھوڑ کر لیں الف گر — تو ہجری کا سنہ سال فصلی بھی ہوگا

قطعہ تاریخ طبع از جناب خواجہ شفیع حسن صاحب عارف فرزند احمد جناب ہاتف مدظلہ

ریاض مشتاق دکن میں چھپا — بدل جس کا مشتاق تھا اک جہاں
ہمیشہ رہے گی بہار ریاض — معلی کا ہے گلشن بے خزاں
تغزل فارسی اور اردو میں ہے — یہ اک گلستاں ہے یہ اک بوستاں
کہی خوب عارف نے تاریخ طبع — ریاض معلی عزیز دلاں

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولوی محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد فرزند حضرت معلی علیہ الرحمہ

بفضل خدا و طفیل محمد — چھپا جب یہ دیوان قبلہ گہ کا
مجاہد کہی میں نے تاریخ فصلی — ہوا طبع نیکو ریاض معلا

صحت نامہ ریاض معلی حضرت سخنور ... (دیباچہ)

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
				۴	۳	۲	۱
قننے	تنے	۸	۵۸	پایہ	یایہ	۰	۲
قطام ملک	ستہ نظام	۱۳	۶۳	ہنگام	توام	۵	۲
نیام سپید	صیام آمد	۷	۶۰	بہشت	ہشت	۱	۳
۱۳ ۲۵	۱۵-۱۳	۵	۴۰	تو ہو گئی دو	تو ہو گردہ	۴	۳
تاریخ مسیح	تاریخ مسیح	۴	۴۰	خلاص	اخلاص	۱۰	۱۰
۱۳ ۲۹	۱۳ ۲۶			تواضع	تواضع	۱۵	۲۰
طرب	ضرب	۱۴	۴۳	از لفت	زلف	۰	۲۲
صحت نامہ دیباچہ				منتفض	جیبوں	۱۲	۲۹
زیارت قصر الٰہ	.	۹	۳	مرہم	مرہم	۱۴	۳۶
ملکہ	ملکہ	۵	۵	باغ دنیا	باغ	۱۵	۳۳
امیر اتھ	امرا تھ	۲۱	۱۰	عداوت از	عداوت	۵	۳۸
حضرت علی	حضرت علی	۱۹	۱۱	از شعلہ	ان شعلہ	۱۰	۴۰
سیاہ	وا	۱۴	۱۳	وصف تو چو بلبل چمن	بلبل صفت نغمہ تو	۱۵	۴۴
اور	کہ	۱	۱۹	وصف نثاری	وصف دستار نگی	۱۳	۴۶
پہچانتے	پیچانتے	۱۰	۲۲	تلاطم	طلاطم	۳	۴۸
حمایت نامہ اسلامیان	حمایت نامہ اسلام	۳	۲۰	پزد	پزد	۱۱	۵۱
دل سے دور	دل سے دور	۲۱	۳۰	بجق دور	عجق در	۷	۵۷
جس ان	جس ان	۱۳	۵۵	بہارے	بہار	۱۵	۵۸